عدالت سوہنی کے فیصلے

لے لے۔ اور اگر تقسیم کیا جا چکا ہے۔ تو تو اُسے قیمتاً لینے کا زیادہ حق دار ہے۔

صحیح بخاری۔ صحیح مسلم اور مصنف ابوداؤد میں ہے۔ کہ فتح مکہ کے روز حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ حضورؐ کہاں فروکش ہوں گے؟ حضورؐ نے جواب میں فرمایا۔ "ہمارے لئے عقیل نے کون سا گھر باقی چھوڑا ہے" اور بخاری میں یوں بھی آیا ہے۔ کہ سفر حج کے دوران میں حضرت اسامہ بن زیدؓ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہؐ! کل آپؐ کہاں اُتریں گے تو آپؐ نے فرمایا۔ عقیل نے کوئی گھر ہمارے لئے چھوڑا بھی ہے۔ اُس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ہم انشاء اللہ وادیٔ بنی کنانہ میں اُتریں گے۔ جو خصب میں ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ یہ حضورؐ نے اس لئے فرمایا۔ کہ بنی کنانہ نے قریش کے ساتھ مل کر بنی ہاشم کے خلاف قسمیں کھائی تھیں۔ اس بات پر کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کسی قسم کا لین دین نہ کریں گے۔ اور نہ انہیں اپنے ہاں جگہ دیں گے جب حضورؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ تو عقیل ابن ابی طالب نے بنی ہاشم کے تمام گھروں پر قبضہ جما لیا۔ پھر جب انہوں نے اسلام قبول کیا۔ تو وہ ان ہی کے قبضہ میں رہے۔ اور حضور نبی کریمؐ نے فیصلہ فرمایا۔ کہ کسی شخص کے اسلام لانے کے وقت جو چیز اُس کے قبضہ میں ہے۔ وہ اُسی کی ہے۔ خطابی کی کتاب میں وارد ہے۔ کہ عقیل نے عبدالمطلب کے مکان کو فروخت کر دیا۔ کیونکہ وہ ابوطالب کے اموال کے وارث تھے۔ اس لئے

Marfat.com

کہ حضرت علیؓ نے اپنے والد ابو طالب کی زندگی ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور وہ اُن کے اموال کے وارث نہ ہو سکتے تھے۔ اور ان میں کوئی مکان بھی خاص حضورؐ کا نہ تھا۔ کیونکہ حضورؐ کے والد معظم حضرت عبداللہؓ اپنے والد معظم حضرت عبدالمطلب کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ اور اُن کے اکثر بیٹے فوت ہو چکے تھے۔ اور جب اُن کا کوئی فرزند نہ رہا۔ تو ان کے مکانات ابو طالب کے قبضے میں آ گئے۔ اور اُن کی وفات کے بعد عقیل کے قبضے میں آئے۔ قریش کا دستور تھا۔ کہ وہ ان مسلمانوں پر سختی کیا کرتے تھے۔ جو ہجرت کر جاتے تھے۔ اور اُن کے گھروں اور زمینوں کو فروخت کر دیتے تھے۔

صحیح بخاری میں وارد ہے۔ کہ حضور نبی صلعم کے پاس کہیں سے دیباج کے چُغے ہدیہ کے طور پر آئے۔ اُن پر سونے کی گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں۔ حضورؐ نے اُن چغوں کو اپنے بعض اصحاب کے درمیان تقسیم فرمایا۔ اور اُن میں سے ایک چُغہ مخرمہ بن نوفل کے لئے الگ رکھ لیا جب وہ حاضر ہوا تو اس کے ہمراہ مسور بن مخرمہ بھی تھا۔ اُس نے دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز دی۔

حضور نبی صلعم نے اُس کی آواز سُن لی۔ اور تہمد کے ساتھ ہی فوراً اُس کے استقبال کے لئے تشریف لے آئے۔ اور فرمایا۔ اے ابو مسور میں نے تمہارے لئے یہ الگ کر رکھا ہے۔ نسائی نے ذکر کیا ہے۔ کہ مخرمہ نے حضور نبیؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ ان کپڑوں میں میرا حصہ کہاں ہے

Marfat.com

جو حضورؐ نے تقسیم فرمائے ہیں۔ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ یہ قبا میں نے تمہارے لئے الگ رکھی ہے پس اُس نے اُسے لے لیا۔ اور آپؐ کا شکریہ ادا کیا۔

معاہد کا حربی کی طرف سے تحفہ

ابن سحنونؒ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ کہ حضور نبی صلعم نے ابوسفیانؓ سے۔ اہل ذمہ سے۔ دحیہ سے۔ مقوقش سے۔ اور اکیدر سے ہدیہ قبول فرمایا۔ اور ان میں سے بعض کو خود بھی ہدیہ دیا۔ اور غیاض کا ہدیہ قبول نہیں کیا مقوقش کے ہدیہ میں ماریہ ام ابراہیم۔ ایک چتکبرا خچرؔ اور ایک گدھا تھا۔ حضورؐ نے ماریہ کو اپنے لئے قبول فرمالیا۔ خچرؔ اور گدھا بھی رکھ لئے حضورؐ کے وصال کے وقت یہ دونوں خچرؔ اور گدھا موجود تھے۔ مقوقش کی طرف سے ہدیہ۔ حاطب بن ابی ملتبعہ کے ذریعے آیا تھا۔ جو حضورؐ کے حکم سے ۶ھ کو اس کی طرف گئے تھے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ ہدیہ تین لونڈیاں تھیں۔ حضورؐ نے اُن لونڈیوں میں سے ایک جہم بن حذیفہ کو عطا فرمائی۔ اُس کا نام طرق تھا۔ اور دوسری سیریں حسان بن ثابت کو دی جس سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ وہ ماریہ کی بہن تھی۔

کتاب مسلم میں درج ہے۔ کہ فروہ بن نعاثہ نے حضورؐ کی خدمت میں ایک سفید خچرؔ بطور ہدیہ پیش کیا۔ اور یہی خچر تھا جس پر آپؐ غزوۂ حنین میں میں سوار تھے۔ سحنون کا بیان ہے۔ کہ اگر شاہ رُوم کی طرف سے کوئی ہدیہ

Marfat.com

امام وقت کو موصول ہو۔ تو اُسے قبول کرنے میں کوئی حرج نہ سمجھنا چاہیئے۔ اور وہ خاص اُس کا مال ہوگا۔ اوزاعی کا خیال ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کا مال ہے اور اُس کا عوض دے کر اُسے بیت المال میں رکھنا چاہیئے۔ سحنون نے کہا ہے۔ کہ اس کا عوض دینے کی ضرورت نہیں۔ سحنون یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر کسی قاصد کو جو کسی کافر حکمران کی طرف بھیجا جائے۔ کوئی ہدیہ ملے۔ تو وہ اُس کا مال ہے۔ وہ عام مسلمانوں کی ملکیت نہیں۔ اور اس لئے اُس میں سے $\frac{1}{5}$ حصہ نہ نکالا جائے۔ اور جب کوئی قاصد کسی کافر حکمران کی طرف سے آئے۔ تو امیر المومنین کے لئے اس کو کوئی تحفہ دینا ضروری نہیں۔ سوائے اس صورت کے کہ اس میں مسلمانوں کے لئے کوئی بہتری اور موقعہ شناسی کا پہلو ہو۔

صحیح بخاری میں وارد ہے۔ کہ ریلیہ کے بادشاہ نے حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں ایک سفید خچر بطور تحفہ ارسال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے چادر عطا فرمائی۔ اور اُس کے لئے امان نامہ لکھ دیا۔ یہ واقعہ غزوۂ تبوک میں ہوا عمرو بن حارث مروی ہیں۔ کہ حضور نبی صلعم نے اپنے ورثہ کے طور پر صرف سفید خچر اور اپنے ہتھیار چھوڑے۔ اور کچھ زمین جو بطور صدقہ چھوڑی۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے۔ کہ حضورؐ کے ترکہ میں سے وہ زرہ تھی۔ جو ایک یہودی کے پاس تیس صاع جَو کے عوض رہن تھی۔

صحیح بخاری میں آیا ہے۔ کہ حضور نبی صلعم نے اپنی وفات کے وقت

درہم دینار کی قسم سے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ اور نہ کوئی غلام اور لونڈی یا کوئی اور چیز سوائے اپنی سفید خچر کے اور اپنی اُس زمین کے جو بطور صدقہ تھی چھوڑی۔

اور ابو عبیدہ نے کتاب الاحوال میں لکھا ہے۔ کہ عامر بن مالک نے حضورؐ کی خدمت میں ایک گھوڑا بطور ہدیہ ارسال کیا۔ تو حضورؐ نے اُسے واپس کر دیا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کیا کرتے۔ اور ابو عبید کہتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے جو ابو سفیان کا ہدیہ قبول فرمایا۔ تو وہ اس زمانے میں قبول فرمایا تھا جب حضورؐ کے اور اہل مکہ کے درمیان التوائے جنگ کا معاہدہ تھا اور اسی طرح مقوقس شاہ مصر کا جو ہدیہ حضورؐ نے قبول فرمایا تھا۔ تو اُس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اُس نے حضورؐ کے اُن قاصدوں کی جو اس کی طرف بھیجے گئے عزت کی۔ اور حضورؐ کی نبوت کا اقرار کیا۔ اور حضورؐ کو اپنے اسلام لانے سے مایوس نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ حضور نبی صلعم نے کسی ایسے مشرک کا ہدیہ قبول کرنے سے انکار فرمایا جس نے جنگ کا ارادہ کیا ہو۔ پھر خالد بن ولید نے۔ ایلیدر کو حضور کی خدمت میں لا کر پیش کیا۔ وہ نصرانی تھا۔ حضورؐ نے اُس کی جان بخشی کی۔ اور جزیہ ادا کرنے کی شرط پر اس سے صلح کر لی۔ اور اُسے رہا کر دیا۔ پس وہ اپنی بستی کو واپس ہو گیا۔

مالِ غنیمت کی تقسیم

صحیح بخاری میں امام بخاریؒ نے ایک عنوان حسب ذیل الفاظ میں قائم کیا ہے۔

"نبی صلعم کے اُن عطیات کے بارے میں جو حضورؐ خمس میں سے مؤلفۃ القلوب کو عطا فرماتے تھے:"

اِسے حضور نبیؐ سے عبداللہ بن زید نے روایت کیا ہے۔ زہریؒ کا بیان ہے۔ کہ مجھ سے انسؓ نے ذکر کیا۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کو بنی ہوازن کے اموال عطا کئے۔ اور حضورؐ نے قریش کے بعض لوگوں کو ایک ایک سو اونٹ عطا کئے۔ تو انصار میں سے بعض لوگوں نے کہا۔ اللہ اپنے رسولؐ کو معاف فرمائے۔ آپؐ قریش کو مال دئے جاتے ہیں۔ اور ہمیں ترک کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اُن کا خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ کسی طرح رسولؐ اللہ کی خدمت میں انصار کی یہ بات پہونچ گئی۔ اس پر حضورؐ نے سب انصار کو چمڑے کے خیمے کے اندر اکٹھا کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ اُن کے ساتھ کوئی غیر نہ آئے جب وہ اکٹھے ہو گئے۔ تو حضورؐ خیمے میں تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ جو تمہاری طرف سے مجھ کو پہنچی ہے۔ اُن کے معزز لوگوں نے عرض کیا۔ کہ یا رسولؐ اللہ ہمارے ذمہ دار لوگوں نے تو کچھ نہیں کہا البتہ کچھ نوخیز نوجوانوں نے ایسا ضرور کہا ہے۔ کہ اللہ اپنے رسولؐ کو معاف

Marfat.com

فرمائے۔ وہ قریش کو دیتا ہے۔ اور انصار کو ترک کر رہا ہے۔ حالانکہ خون ہماری تلواروں میں سے ٹپک رہا ہے۔ اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں تو انہی لوگوں کو دے رہا ہوں۔ جو آج سے چند دن پہلے ہی کافر تھے۔ لیکن کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو۔ کہ لوگ تو اپنے ہمراہ دنیا کے مال لے جائیں اور تم اللہ کے رسولؐ کو لے جاؤ۔ اور جس چیز کے ساتھ تم لوگ اپنے گھروں میں واپس جاؤ گے۔ وہ چیز اس سے بہتر ہے۔ جس کے ساتھ وہ واپس جائیں گے۔ انہوں نے جواب میں عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ ہم راضی ہیں۔ تو حضورؐ نے اُن سے فرمایا۔ کہ قریب ہے۔ میرے بعد تم پر اور لوگوں کو شدت کے ساتھ ترجیح دی جائے گی۔

مصنّف ابن داؤد میں جبیر بن مطعم سے مروی ہے۔ کہ جب خیبر کا معرکہ ہوا۔ تو حضورؐ نے بنی ہاشم اور بنی مطلب میں رشتہ داروں کے حصّوں کو الگ کیا۔ اور بنی نوفل و بنی عبد الشمس کو چھوڑ دیا۔ پس میں اور عثمانؓ۔ بنی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم بنی ہاشم کی فضیلت کا جو حضورؐ کی قرابت کی وجہ سے ان کو حاصل ہے۔ انکار نہیں کرتے۔ مگر بنی مطلب کا کیا حق ہے۔ کہ حضورؐ ان کو حصہ عطا فرماتے ہیں۔ اور ہمیں چھوڑتے ہیں۔ دراں حالیکہ ہماری قرابت ایک ہی ہے حضور نبیؐ نے جواب میں فرمایا۔ کہ میں اور بنی مطلب جدا جدا نہیں۔ نہ جاہلیّت

میں اور نہ اسلام میں۔ ہم اور وہ تو ایک ہی ہیں۔ اور یہ کہ حضورؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملایا۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ خاص نبی صلعم کا فعل ہے۔ جس سے حضورؐ نے آل مطلب کے ساتھ اپنی یگانگت ظاہر فرمائی کیونکہ وہ بنی ہاشم میں سگے بھائیوں کی اولاد ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ عبدالشمس اور ہاشم توام تھے۔ اور بعض روایات میں کہا گیا ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ تم صبر کرو۔ یہاں تک کہ تم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کو حوضِ کوثر پر ملو۔ اور اسی طرح اس کو ابوزید نے بھی اپنی روایت میں بیان کیا ہے۔

اور جن لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ نے ترجیح دے کر ایک ایک سو اونٹ عطا کئے۔ وہ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن وغیرہ تھے۔ اور ابن ہشام نے ان کے ساتھ ابوسفیان۔ ان کے بیٹے معاویہ حکیم بن حزام۔ حارث بن ہشام سہیل بن عمرو۔ حویطب بن عبدالعزیٰ اور علاء بن حارثہ کا بھی ذکر کیا ہے اور مالک بن عوف و صفوان بن اُمیہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں دو دو سو اونٹ ملے۔ اور ایک جماعت کو ایک سو سے کم دئے ہیں۔ اور ایک گروہ کو پچاس پچاس عطا کئے۔

کسی شخص نے یہ بھی کہا۔ کہ یا رسول اللہ! آپ نے عیینہ بن حصن۔ اور اقرع بن حارث کو ایک ایک سو اونٹ عطا کئے۔ اور جعیل بن سراقہ ضمری کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا قسم ہے۔ اُس ذات مقدس کی جس کے ہاتھ میں

Marfat.com

محمدؐ کی جان ہے۔ کہ جمیل بن سراقہ۔ عینیہ اور اقرعؓ اور اُن جیسے تمام تجربہ کاران روئے زمین سے زیادہ واقف کار ہے۔ لیکن میں نے ان دونوں کی دل جوئی کی خاطر اُسے دیا۔ اور جمیل بن سراقہ کو اس کے اسلام کے سپرد کیا۔ اور صحیح بخاری میں ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ میں بعض لوگوں کو تو ان کی دلی کمزوری اور بے صبری کی وجہ سے دیتا ہوں۔ اور بعض لوگوں کو اُن کی بھلائی اور بے نیازی کے سپرد کر دیتا ہوں۔ جو اللہ تعالےٰ نے انہیں عطا کی ہے۔ اور ان لوگوں میں سے ایک عمرو بن ثعلب ہیں۔ عمرو کہتے ہیں۔ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کے بدلے میں مجھے ایسے باغ بھی ملیں جن میں سایہ دار اور میوہ دار باغ ہوں۔ تو مجھے پسند نہیں۔

بعض لوگوں کے اعتراضات

غزوۂ حنین کے اموال کی تقسیم کے موقعہ پر ایک شخص نے کہا۔ کہ خدا کی قسم! یہ ایسی تقسیم ہے۔ جس میں انصاف نہیں کیا گیا۔ اور اس میں خدا کی رضا مطلوب نہیں۔ یہ الفاظ بنی تمیم کے ایک شخص نے جو ذوالخویصرہ کہلاتا تھا کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تیرا برا ہو جب میں انصاف نہ کروں گا۔ تو اور کون کرے گا۔ اس شخص کا نام خرقوص بن زبیر تھا۔ اُسے ابن سعد شاگرد واقدی نے بیان کیا ہے۔

اور ابراہیم بن محمد کا بھی تیمی سے ذکر کیا گیا ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے

Marfat.com

حضور نبیؐ کی خدمت میں یمن سے کچھ سونا ارسال کیا۔ تو حضورؐ نے اُسے چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پس ¼ حصہ اقرع بن حابس کو۔ ¼ زید الخیل کو اور ¼ حصہ علقمہ بن ثلاثہ اور عیینہ بن حصن میں سے ہر ایک کو۔ اتنے میں ایک آدمی جو بے ڈول سی شکل کا تھا۔ جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی۔ اور پیشانی اوپر کی طرف اُبھری ہوئی تھی۔ کھڑا ہوا۔ وہ کہنے لگے۔ کہ میں نے ایک ایسی تقسیم دیکھی ہے جس میں خدا کی رضا مطلوب نہیں رکھی گئی۔ حضورؐ یہ سُن کر برافروختہ ہوئے۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہے۔ کہ حضورؐ خیبر کے اموال کو تقسیم فرما رہے تھے۔ کہ ایک سیاہ فام شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ آج آپ نے شروع دن ہی سے انصاف مدِ نظر نہیں رکھا۔

مشرکین کی جمع کی ہوئی چیزیں

ابن وہب نے روایت کی ہے۔ کہ جب حضورؐ نے خیبر کا محاصرہ کیا۔ تو حضورؐ کی خدمت میں چند لوگ آئے۔ اور سوال کیا۔ یا رسول اللہؐ! ہمیں کچھ عطا فرمایئے حضورؐ نے انہیں کچھ نہ دیا۔ پھر انہوں نے کسی قلعہ کو فتح کیا۔ اور مسلمانوں میں سے کسی آدمی نے چربی کا بھرا ہوا ایک تھیلا اٹھا لیا۔ کعب بن عمر بن زید انصاری نے جو مالِ غنیمت کے محافظ تھے۔ اُسے دیکھا اور پکڑ لیا۔ انہوں نے کہا۔ یہ مجھے دے دو۔ کہ میں اسے لوگوں میں بانٹ دوں۔ اُس نے کہا۔ نہیں خدا کی قسم! میں یہ آپ کو نہیں دوں گا۔ یہاں تک کہ اسے اپنے ساتھیوں میں لے

Marfat.com

جاسکوں۔ اس پر بات بڑھ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خبر پہنچی۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ اس شخص کا ہتھیار اسی کے پاس رہنے دو۔ کہ اپنے ساتھیوں کے پاس لے جائے۔ امام مالکؒ نے کہا ہے۔ اور یہ مختصر عبدالحکیم کبیر میں ہے۔ کہ میں یہودیوں کی چربی کا کھانا اچھا نہیں سمجھتا۔

بنی نضیر اور خیبر کے اموال کی تقسیم کا بیان

صحیح بخاری میں حضرت امام بخاریؒ اور ابو عبیدؒ نے ذکر کیا ہے۔ کہ بنی نضیر کے اموال جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولؐ کو عطا فرمائے۔ اُن کے لئے گھوڑ سواروں اور شتر سواروں نے کوئی تکلیف نہیں اٹھائی۔ اور وہ خاص رسولؐ کے لئے تھے۔ جس سے وہ اپنے اہل وعیال پر صرف کرکے باقی کو گھوڑوں اور ہتھیاروں پر اللہ تعالےٰ کے راستے میں خرچ کرتے۔ اور یہ سب بنی نضیر کے مالوں سے تھا۔ اور اس میں سے خمس نہیں نکالا گیا۔ کیونکہ وہ رسول کے لئے خاص تھا۔ اور بنو قریظہ کے مال سے خمس نکالا گیا۔ کیونکہ وہ جنگ کے نتیجے میں ملا تھا۔

جیسا کہ ابو عبیدؒ نے ذکر کیا ہے۔ بنی نضیر کا واقعہ۔ بدر کی جنگ کے ۶ ماہ بعد تھا۔ مختصر مدونہ میں ابن شہاب کے حوالے سے ابن ابی زید نے

Marfat.com

ذکر کیا ہے۔ کہ وہ ماہ محرم ۳ھ میں ہوا تھا۔ اور ابن شہاب کے سوائے باقی لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ ۷ھ میں واقعہ ہوا۔ اور سورۂ حشر انہی کے بارہ میں نازل ہوئی۔ امام مالکؒ نے فرمایا ہے۔ کہ خیبر کو تھوڑی سی جنگ کے بعد فتح کیا۔ اور اس میں سے خمس نکالا گیا۔ مگر وہ تھوڑا سا مال جو زبردستی یا صلح کے ذریعہ اُن سے ملا تھا۔ اُس میں سے پانچواں حصّہ نہیں نکالا گیا۔ میں یہ کہتا ہُوں۔ کہ زبردستی اور جنگ ایک ہی چیز ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ میری مراد صُلح ہے۔ اور میں نے ابن شہاب کو یہ بھی کہتے ہوئے سُنا ہے۔ کہ خیبر زبردستی فتح کیا گیا۔ اور کچھ ان میں سے جنگ کے ساتھ بھی۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ اس سے اِن کی کیا مُراد ہے۔

امام مالکؒ کے بیان کے مطابق خیبر کا مالِ غنیمت اٹھارہ سو آدمیوں پر تقسیم کیا گیا۔ اور ہر سو آدمی کے لئے ایک حصہ تھا۔ کل اٹھارہ حصّے تھے۔ اور ابو عبید نے کہا۔ کہ حضورؐ نے خیبر کے مال کو ۳۶ حصّوں پر تقسیم کیا۔ ان میں ہر ایک حصّہ سو حصوں میں تقسیم تھا۔ ان اموال میں سے نصف حضورؐ نے اپنی ضروریات اور پیش بینی کے لئے رکھا۔ اور نصف مسلمانوں کے درمیان تقسیم فرما دیا۔ جن جائدادوں کو حضورؐ نے وقف کیا ہے۔ اُن میں سے قلعہ کیتبہ۔ قلعہ وطیہ اور قلعہ سلالم تھے۔ جب یہ تمام اراضی رسول اللہ کے ہاتھ آگئی اور مسلمانوں میں ایسے اشخاص کافی تعداد میں نہیں تھے۔ جو زمین پر کام کرنے

Marfat.com

کے اہل ہوں۔ تو حضورؐ نے اُس میں سے نصف اراضی یہود کو کام کے لئے دے دی۔ اور اضحہ میں ہے۔ کہ وہ سات باغ جنہیں حضورؐ نے وقف فرمایا تھا۔ وہ بنی نضیر کی اراضی میں سے تھے۔ اور عنقریب اس کے بعد خمس کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ اگر بعد کے زمانے میں آنے والے لوگوں کی ضروریات کا احساس نہ ہوتا۔ تو میں جس علاقے کو فتح کرتا۔ اُسے اُسی وقت مسلمانوں کے درمیان اُسی طرح تقسیم کر دیتا۔ جس طرح حضور نبی کریمؐ نے خیبر کو تقسیم فرما دیا تھا۔

حضرت امام مالکؒ اور ابو عبید نے ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت بلالؓ اور اُن کے بعض اصحاب نے حضرت عمرؓ سے مطالبہ کیا۔ کہ شام کا فتح شدہ علاقہ اُن میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور چونکہ حضرت بلال نے یہ مطالبہ زیادہ شدت اور اصرار کے ساتھ کیا تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے خدا سے فریاد کی۔ کہ الٰہی ان لوگوں سے مجھے مخلصی بخش۔ ابھی وہ سال تمام نہ ہوا تھا۔ کہ وہ سب صاحبان فوت ہو گئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ کہ خیبر کا معرکہ ہجری سنہ ۶ کے صفر کے مہینہ میں ہوا۔ اور حضرت امام مالکؒ کا خیال ہے۔ کہ نہیں۔ وہ سخت سردی کے موسم میں ہوا۔ اس معرکہ میں حضور نبی کریمؐ کے بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہمارے لئے جنگ کرنا سخت مشکل ہے۔ حضورؐ نے وجہ دریافت کی۔ تو عرض کیا۔ کہ سردی کی شدت ہے۔ اور ہم بھوک اور عریانی سے لاچار ہیں۔ اس پر حضور نبی کریمؐ نے

Marfat.com

دعا فرمائی۔ کہ الٰہی! آج کسی ایسے قلعہ پر فتح عطا کر جس میں کھانا اور چربی موجود ہو پس اس دعا کے بعد خیبر کا قلعہ فتح ہو گیا۔ ابن ہشام کا خیال ہے۔ کہ خیبر کا مال اہلِ حدیبیہ پر تقسیم کر دیا گیا۔ خواہ وہ حاضر تھے یا غائب۔ اور اُن میں سے سوائے حضرت جابر بن عبداللہ کے کوئی غیر حاضر نہ تھا۔ اور حضور نبی کریمؐ نے جابر کا حصہ بھی ان لوگوں کے برابر ہی رکھا۔ جو وہاں موجود تھے۔ مفضل۔ کا خیال ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے ان لوگوں کے لئے بھی جو حضور کے درمیان اور اہل فدک کے مابین صلح کرانے کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔ کھانے کا سامان رکھا تھا۔ ان ہی کی موجودگی میں محیصہ بن مسعود بھی تھے۔ جنہیں حضورؐ نے تیس دسق جو عطا کئے تھے +

قاصد کو قتل نہ کئے جانے کا قاعدہ

مصنف ابی داؤد میں نعیم بن مسعود سے مروی ہے۔ کہ جب مسیلمہ کذّاب نے حضور نبی صلعم کی خدمت میں خط لکھا۔ اور حضورؐ کی بارگاہ میں وہ پڑھا گیا۔ تو میں نے سُنا۔ کہ حضورؐ نے اُن دو قاصدوں کو جو وہ خط لائے تھے کہا۔ کہ تم دونوں کا اس بات کے بارے میں جو وہ کہتا ہے۔ کیا خیال ہے۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ کہ ہمارا بھی وہی خیال ہے۔ جو اُس نے لکھا ہے حضورؐ نے اس پر ارشاد فرمایا۔ خدا کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی۔ کہ قاصد کو قتل نہیں کیا جاتا۔ تو تم دونوں کی گردن اڑا دی جاتی۔ ابو الرفع بیان کرتے ہیں۔ کہ جب میں قریش کی طرف سے پیغام بر ہو کر حضور نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مجھ پر حق کھُل گیا۔ اور میں اسلام لے آیا۔ تو میں نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ!

Marfat.com

اب میں لوٹ کر قریش کی طرف نہ جاؤں گا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ میں وعدہ کی خلاف ورزی نہ کروں گا۔ اور نہ قاصد کو روکوں گا۔ اِس لئے اب تو تم واپس چلے جاؤ۔ اور پھر بھی اگر تمہارے دل کی یہی کیفیت رہی تو آجانا۔ چنانچہ میں واپس چلا گیا۔ اور اُس کے بعد پھر واپس آکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور اسلام قبول کیا۔

صحیح بخاری میں وارد ہے۔ کہ صلح حدیبیہ کے دوران میں ابوجندل بیڑیوں میں جکڑے حاضر ہوئے۔ اس حالت میں کہ وہ اُچک اُچک کر چلتے تھے حضور نبی صلعم نے اس عہد کی وجہ سے جو حضورؐ نے قریش کے ساتھ کیا تھا۔ کہ اُن کی طرف سے جو شخص ہماری طرف آئے گا۔ اُسے ہم واپس کر دیں گے۔ ابوجندل کو واپس مکہ معظمہ جانے کا ارشاد فرمایا۔ ابوسفیان خطابی نے کہا ہے۔ کہ ابوجندل کے بارے میں حضور نبیؐ کو کوئی خدشہ نہ تھا۔ اس لئے کہ انہیں اُن کے باپ اور ان کے اپنے گھروں کی طرف واپس کیا گیا تھا۔ البتہ اگر کوئی عورت مکہ سے آئی۔ تو اُسے واپس نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ "ان ایمان لانے والی خواتین کو کافروں کے پاس واپس نہ بھیجو۔" قرآن کریم کی یہ آیت اس شخص کے لئے ایک شافی دلیل ہے۔ جس کا عقیدہ یہ ہو۔ کہ قرآن کریم کی کسی آیت سے حدیث منسوخ ہو سکتی ہے اسی امام بخاری نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔ کہ ابوجندل کو ان کے اپنے

Marfat.com

والد سہیل بن عمرو کی طرف لوٹایا گیا تھا۔ اور یہی وہ شخص ہے جس نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضور نبیؐ کے ساتھ منجملہ دیگر شرائط کے یہ بھی شرط رکھی کہ اگر کوئی مشرکین مکہ کی طرف سے مدینہ آئے گا۔ تو اُسے واپس کر دیا جائے گا اور مزید یہ کہ محمدؐ اور اُن کے صحابہ مکہ میں سال آیندہ آئیں گے۔ اور صرف تین یوم کے لئے ٹھہریں گے۔ اور اس کے علاوہ یہ بھی۔ کہ مکہ میں داخل ہوتے وقت اُن کے پاس ہتھیار کی قسم کی کوئی چیز نہ ہو گی۔ سوائے تلوار اور کمان کے جو غلاف کے اندر رہوں گی۔ اور حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ معاہدہ قریش اور ہمارے مابین ایک چوکھٹ کے جوڑ کی طرح ہے۔ کہ اگر اس کا کوئی حصہ ٹوٹ جائے۔ تو ساری چوکھٹ بے کار ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ مکہ میں ابو جندل کے آنے کا واقعہ سہیل بن عمرو کے مدینہ جانے اور عہد نامہ قرار پا جانے سے پہلے ہوا ہے۔ یہ بھی روایت ہے۔ کہ یہ سہیل ان لوگوں میں سے تھا۔ جو معرکہ بدر کے دن قید ہوئے تھے۔

مفصّل نے ذکر کیا ہے۔ کہ صلح حدیبیہ کے روز سبیعہ اسلمیہ نام ایک خاتون مسلمان ہو کر مکہ سے آئیں۔ بعد میں اُن کا خاوند اُن کی تلاش میں آن پہنچا۔ اور حضورؐ کی خدمت میں آکر کہنے لگا۔ یا محمدؐ! ابھی تو ہمارے معاہدے کی تحریر کی سیاہی بھی خشک ہونے میں نہیں آئی۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے ذیل کی آیات نازل فرمائیں۔

Marfat.com

(ترجمہ) مسلمانو! جب تمہارے پاس مسلمان خواتین ہجرت کر کے آ جائیں..... الاخرہ۔

پس حضورؐ نے خاتون مذکور سے قسم اٹھانے کے لئے کہا۔ پس اُس نے خدا کی قسم کھا کر کہا۔ کہ میں اپنے شہر سے کسی ذاتی جھگڑے یا کسی ایسی ہی قسم کی اور وجہ سے نہیں نکلی۔ بلکہ میں صرف اسلام اور اس کی محبت کی وجہ سے یہاں آئی ہوں۔ اس پر حضورؐ نے حکم دیا۔ کہ اس مرد کو اس کا ادا کردہ مہر اور دیگر خرچ دے دیا جائے۔ پس وہ دے دیا گیا۔ اور خاتون کو واپس نہ کیا گیا +

Marfat.com

امان دینے کے متعلق احکام

کلبیؒ نے تفسیر ابن سلام میں کہا ہے۔ کہ بعض مشرکوں کو جو حضورؐ کے ساتھ کسی معاہدہ میں شریک نہ تھے۔ اور نہ ہی وہ حج کے موقعہ پر حاضر تھے۔ یہ اطلاع ملی۔ کہ پیغمبرِ اسلامؐ نے ماہ محرّم کے اختتام کے بعد ایسے مشرکوں کے ساتھ جنگ کا حکم دے دیا ہے۔ پس وہ لوگ حضور نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ حضورؐ کے ساتھ تجدید عہد کریں۔ یہ واقعہ ماہ محرّم کے اختتام کے بعد ہوا۔ حضورؐ نے اُن کے سامنے اسلام۔ ادائیگی نماز و زکوٰۃ کے شرائط پیش کئے۔ جو اُنہوں نے منظور نہ کئے۔ اس پر حضورؐ نے اُنہیں اپنے علاقوں میں واپس جانے کی اجازت دی۔ اور وہ اپنے وطن پونچ گئے۔ یہ لوگ بنی قیس بن ثعلبہ کے عیسائی تھے۔ پھر وہ لوگ یمامہ سے ملے۔ اور

Marfat.com

اُن میں سے کچھ نے تو اسلام قبول کر لیا۔ اور بعض لوگ اپنے دین پر قائم رہے
مسند ابن ابی شیبہ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ایک مسلمان فوجی دستہ
نے کچھ مال اپنے قبضے میں لیا۔ یہ مال حضرت نبی کریمؐ کی صاحبزادی حضرت
زینبؓ کے خاوند ابوالعاص کا تھا۔ وہ بھاگ گئے تھے۔ لیکن رات کو خفیہ
طور پر حضرت زینبؓ کے ہاں اُس مال کی طلب میں آئے۔ اور اُن کے ہاں پناہ
لی جب حضورؐ نے صبح کی نماز کی تکبیر کہی۔ تو حضرت زینب نے عورتوں کی
صف میں سے پکار کر کہا۔ کہ لوگو! میں نے ابوالعاص کو پناہ دی۔ جب حضورؐ
نے نماز سے سلام پھیرا۔ تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ جو کچھ میں نے
سُنا تم لوگوں نے بھی سنا؟ - انہوں نے عرض کیا۔ کہ جی ہاں! ہم نے سُن
لیا۔ پھر فرمایا۔ قسم ہے۔ اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ مجھے
اس معاملہ کے بارے میں اس بات کے سننے سے پہلے قطعاً کوئی علم نہ تھا۔
اور یقیناً مسلمانوں میں کا ایک ادنیٰ شخص بھی کسی شخص کو مسلمانوں سے
بچانے کے لئے اسے اپنے پاس پناہ دے سکتا ہے۔ اس کے بعد حضورؐ اپنی
بیٹی کے پاس گئے۔ اور انہیں ہدایت کی۔ کہ ابوالعاص کی تواضع کرو۔ لیکن
وہ تمہارے قریب نہ آنے پائے۔ اس لئے کہ تم اُس کے لئے حلال نہیں۔
پھر حضور نبیؐ نے لوگوں سے کہا۔ اے لوگو! اگر احسان کرو۔ اور ابوالعاص
کا مال اُسے واپس دے دو۔ تو یہ پسندیدہ امر ہے۔ اور اگر تم اس بات

Marfat.com

کو منظور نہ کرو۔ تو یہ اللہ کی طرف سے غنیمت کا مال ہے۔ جس کے تم زیادہ حق دار ہو۔ اس پر لوگوں نے وہ سارے کا سارا مال ابو العاص کو واپس کر دیا۔ پس ابو العاص اس مال کو لے کر مکّہ واپس چلے گئے۔ اور قریش کے ہر شخص کو جس کی طرف سے اُن کے ذمے کچھ نکلتا تھا۔ اس کے مواجب ادا کر دئے۔ انہوں نے کہا۔ خدا تم کو جزا دے۔ تم واقعی ایماندار ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور نیز یہ کہ محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ خدا کی قسم مجھے اس سے پہلے اسلام لانے میں یہ احتمال تھا۔ کہ تم خیال کرو گے۔ مال ہضم کرنے کی خاطر مسلمان ہو گیا ہے پس جب اللہ تعالےٰ نے تمہارے مواجب ادا کرنے کا سامان کر دیا۔ تو میں نے اسلام قبول کر لیا۔

اس کے بعد ابو العاص مکّہ سے نکلے۔ اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

ایک دوسری روایت میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب حضور نبی کریمؐ نے اُن انصار کو جنہوں نے حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ کو قید کیا تھا۔ اشارہ کیا۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ کہ اگر حضورؐ اجازت دیں تو ہم اپنے بھانجے عباسؓ کا فدیہ چھوڑے دیتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میں ایک درہم چھوڑنے کے لئے بھی نہیں کہتا۔ جب رسولؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے اپنے خاوند ابو العاص کے فدیہ میں اپنا وہ ہار بھیجا۔ جو ان کی والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ

Marfat.com

نے انہیں شادی کے دن پہنا کر بھیجا تھا۔ حضور نبیؐ نے جب اُس ہار کو دیکھا تو انصار سے کہا۔ کہ اگر مناسب سمجھو۔ تو اُس کا قیدی اُس کے لئے چھوڑ دو اور اُس کا ہار واپس کر دو۔

کہا جاتا ہے۔ کہ حضورؐ کا یہ فعل اس لئے تھا۔ کہ جب ابوالعاص کی رہائی کے لئے ارسال کردہ مال اُن کے فدیہ کے لئے پورا نہ ہو سکا۔ اور حضرت زینب نے وہ ہار جو اُن کو اُن کی والدہ حضرت خدیجہؓ نے عنایت کیا تھا فدیہ کی رقم پورا کرنے کے لئے بھیج دیا۔ تو آپ پر رقّت طاری ہو گئی۔ اور ابوالعاص کے پاس مال نہ تھا۔ البتہ ان کے پاس قریش کے اموال اور امانتیں تھیں جن کے ساتھ وہ تجارت کیا کرتے تھے چنانچہ انہوں نے جیسا کہ ذکر ہوا سب واپس کر دئے۔

اور حضورؐ نے انصار کو فرمایا۔ کہ عباسؓ کے فدیہ سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔ کیونکہ وہ مال دار ہیں۔ اور اسی بنا پر حضور نبیؐ نے حضرت عباس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ آپ اپنے بھتیجوں عقیلؓ اور نوفلؓ اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کرو۔ کیونکہ تم مال دار اور صاحب توفیق ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس مال نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ مال کیا ہوا۔ جو آپ نے مکہ میں ام فضل کے پاس رکھا تھا۔ ایسی حالت میں کہ آپ وہاں سے روانہ ہو رہے تھے۔ اور تم دونوں کے پاس اس وقت اور کوئی نہ تھا۔ اور پھر آپ نے یہ

Marfat.com

بھی کہا تھا۔ کہ اگر میں اس سفر میں کام آگیا۔ تو اتنا مال فضل کے لئے اور اتنا مال عبداللہ کے لئے۔ حضرت عباسؓ نے جواب دیا۔ قسم ہے۔ اُس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ام فضل کے سوائے اور کسی کو اس معاملے کا علم نہ تھا۔ پس میں یقین کرتا ہوں۔ کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں پھر اپنا فدیہ ایک سو اوقیہ سونا اور باقی ہر ایک کے لئے چالیس چالیس اوقیہ سونا ادا کیا۔ اسی طرح ابن قاسم اور ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ آپ لوگوں نے مجھے لوگوں کے آگے سوال کرنے کے لائق بنا دیا۔ اس کے بعد عباسؓ اسلام لے آئے۔ اور پھر عقیل کو بھی اسلام لانے کے لئے کہا۔ اور وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ اور قیدیوں میں سے سوائے ان دو کے اور کسی نے اسلام قبول نہیں کیا۔

معانی الاخبار میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عباسؓ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ جب میں قید ہوا۔ تو میرے پاس بیس اوقیہ سونا تھا۔ وہ مجھ سے لے لیا گیا تو اللہ تعالےٰ نے اس کے عوض مجھے بیس غلام عطا کئے۔ اور مغفرت کا وعدہ بھی فرمایا۔

اور موطا امام مالکؒ میں ابو نضر سے روایت کی گئی ہے۔ کہ ام ہانی بنت ابو طالب کے غلام ابو مرّہ نے اُن سے کہا۔ کہ ام ہانی کہتی ہیں کہ فتح مکہ کے موقعہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں گئی۔ حضورؐ اس وقت غسل

Marfat.com

فرما رہے تھے۔ اور حضورؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ پردہ کئے تھیں جب حضورؐ غسل سے فارغ ہوئے۔ تو کھڑے ہو کر ایک ہی کپڑے میں لپٹے ہوئے آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے۔ تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے ماں جائے (علیؓ) نے ایک ایسے آدمی کو قتل کرنے کا قصد کیا ہے۔ جسے میں نے پناہ دی ہے۔ اور وہ فلاں شخص ہے۔ اس پر رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ اے ام ہانی جس شخص کو تم نے پناہ دی۔ اُسے ہم نے پناہ دی۔ ام ہانی کہتی ہیں۔ یہ چاشت کی نماز تھی۔ شخص مذکور ام ہانی کے خاوند تھے۔

ابنِ سحنون کی کتاب اور واضحہ میں درج ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمانوں میں سے ایک ادنےٰ آدمی بھی کسی کو مسلمانوں سے بچانے کے لئے پناہ دے سکتا ہے۔

ابن حبیب کا خیال ہے۔ کہ ادنےٰ آدمی کے پناہ دینے کے معنی یہ ہیں۔ کہ کوئی کم رتبہ آدمی مثلاً آزاد۔ غلام۔ عورت یا لڑکا جو امان کے معنی سمجھتا ہو۔ وہ ایسے شخص کو امان دے سکتا ہے۔

ابن ماجشون کا خیال ہے۔ کہ کسی ایسے شخص کو امان دینا کسی فوج یا کسی فوجی دستے کے افسر کے لئے جائز ہے۔ اور کسی اور کے لئے

Marfat.com

نہیں۔لیکن ابن شبان قرطبی کا خیال ہے۔کہ ابن ماجشون کا یہ قول
عام قول کے خلاف ہے ؛

Marfat.com

جزیہ کے احکام

ابنِ حبیب کہتے ہیں۔ کہ جب حضور نبی کریمؐ ابتداً مبعوث ہوئے۔ تو جہاد اور جزیہ کے بغیر مبعوث ہوئے تھے۔ اور آپؐ نے ایسی حالت میں دس سال تک مکہ میں قیام رکھا۔ اور اس دوران میں اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو کبھی جارحانہ اقدام کی اجازت نہ دی۔ تا آنکہ اللہ تعالےٰ نے آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ "جن مسلمانوں سے جنگ کی جاتی ہے۔ انہیں لڑنے کی اجازت ہے۔ اس واسطے کہ اِن پر ظلم ہو رہا ہے۔ (الحج) اس طرح آپؐ کو جنگ کرنے والوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اور جنگ نہ کرنے والوں کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا۔ چنانچہ فرمایا کہ

اگر وہ تم سے الگ رہیں۔ اور تم سے نہ لڑیں۔ اور تمہاری طرف

Marfat.com

صلح کے پیغام بھیجیں۔ تو ایسے لوگوں پر دست درازی کرنے
کا راستہ اللہ نے نہیں رکھا۔ (النساء)

اس کے بعد ہجرت کے آٹھ سال گذرنے پر — سورہ برأۃ نازل ہوئی۔ اور آپؐ کو اُن تمام اعراب کے ساتھ جو اسلام نہیں لائے تھے۔ جنگ کرنے کا حکم ہوا۔ خواہ وہ آپؐ سے جنگ کرتے ہوں۔ یا آپؐ سے الگ رہتے ہوں۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے آپؐ سے معاہدہ کر لیا۔ اور کسی قسم کی خلاف ورزی عہد کے مرتکب نہیں ہوئے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ "قتل کرو تم اُن کو جہاں تم پاؤ اُن کو۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کریں۔ اور نماز قائم کریں"

اور عربوں میں سے وہ لوگ جو اسلام سے وابستہ نہ ہوئے۔ مستثنےٰ نہیں رکھے گئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو اہلِ کتاب کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کریں۔ یا جزیہ ادا کریں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ "جنگ کرو۔ اُن لوگوں سے جو اللہ تعالےٰ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روزِ قیامت پر۔ ان میں وہ عرب شامل ہیں۔ جو اہلِ کتاب کے دین سے وابستہ ہو گئے" چنانچہ نبیؐ نے اہلِ نجران اور اہلِ ایلہ سے جزیہ لیا۔ جو عیسائی عرب تھے۔ اور اہلِ دومۃ الجندل سے بھی کہ اُن میں سے اکثر عیسائی تھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے سوائے اہلِ کتاب کے کسی جزیہ سے مستثنےٰ نہیں فرمایا اور اپنے نبیؐ کو اُن کے سوائے دوسری قوموں سے لڑنے کا حکم دیا۔ اور پھر

Marfat.com

آتش پرستوں کے لئے قرآن کریم کے ذریعے وہ حکم منسوخ کر دیا۔ جو حدیث میں تھا۔ اور اس طرح عجم کے مجوسیوں سے جزیہ لینا حلال کر دیا۔ جب وہ اس پر رضامند ہوں۔ اور عرب کے مشرکوں کے لئے جو بت پرست تھے یہ بات قائم رکھی۔ کہ اُن سے جنگ کی جائے۔ یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ اور اُن سے جزیہ بھی قبول نہ کیا جائے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ اس بات میں اہل عرب کے ساتھ امتیازی سلوک مطلوب تھا۔

جزیہ کی مقدار

مصنف عبدالرزاق اور ابو عبیدہ کی کتاب الاحوال میں درج ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے معاذ بن جبل کو حکم دیا۔ کہ اہل یمن میں سے ہر بالغ مرد اور ہر بالغ عورت سے جزیہ لیں۔ اور ابو عبید نے مزید یہ کہا۔ کہ غلام ہو یا لونڈی ایک دینار۔ اور اس کی قیمت کی یمنی چادر۔ اور اسی پہ امام شافعیؒ کا عمل ہے۔ اور حضرت امام مالکؒ حضرت عمرؓ کے طریق پر عمل پیرا ہیں جس سے انہوں نے سونے کے چار دینار اور چاندی کے چالیس درہم مقرر فرمائے اور عورتوں اور غلاموں پر جزیہ روا نہیں رکھا۔ بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنی ہیں۔ کہ حضور نبیؐ کو اہل یمن کی تنگ دستی کا حال معلوم تھا۔ اور حضرت عمرؓ کو اہل شام کی آسودگی سے واقفیت تھی۔ اور اشہب نے تمام قوموں کے بارے میں کہا ہے۔ کہ جب وہ لوگ جزیہ ادا کریں

Marfat.com

تو اُن سے قبول کر لیا جائے۔ چنانچہ اہلِ کتاب کے ساتھ کتاب اللہ سے اور حدیث کے ساتھ آتش پرستوں سے معاہدہ کیا جائے۔ اور ابن وہب کہتے ہیں۔ کہ نبیؐ نے قریش سے اسلام یا جزیہ پر جنگ کی۔ اور جو لوگ مثلاً تغلب اور نصوخ وغیرہ کسی مذہب میں داخل نہیں۔ اُن سے جزیہ قبول نہیں کیا۔ اور ان کے ساتھ اسلام کے نام پر جنگ کی گئی۔ اور جو شخص ان میں سے اہل کتاب کے کسی دین میں شامل ہو گیا۔ اُس سے جزیہ قبول کیا گیا۔ سحنون کہتے ہیں۔ میرا ایسا خیال نہیں۔ کیونکہ نبیؐ نے فرمایا ہے۔ کہ ان کے ساتھ اہل کتاب کا سا برتاؤ کرو۔ اور نبیؐ نے اہلِ ہجر اور فند ابن مسناوی کی طرف اسلام کی دعوت کا فرمان لکھا۔ اور کہا۔ کہ جو شخص اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کرے۔ اس پر جزیہ واجب ہے۔ اور عرب وغیرہ کی کوئی تمیز نہیں کی۔ اگرچہ اُن میں آتش پرست وغیرہ موجود تھے ؛

مقدماتِ نکاح

Marfat.com

عورت کی مرضی

خلوت صحیحہ کے پہلے شوہر کا انتقال

حاملہ عورت کے ساتھ نکاح

شوہر پر عورت کے نفقہ کی ذمہ داری

خاوند اور بیوی میں کام کی تقسیم

مہر کی تعداد

حضرت علیؓ کا ایک معاملہ

رضاع کے متعلق رسول اللہ کا حکم

بعض اور صورتوں کے لئے احکام

Marfat.com

عورت کی مرضی

موطا امام مالک۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ نسائی اور مصنف عبدالرزاق خنسا بنت جذام سے روایت ہے۔ کہ اُس کے والد نے اُن کا نکاح اُن کی مرضی کے بغیر ایک ایسے آدمی سے کر دیا۔ جسے وہ پہلے سے جانتی تھی۔ اور جسے وہ ناپسند بھی کرتی تھی۔ وہ حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرا نکاح فسخ فرما دیجئے۔ حضورؐ نے اس کی عرض داشت سُن کر اس کا نکاح فسخ فرما دیا۔ اور مہاجر بن عکرمہ کی زبانی مصنف عبدالرزاق میں ایک اور روایت بھی درج ہے۔ کہ ایک کنواری لڑکی کا نکاح اُس کے والد نے ایسی صورت میں کر دیا۔ کہ وہ اس نکاح پر رضامند نہ تھی۔ وہ حضرت نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ تو حضورؐ نے

Marfat.com

اس بارے میں اُسے اپنی مرضی کا مختار قرار دیا۔

اور ابن صریح نے بیان کیا۔ کہ ایک بیوہ اور ایک کنواری لڑکی کا نکاح اُن کے باپ نے اُن کی رضامندی کے بغیر کر دیا۔ وہ حضور نبیؐ کی خدمت میں تنسیخ نکاح کی غرض سے حاضر ہوئیں۔ اور حضورؐ نے ان کے نکاح فسخ کر دئے۔ عبداللہ بن بردہ نے روایت کی ہے۔ کہ ایک کنواری عورت حضور نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کی۔ کہ میرے باپ نے اپنی ادنیٰ حالت کو درست کرنے کے لئے میرا نکاح میری مرضی کے بغیر اپنے ایک بھتیجے کے ساتھ کر دیا ہے۔ کیا اس بارے میں مجھے کچھ عرض کرنے کا اختیار ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ میں یہ تو نہیں چاہتی۔ کہ اپنے باپ کے کئے ہوئے کام کو نامنظور کر دوں۔ البتہ میری یہ خواہش ہے۔ کہ مجھے معلوم ہو جائے عورتوں کو اس بارے میں کوئی اختیار ہے۔ یا نہیں۔ واضح میں درج ہے۔ کہ جب حضورؐ اپنی کسی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتے۔ تو پردہ کی طرف آتے۔ پھر فرماتے کہ فلاں شخص فلاں لڑکی کے لئے نکاح کی درخواست کرتا ہے۔ پھر اگر وہ پردے کو ہلاتی۔ یا کوئی اشارہ کر دیتی۔ تو اس کا نکاح نہ کرتے۔ اور اگر خاموش ہو رہتی۔ تو اس کا نکاح کر دیتے۔

مدونہ میں حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے مروی ہے۔ کہ حضورؐ نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح جب حضرت عثمانؓ سے کیا۔ تو ان دونوں سے

Marfat.com

اس بارے میں مشورہ نہیں کیا۔ اسی طرح ابنِ وضّاح کی روایت میں ہے۔ اور حسن بصری کہتے ہیں۔ کہ جو عورت ایک مرتبہ خاوند دیکھ چکی ہو۔ اس کے باپ کا حق ہے۔ کہ وہ اس کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کر دے۔ اور اسمٰعیل نے کہا ہے۔ کہ اس نظریہ میں ایک فقہی نکتہ ہے۔ لیکن یہ اجماع کے خلاف ہے اور نخعی کہتے ہیں۔ کہ یہ حکم اس وقت کے لئے ہے۔ کہ اگر وہ لڑکی اُس کے عیال میں سے ہو۔ اسمٰعیل قاضی کہتے ہیں۔ کہ حضور نبیؐ نے اپنی بعض صاحبزادیوں کا نکاح ہجرت سے قبل اور بعض کا ہجرت سے بعد کیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں احکام کی پختگی کا زمانہ ہجرت کے بعد ہی کا ہے۔ اور یہ امر معلوم نہیں۔ کہ ہجرت کے بعد حضور نبی کریمؐ نے کسی ایسی لڑکی کا نکاح کیا ہو جس کا اِس سے پہلے شوہر نہ تھا۔ سوائے حضرت فاطمہؓ کے جن کا نکاح حضرت علیؓ کے ساتھ ہوا۔ اور چونکہ حضورؐ کی صاحبزادی رقیہؓ ابولہب کے لڑکے عتبہ کے نکاح میں تھیں۔ جس نے انہیں طلاق دے دی۔ تو حضورؐ نے ان کا نکاح حضرت عثمانؓ کے ساتھ کر دیا۔ اور حسن کی وہ روایت جس میں ذکر ہے۔ کہ حضورؐ نے اپنی دو لڑکیوں کا نکاح حضرت عثمان سے کیا۔ اور اُن سے مشورہ نہیں لیا۔ تو شاید وہ حضرت ام کلثوم ہوں۔ کیونکہ حضورؐ نے اپنی ہجرت کے بعد حضرت فاطمہؓ اور ام کلثوم کے سوائے اور کسی بیٹی کا نکاح نہیں کیا۔ اندریں حالت اسمٰعیل کی روایت ابن وضّاح کی روایت

Marfat.com

کے خلاف ہے جس میں دو لڑکیوں کے متعلق کہا گیا ہے۔ اور معارف میں ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ حضورؐ نے رقیہؓ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کا نکاح مدینہ میں کیا۔ اور پھر ان کے بعد ام کلثومؓ کے ساتھ اور وہ بھی مدینہ ہی میں۔ اور مزید یہ کہ ان میں سے رقیہؓ کے ساتھ ابولہب کے بیٹے عتبہ اور ام کلثومؓ کے ساتھ عتیبہ کا نکاح تھا۔ جنہوں نے رخصتی سے قبل ہی ہر دو کو طلاق دے دی تھی ؛

Marfat.com

خلوت صحیحہ کے پہلے شوہر کا انتقال

نسائی اور مصنف عبدالرزاق میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا۔ کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ اور مہر مقرر نہ کیا۔ اور نہ خلوت صحیحہ ہوئی۔ اور وہ مر گیا۔ اس کے بارے کیا فتویٰ ہے آپ اس کے جواب کو ایک ماہ تک ٹالتے رہے۔ اس کے بعد جناب باری کی بارگاہ میں مخاطب ہو کر فرمایا۔ الٰہی! میں اس بارے میں اپنا جواب پیش کرتا ہوں۔ اگر وہ صحیح ہے۔ تو وہ تیری طرف سے ہوگا۔ اگر غلطی ہوئی۔ تو میری طرف ہوگی۔ اور نسائی میں روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر غلط ہوا۔ تو شیطان کی طرف سے ہوگا۔ بعد میں آپ نے فرمایا میرا قیاس ہے کہ اس کے لئے مہر ایسی عورت کے مہر کے برابر ہونا چاہئے۔ جو اس کے خاندان

Marfat.com

کی عورتوں کے برابر ہو۔ اور وہ ورثہ کا حق دار ہے۔ اور اس معاملہ میں عدّت کی میعاد چار ماہ اور دس دن ہے۔ یہ فتویٰ سن کر بنی اشجع میں کے چند لوگ کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے بھی ورشق کی لڑکی بروع کے بارے میں اسی قسم کا فیصلہ دیا تھا۔ مصنّف عبدالرزاق میں ہے۔ کہ ورشق کی بیٹی بنی اداس سے تھی۔ اور بنی اداس کا قبیلہ بنی عامر سے ہے۔ اور وہ لوگ جو حضورؐ کے محولہ بالا فیصلہ کے وقت موقعہ پر موجود تھے۔ وہ معقل بن سنان اور اُسی کی قوم کے بعض لوگ تھے۔ اور حضرت علیؓ کا قول ہے کہ اس عورت کے لئے کوئی حق مہر نہیں۔ اور یہی خیال فرید کا بھی ہے۔ اور اسی پر مالک کا بھی عمل ہے۔ البتہ سفیان۔ حسن اور قتادہ کا عمل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فتویٰ پر ہے۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر ایک اعرابی کی تصدیق قابلِ قبول نہیں۔ اور دونوں کتابوں میں درج ہے۔ کہ جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اس بات کا علم ہوا۔ کہ جو فتویٰ انہوں نے دیا ہے۔ اُسی کے مطابق حضور نبی کریمؐ بھی فتویٰ دے چکے ہیں۔ تو انہیں اس بات سے اتنی خوشی ہوئی۔ کہ کسی بات سے نہ ہوئی تھی +

Marfat.com

حاملہ عورت کے ساتھ نکاح

مصنف عبدالرزاق میں سعید بن مسیب کی زبانی مروی ہے جنہوں نے انصار کے ایک شخص بُسرہ نامی سے روایت کی۔ کہ جب میں نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ اور ہم دونوں الگ ہوئے۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ وہ حاملہ ہے۔ اس پر حضور نبیؐ نے حکم دیا۔ کہ یہ عورت مہر کی حق دار ہے۔ کیونکہ تم نے اُس سے صحبت کی۔ اور بچہ تیرے لئے غلام ہے۔ اور جب عورت وضع حمل سے فارغ ہو جائے۔ تو اُسے دُرّے لگاؤ۔ اور حضورؐ نے ان دونوں کو الگ کر دیا۔

اور موطا امام مالک۔ صحیح بخاری۔ مسلم اور نسائی میں فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے۔ کہ اُن کے خاوند ابوعمر بن حفص نے انہیں طلاق

Marfat.com

بتہ دی۔ اور مسلم اور نسائی کی کتاب میں یہ بھی ہے۔ کہ اُسے آخری طلاق دی۔ اِس کے بعد اُس نے شام سے کسی آدمی کے ہاتھ اُن کے لئے کچھ جَو ارسال کئے۔ اس پر فاطمہ ناراض ہوئی۔ اور اُس نے کہا۔ کہ تمہاری طرف سے اب مجھ پر کوئی حق نہیں۔ اور نسائی کی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حارث بن ہشام نے اس طرف خرچ بھیجا۔ تو وہ ناراض ہوئی۔ اُس نے کہا۔ ہمارے ذمے تمہارا خرچ نہیں ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ تو حاملہ ہو۔ اور نہ تو ہمارے گھر میں رہ سکتی ہے۔ سوائے اِس صورت کے کہ اس بارے میں ہماری رضامندی اور اجازت حاصل ہو۔ مسلم میں وارد ہے۔ کہ اس کی طرف پانچ صاع جَو یا پانچ صاع کھجور بھیجے گئے۔ وہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور آپ سے اس امر کا ذکر کیا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ تیرے لئے نفقہ واجب نہیں۔

مسلم کی کتاب میں فاطمہ کی زبانی درج ہے۔ کہ میں نے اپنے شوہر کے ساتھ اپنے گھر اور خرچ کے معاملے میں رسولؐ کی موجودگی میں تنازعہ کیا۔ تو حضورؐ نے دونوں مطالبات کے بارے میں میرے خلاف فیصلہ کیا۔ اور نسائی کا بیان ہے۔ کہ حضورؐ نے اُسے حکم دیا۔ کہ تم ام شریک کے ہاں عدّت کا زمانہ گزارو۔ اور اُس کے بعد فرمایا۔ اُس عورت کے ہاں میرے اصحاب کی آمد و رفت ہے۔ اس لئے تم ابنِ مکتوم کے پاس جو نابینا ہے۔ اپنی عدّت

Marfat.com

کی مدت گذارو۔ کہ تم وہاں آزادی کے ساتھ رہ سکو گی۔ اور جب تم عدّت گذار لو۔ تو مجھے اطلاع دو۔ پس جب میں نے عدّت کا زمانہ بسر کر لیا۔ تو حضورؐ کو اطلاع دی۔ اور ساتھ ہی میں نے یہ بھی عرض کیا۔ کہ معاویہ بن ابوسفیان اور ابوجہم ہر دو نے مجھے نکاح کے پیغامات بھیجے ہیں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ ابوجہم تو کبھی اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا۔ اور معاویہ مفلوک الحال ہے۔ اُس کے پاس مال نہیں۔ اس لئے تو اسامہ بن زید سے نکاح کرلے۔ لیکن میں نے اسامہ کو ناپسند کیا۔ اس پر حضورؐ نے دوبارہ فرمایا۔ کہ تو اسامہ سے نکاح کرلے پس میں نے اُن سے نکاح کر لیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے مجھے بہتری دی۔ یہاں تک کہ میری حالت قابلِ رشک ہوگئی۔

خطابی کہتے ہیں۔ کہ فاطمہ کا یہ کہنا۔ کہ میں نے حضور نبیؐ کی موجودگی میں تنازعہ کیا۔ تو آپ نے نہ میرے رہنے کے لئے گھر اور نہ خرچ دلایا۔ تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ حضورؐ نے جب اُسے اپنے خاوند کے گھر سے چلے جانے کا حکم دیا۔ تو وہ اس کی حکمت سمجھنے سے قاصر رہی۔ اندریں حالات اُس نے یہ گمان کیا۔ کہ مجھے گھر کا حق ہی حاصل نہیں۔ اسی لئے اُس نے کہا۔ کہ حضورؐ نے میرے لئے رہنے کے گھر اور خرچ کا میرے حق میں فیصلہ نہ کیا۔ حالانکہ حضورؐ کا یہ کہنا۔ کہ تو اپنی عدّت کے دنوں کو ابنِ مکتوم کے ہاں گذارے۔ اس کے حق کو واجب کر رہا ہے۔

Marfat.com

فائدہ ۱ دو آدمیوں کے لئے ایک عورت سے نکاح کی درخواست کرنا جائز ہے۔

۲ ایک قریشی عورت کا نکاح غلام سے جائز ہے۔ کیونکہ فاطمہ قریشیہ تھیں۔ اور اسامہ بن زید غلام۔

۳ اگر کوئی شخص نکاح کی درخواست کرے۔ تو اُس کے نقائص کا اظہار غیبت میں داخل نہیں۔ کیونکہ حضورؐ نے اس میں ابوجہم کی سختی اور معاویہ کی غریبی کا ذکر کیا ہے۔ اور اہل علم نے ایسے شخص کے بارے میں اور کسی مقدمہ میں اور کسی امام کی تفتیش حالات کے بارے میں اس قسم کے اظہار بیان کی اجازت دی ہے۔

۴ کسی شخص کا عیب کسی حد تک مبالغہ کے ساتھ بیان کیا جا سکتا ہے کیونکہ اگرچہ ابوجہم سوتا بھی تھا۔ کھاتا بھی تھا۔ اور بیٹھتا بھی تھا۔ لیکن نبیؐ نے اس کی حالت اسی طرح بیان فرمائی۔ کہ وہ اپنے کندھے سے لاٹھی اتارتا ہی نہیں۔

۵ طلاق یافتہ عورت کا اپنے شوہر کے گھر سے نکلنا مباح ہے جب اسی کی باتوں سے اُس کے شوہر کے گھر والوں کو دکھ پہنچے۔ جس طرح فاطمہ نے کیا۔ اور یہ نامناسب بات ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ ان کو گھروں سے نہ نکالو۔ اور نہ وہ خود نکلیں۔ سوائے

Marfat.com

اس لئے کہ بے حیائی سے نکل آئیں۔ اور اس بات کو ابن
مزین نے بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے
کہ فاطمہ نے حضورؐ کی خدمت میں مکان کی خرابی کی شکایت
کی تھی۔ اور اس پر حضورؐ نے انہیں اس بارے میں اجازت
دی۔

۶ طلاق بتہ والی عورت کے لئے نفقہ واجب نہیں ہے۔ اور
بعض اہل علم نے اسی واقعہ کی بنا پر یہ بھی کہا ہے۔ کہ ایسی عورت
کے لئے رہنے کے گھر کا حق بھی نہیں۔

۷ اجنبی لوگ اور نیک اور صالح خاتون کی زیارت کے لئے
جا سکتے ہیں۔

۸ کوئی شخص جو حاضر نہ ہو۔ اس کی غیبت میں اس کے بارے
میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ابو عمرؓ نے فاطمہ کو
ایسی حالت میں طلاق دی تھی۔ کہ وہ شام میں تھا۔ اس نے
مکان کو تبدیل کیا۔ اور حالانکہ وہ موجود نہ تھا۔ اور حضورؐ نے
نے فاطمہ کو اجازت دی۔ اور یہ خیال اصیلی کا ہے۔

مصنف ابی داؤد میں وارد ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ ہم
ایک عورت کے کہنے سے اپنے خدا کے حکم اور اپنے رسولؐ کی سنت کو

Marfat.com

ترک نہیں کر سکتے ہمیں کیا معلوم ہو۔ کہ اُس کا حافظہ صحیح ہو۔ یا نہ ہو +

maintenance

شوہر پر عورت کے نفقہ کی ذمہ داری

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ کہ حضورؐ کی خدمت میں ہند بنت عتبہ آئی۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرا خاوند ابوسفیان ایک مُمسک اور بخیل آدمی ہے۔ اور وہ مجھے اتنا مال نہیں دیتا جو میرے لئے اور میرے بچوں کے لئے کافی ہو۔ سوائے اُس مال کے جو میں اُس کی بے خبری میں لے لوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اتنا مال لے لیا کر۔ جو عام ضروریات کے لحاظ سے تیرے اور تیرے بچوں کے لئے کافی ہو۔

حضورؐ کے اس فیصلہ میں فقہی نکتہ یہ ہے۔ کہ کسی ایسے شخص کے بارے میں جو موقعہ پر موجود نہ ہو۔ فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اور بخاریؒ نے اس پر عنوان بھی یہی قائم کیا ہے۔ کہ وہ لوگ جن کے لئے قاضی وقت نے یہ جائز قرار

Marfat.com

دیا ہے۔ کہ وہ اپنے علم کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرے۔ جب کہ لوگ اُس کے فیصلے پر بدگمان نہ ہوں۔ اور نہ تہمت رکھیں۔ اور امر واقعہ ایک مشہور بات ہو۔ اور نیز یہ کہ جو شخص کسی کو اُس کے جائز حق سے محروم رکھے۔ اور وہ اس مال کو پالے۔ تو اسی کے لئے جائز ہے۔ کہ اُس کی بے خبری میں اپنے حق کے مطابق اُس سے لے لے۔ حضرت امام مالکؒ کے شاگرد دول میں اس مسئلہ پر اختلاف ہے۔

خاوند اور بیوی میں کام کی تقسیم

واضح میں مروی ہے۔ کہ حضورؐ نے حضرت علیؓ اور اُن کی بیوی فاطمہؓ بنت رسولؐ کے بارے میں فیصلہ کیا۔ ہر دو حضرات نے حضورؐ کی خدمت میں گھر کے کام کے بارے میں شکایت کی۔ اس پر حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ کو گھر کے اندرونی کام اور حضرت علیؓ کو بیرونی کاموں کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ ابنِ حبیب کہتے ہیں۔ گھر کے اندرونی کام یہ ہیں۔ آٹا گوندھنا۔ روٹی پکانا۔ بستر بچھانا گھر میں جھاڑو دینا۔ اور پانی بھرنا جب کہ پانی گھر کے ساتھ ہی ہو۔ اور گھر کے دوسرے متفرقہ کام۔ اور بخاری مسلم اور نسائی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے حضور نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں شکایت کی۔ کہ چکی پیسنے سے اُن کے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ اور اُن کو یہ بھی اطلاع

Marfat.com

ملی تھی. کہ حضورؐ کے پاس کچھ کنیزیں آئی ہیں۔ چنانچہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ بحالیکہ ہم آرام کے لئے بستروں پر لیٹ گئے تھے۔ ہم حضورؐ کی آمد پر کھڑے ہونے لگے۔ تو فرمایا لیٹے رہو۔ آپ تشریف لاکر ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے حضورؐ کے پاؤں کی ٹھنڈک کو محسوس کیا۔ اور فرمایا۔ کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتادوں۔ جو تمہارے لئے سوال سے بہتر ہے۔ کہ جب تم سونے لگو۔ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ۔ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ۔ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔ پس یہ تم دونوں کے لئے خادم سے بہتر ہے۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے اس وظیفہ کو کبھی ترک نہیں کیا۔

مہر کی مقدار

نسائی اور مصنف عبدالرزاق میں مروی ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کے ساتھ اپنے نکاح میں اپنی زرہ حطمیہ نام بطور مہر دی۔ جسے پانچ سو درہم میں فروخت کیا گیا تھا حضور رسولؐ نے اس رقم کے کچھ حصہ کی خوشبو خرید فرمائی۔ مصنف عبدالرزاق میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کے نکاح میں بارہ اوقیہ چاندی ادا کی۔ اور جہیز کی صورت میں حضرت رسول پاکؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ کو مندرجہ ذیل چیزیں دیں۔

ایک بھالروں والی چادر۔ ایک تکیہ پٹڑے کا جس میں اذخر کی گھاس تھی۔ اور ایک مشک۔

حضرت فاطمہؓ کا نکاح ہجرت کے سال اول میں ہوا تھا۔ اور یہ خوش نصیب لوگوں

Marfat.com

کا خیال ہے۔ کہ ہجرت کے دوسرے سال بائیسویں مہینے پر ہوا تھا۔ البتہ اس بارے میں اختلاف نہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ حضرت رسول خدا کے گھر ہجرت کے سال اوّل میں ماہ شوال میں آئی تھیں۔

مؤطا امام مالک۔ بخاری مسلم اور نسائی میں وارد ہے۔ کہ رسول خدا کی خدمت میں آکر ایک عورت نے آکر عرض کیا۔ کہ مجھے اپنے نکاح میں قبول کر لیجئے۔ وہ دیر تک کھڑی رہی۔ اور اُس کے بعد مجلس میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اُس نے کہا۔ یارسول اللہ! اگر آپؐ اسے قبول نہیں فرماتے۔ تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس اس کا مہر ادا کرنے کے لئے کچھ ہے۔ اُس نے کہا۔ سوائے اس تہمد کے اور کچھ نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اگر تُو نے اسے بھی دے ڈالا۔ تو تو خالی رہ جائے گا۔ کوئی اور چیز دیکھ۔ اُس نے عرض کیا۔ مجھے کوئی چیز نہیں ملتی۔ فرمایا۔ پھر تلاش کرو۔ خواہ کوئی لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔ لیکن تلاش کے باوجود اُسے کچھ بھی نہ ملا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ کیا تجھے کچھ قرآن یاد ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ جی ہاں فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ میں نے اتنے قرآن کے بارے میں جو تجھے حفظ ہے۔ اس عورت کے ساتھ تیرا نکاح کر دیا۔ کہتے ہیں کہ یہ عورت خولہ بنت حکیم تھی۔ اور بعض نے کہا۔ ام شریک۔

اس معاملات سے ایک فقہی نکتہ یہ ملتا ہے۔ کہ جس شخص کا کوئی ولی نہ ہو

Marfat.com

حاکم وقت اس کا ولی ہوتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ نکاح اسباب کے عوض میں بھی ہو سکتا ہے جس طرح حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے زرہ کے عوض کر دیا تھا۔ تیسرا نکتہ یہ ہے۔ کہ قرآن کی تعلیم کا معاوضہ جائز ہے۔ البتہ ابن حبیب کے خیال میں یہ حدیث منسوخ ہے۔ مگر ان کے سوائے دوسروں نے کہا ہے۔ کہ یہ صرف حضور نبیؐ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اور صحابہ تابعین۔ اور فقہا میں سے کسی نے بھی اس پر عمل نہیں کیا۔ سوائے حضرت امام شافعیؒ کے اور ممکن ہے کہ وہ عورت خاص اُسی سورت کو یاد کر رہی ہو۔ اور یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کرنے پر ہی رضامند ہو۔ اور اُس نے اپنے آپ کو آپؐ کی خدمت میں ہبہ کر دیا ہو۔ اور صحابہؓ میں سے کسی نے بھی پانچ درہم یا اس سے کم پر نکاح نہیں کیا۔ سوائے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے جنہوں نے کھجور کی ایک گٹھلی کے برابر سونے پر نکاح کیا تھا۔ جو پانچ درہم قیمت کا تھا۔ اور ابن منذر نے اشراف میں لکھا ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ اتنے مال کے عوض نکاح کیا تھا۔ جو دس درہم کی قیمت کے برابر تھا۔ اور واضحہ میں ہے۔ کہ اُمہات المومنین کے نکاح جو حضور نبیؐ کے ساتھ ہوئے تھے۔ اُن کے مہر کی تعداد پانچ پانچ سو درہم تھی۔ اور وثائق ابن عطار میں بھی چار سو درہم ہے۔ نوادر وغیرہ میں یہ بھی درج ہے۔ کہ حضرت نبیؐ

Marfat.com

لے ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ سے چار ہزار درہم پر نکاح کیا۔ اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ چار سو دینار طلائی پر کیا ؛

Marfat.com

حضرت علیؓ کا ایک معاملہ

صحیح بخاری۔ مصنف ابن داؤد اور واضحہ میں درج ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کی درخواست کی۔ اور بنو ہشام بن مغیرہ نے اس بارے میں حضورؐ سے اجازت طلب کی۔ مگر حضورؐ نے اُن کو اجازت نہ دی۔ یہاں تک کہ حضور نبیؐ غصہ میں گھر سے نکلے۔ مسجد میں تشریف لائے۔ اور منبر رچلوہ افروز ہوئے جب لوگ حضورؐ کے اردگرد جمع ہو گئے۔ تو آپؐ نے اللہ کی حمد۔ اور ثنا کی اور کہا۔ کہ ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح علی ابن ابی طالب کے ساتھ کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ میں کبھی ان کو اجازت نہ دوں گا سوائے اس کے کہ علی ابن ابی طالب اس بات کا ارادہ کریں۔ کہ وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں۔ اور اُن کی بیٹی سے نکاح کرلیں۔ میری بیٹی میرے

Marfat.com

وجود کا ٹکڑا ہے۔ جس بات سے اُسے دکھ ہوتا ہے۔ اُس سے مجھے دکھ ہوتا ہے اور مجھے وہ بات تشویش میں ڈالتی ہے۔ جو اُسے تشویش میں ڈالتی ہے۔ اور خدا کے رسولؐ کی بیٹی اور خدا کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ جمع نہ ہوں گی۔ مجھے احتمال ہے۔ کہ فاطمہؓ اپنے دین کے بارے میں کسی فتنہ میں نہ ڈالی جائے۔ میں کسی حلال کو حرام نہیں ٹھہراتا۔ نہ کسی حرام کو حلال کرتا ہوں۔ لیکن خدا کی قسم اللہ کے رسولؐ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مکان میں کبھی جمع نہ ہونگی"

اور ابن حبیب کا قول ہے۔ کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں۔ کہ رسول اللہ کے اس فعل سے اپنے لئے ایسے معاملات کے بارے میں کوئی دلیل پکڑے۔ اس لئے کہ یہ نبیؐ کی خصوصیات میں سے ہے۔

ایک مجوسی کا واقعہ

مدونہ وغیرہ میں لکھا ہے۔ کہ غیلان بن سلمہ ثقفی نے اسلام قبول کیا۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ تیرے نکاح میں دس عورتیں ہیں۔ تو اُن میں سے چار کو اپنے پاس رکھ لے۔ اور باقی کو الگ کر دے۔ اور فیروز دیلمی کا بیان ہے کہ جب میں اسلام لایا۔ تو میرے نکاح میں دو عورتیں تھیں۔ جو سگی بہنیں تھیں میں نے رسول اللہؐ سے عرض کی۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ اِن دونوں میں سے تو جس کو چاہے طلاق دے دے +

Marfat.com

رضاع کے متعلق رسول اللہ کا حکم

صحیح بخاری میں حضرت ام حبیبہؓ سے مروی ہے۔ کہ میں نے حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا آپؐ کو ابوسفیان کی بیٹی قبول ہے؟ فرمایا۔ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ میں نے عرض کیا۔ نکاح کر لیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تجھے یہ پسند ہے۔ میں نے جواب دیا۔ میں اکیلی نہیں ہوں۔ اور مجھے اپنی سوکنوں میں سے اپنی ایک بہن پسند ہے۔ حضورؐ نے جواب دیا۔ کہ وہ مجھ پر حلال نہیں۔ میں نے جواب دیا۔ مجھے اطلاع ملی ہے۔ کہ آپؐ درّہ کے ساتھ نکاح کی درخواست کر رہے ہیں۔ آپؐ نے جواب دیا۔ ام سلمہ کی بیٹی۔ میں نے جواب دیا۔ ہاں۔ فرمایا۔ اگر وہ میری پروردہ نہ بھی ہوتی۔ تب بھی وہ میرے لئے حلال نہ تھی۔ کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور اُس

Marfat.com

کے باپ ابوسلمہ کو ثوبیہ نے دودھ پلایا ہے۔ اس لئے تم اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا ذکر اس سلسلے میں نہ کرو۔

عروہ کہتے ہیں۔ ثوبیہ ابولہب کی ایک لونڈی تھی۔ جسے اُس نے آزاد کر دیا تھا۔ اُس نے حضور نبیؐ کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابولہب مر گیا۔ تو آپؐ کے کسی اہل خانہ نے اُسے خواب کے اندر بُری حالت میں دیکھا اُس نے اس سے پوچھا۔ تیرے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ اُس نے جواب دیا۔ میرے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں ہوا۔ البتہ اس بات کے لئے کہ میں نے ثوبیہ کے آزاد کر لینے کی کوشش کی۔ عروہ نے کہا ہے۔ کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ تو ہمارے پاس ایک سیاہ فام عورت آئی۔ اُس نے کہا۔ کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ پس میں نبیؐ کے حضور حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں نے فلاں عورت کی فلاں بیٹی سے نکاح کیا تو ہمارے پاس ایک سیاہ فام عورت آئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ اور وہ جھوٹ کہتی ہے۔ اس پر آپؐ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ جب میں نے پھر آپؐ کے سامنے آکر عرض کیا۔ کہ وہ عورت جھوٹ بولتی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ تم اس بات کو کیا کہتے ہو جب کہ اُسے یقین ہے۔ کہ اُس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ اِسے اپنے سے علیحدہ کر دو۔

مدونہ میں واقع ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے رضاع کے بارے میں تنہا

Marfat.com

ایک عورت کا شہادت کو کافی نہیں خیال کیا۔ اور یہ کہ حضورؐ کی خدمت
میں ایک عورت کے رضاع کی خبر دی گئی۔ تو حضورؐ نے مسکرا دیا۔ اور فرمایا
کیوں کہ تمہارا اور اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔ اس حالت میں کہ تم نے اور تمہاری
بیوی نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے۔ اور بخاری میں یہ بھی آیا ہے۔ کہ
حضورؐ نے فرمایا۔ تم اُس سے کس طرح ہم صحبت ہو سکتے ہو۔ پس اس عورت
کو اُس کے خاوند نے الگ کر دیا۔ اور اُس عورت نے ایک اور شخص سے
نکاح کر لیا ؛

Marfat.com

بعض اور صورتوں کے لئے احکام

مؤطا امام مالکؒ۔ صحیح بخاری اور نسائی میں وارد ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ کے عہد میں ایک شخص رفاعہ بن سموال نے اپنی عورت تمیمہ بنت وہب کو تین طلاقیں دیں۔ اس پر عبدالرحمٰن ابن زبیر نے اُس سے نکاح کر لیا لیکن وہ اپنی بیماری کے باعث اُس کے قریب تک نہ جا سکے۔ اور پھر اس کو طلاق دے دی۔ اب رفاعہ نے پھر اُس سے نکاح کرنا چاہا۔ تو حضورؐ نے اُسے نکاح سے منع فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ وہ اب تیرے لئے حلال نہیں جب تک کہ وہ کسی دوسرے شوہر کی صحبت میں نہ رہے۔ ایک اور کتاب میں ہے۔ کہ جب تک وہ شوہر کی اور شوہر اس کی صحبت کا لطف حاصل نہ کرے۔

اس واقعہ میں ایک فقہی نکتہ یہ ہے۔ کہ جب خاوند اور عورت جمع ہوں۔ جب کہ عورت خواب میں ہو۔ یا لذّت محسوس نہ کرتی ہو۔ یا مرد مباشرت کی کوشش کرے۔ اور عورت لذت اندوز نہ ہو۔ تو وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں۔ اور ربیع بن میسرہ جہنی نے کہا۔ کہ ہم حضور نبیؐ کی خدمت میں فتح مکہ کے سال گئے۔ تو حضورؐ نے ہمیں متعہ کی اجازت دی۔ میں اور میرا ایک دوست بنی عامر کی ایک عورت کے پاس گئے۔ جو گویا ایک لمبی گردن والی جوان اونٹنی تھی۔ اور ہم دونوں نے اپنی اپنی چادروں کے عوض اس سے متعہ کرنے کے لئے کہا۔ وہ میرے ساتھی کو تاڑنے لگی۔ میرے دوست نے کہا۔ کہ میری چادر اس کی چادر سے اچھی ہے۔ وہ کہنے لگی جیسی بھی اس کی چادر ہو۔ ہمیں یہی منظور ہے۔ پس میں اُس کے ساتھ تین دن تک کے لئے رہا۔ پھر رسولؐ اللہ نے متعہ سے منع فرما دیا۔ اور فرمایا کہ اللہ نے اس کو حرام کر دیا ہے۔ اِس لئے جس کسی کے پاس اس طرح کی کوئی عورت ہو۔ وہ اسے چھوڑ دے۔ اور جو کچھ اُس نے عورت کو دیا ہے۔ وہ واپس نہ لے۔ اُس شخص نے بیان کیا۔ کہ میرے اور اُس عورت کے درمیان دس دن کی میعاد مقرر تھی۔ میں نے اُس کے ساتھ ابھی ایک ہی رات گذاری تھی۔ کہ صبح کو باہر نکلنے پر میں نے دیکھا۔ کہ رسولؐ خدا رُکن اور دروازے کے درمیان کھڑے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ میں نے تم کو عورتوں کے ساتھ

متعہ کرنے کی جو اجازت دی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اُسے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا۔ پس جس شخص کے پاس اس قسم کی کوئی عورت ہو۔ وہ اُسے چھوڑ دے۔ اور جو کچھ اُس نے انہیں دیا ہے۔ وہ واپس نہ لے۔

راویوں نے متعہ کے حرام ہونے کے بارے میں وقت کا اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ متعہ کی حُرمت کا حکم خیبر کے سال ہوا۔ بعض کا خیال ہے۔ کہ نہیں ہجری ۷ سنہ میں صلح حدیبیہ کے بعد ہوا۔ لیکن ابوعبید کا خیال ہے۔ کہ حُرمت کا حکم سال فتح مکّہ میں ہُوا۔

حضرت میمونہؓ کے نکاح کے متعلق رسول اللہؐ کا حکم

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عامر بن زید سے روایت ہے۔ کہ ہمیں ابن عباس نے خبر دی۔ کہ حضور نبیؐ نے حضرت میمونہؓ سے ایسی حالت میں نکاح کیا جب کہ آپ حالتِ احرام میں تھے۔ اور اس کے علاوہ مسلم نے یزید بن مسلم کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ کہ مجھ سے میری خالہ حضرت میمونہؓ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ نے ایسی حالت میں اُن سے نکاح کیا۔ جب کہ آپ حالتِ احرام میں تھے۔ واضحہ میں ہے۔ کہ آپ غیر محرم تھے۔ اور یہ بھی ذکر ہے۔ کہ آپ مقام سرف میں تھے۔ کہ آپ حضرت میمونہ کو اپنے گھر لائے۔ اور امام مالکؒ نے فرمایا۔ کہ ابن مواز کی کتاب میں ہے جب حضور نبیؐ نے مکّہ میں سال حدیبیہ میں اُن کے ساتھ نکاح کیا۔ تو قریش نے کہا۔ کہ آپ ان کو مکّہ میں اپنے گھر لائیں۔ پس آپ تشریف لے گئے

Marfat.com

اور مقام سرف میں انہیں اپنے گھر لائے۔

بیویوں کی باری کے بارے میں حکم

احادیث سے ثابت ہے۔ کہ جب حضورؐ نے ام سلمہؓ سے نکاح کیا۔ اور اُن کے ہاں تین دن رہے۔ اور پھر دوسری بیوی کے ہاں جانے کا ارادہ کیا۔ تو انہوں نے آپ کو روک لیا حضورؐ نے فرمایا۔ اگر آپ چاہیں۔ تو میں سات دن تک آپ کے ہاں رہوں۔ اور سات سات دن دوسری بیوی کے پاس اور اگر چاہیں تو تین دن تک کے لئے۔ آپ نے عرض کیا اچھا تین دن رہیئے۔

حضور نبی کریمؐ ہمیشہ ان بیویوں کے درمیان مساوات قائم رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ اگرچہ آپ کے لئے ایسا کرنا لازم نہ تھا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے اجازت دی ہے۔ کہ

"اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو۔ اور جتنے دن چاہو۔ اپنے سے الگ رکھو۔ اور جس کو چاہو۔ اور جب تک چاہو۔ اپنے پاس رکھو۔ اور نیز یہ کہ جن عورتوں کو تم نے ایک خاص وقت سے الگ کر دیا تھا۔ اگر تم ان کو پھر اپنے پاس واپس بلالو۔ تو تمہیں تم پر کوئی گناہ نہیں (احزاب)

مؤطا امام مالک اور مدونہ میں ابن شہاب سے روایت ہے۔ کہ رافع بن خدیج نے ایک جوان لڑکی سے نکاح کیا۔ بجائے کہ محمد بن سلمہ کی بیٹی

Marfat.com

اُن کے نکاح میں تھی۔ انہوں نے نکاح کے بعد نوجوان بیوی کو مقدم رکھا۔
پس رافع نے رسولِ خدا کی خدمت میں شکایت کی۔ تو حضور نے فرمایا ان دونوں
کے درمیان انصاف کرو۔ ورنہ اُسے چھوڑ دو۔ اس پر رافع نے کہا۔ کہ اگر تو
پسند کرتی ہے۔ کہ ترجیح کی اسی صورت پر قائم رہے جس پر اب قائم ہے۔
یا اگر تو چاہے۔ تو طلاق دے دوں۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں یہ حکم
نازل کیا۔ کہ اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے کسی زیادتی یا بے رغبتی
کا اندیشہ ہو۔ تو دونوں کے لئے اس بارے میں کوئی حرج کی بات نہیں۔
کہ باہم کوئی بات طے کر کے آپس میں صلح کر لیں۔ اور صلح بہتر ہے (النساء)
راوی نے کہا۔ کہ جب وہ اس بات پر راضی ہو گئی۔ یہ الفاظ مدونہ کے ہیں۔
اور مؤطا میں یہ ذکر نہیں۔ کہ اس کے بارے میں قرآن اترا +

Marfat.com

مقدماتِ طلاق

Marfat.com

حالتِ حیض کی طلاق

خلع کے بارے میں حضورؐ کا حکم

تخییر کے بارے میں رسولؐ اللہ کا حکم

حلال چیزوں کو حرام قرار دینا

تین سے کم طلاقیں

بچے کی کفالت کا معاملہ

ظہار کے بارہ میں حکم

لعان کی صورت میں بچے کی ماں کو سپردگی

Marfat.com

حائضہ کی طلاق

مؤطا امام مالک۔ بخاری۔ مسلم اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے حضور نبی کریمؐ کے عہد مبارک میں اپنی ایک بیوی کو طلاق دی۔ ایسی حالت میں کہ وہ حائضہ تھیں۔ تو آپ کے والد حضرت عمرؓ نے اس بارے میں رسولؐ سے دریافت کیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اُسے حکم دو۔ کہ رجوع کرے۔ اور پھر اُسے طہر تک اپنے پاس رکھے۔ اُس کے بعد جب اُسے حیض آئے۔ اور اُس کے بعد طہر۔ اُس کے بعد اگر چاہے۔ تو اُسے رکھے۔ اور اگر نہ چاہے۔ تو خلوت صحیحہ سے قبل طلاق دے دے۔ پس یہ عدت ہے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے۔ کہ عورتوں کو اُن کی عدت کے وقت طلاق دی جائے۔ مذکورہ بالا کتابوں میں حضرت

Marfat.com

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے کہا میں نے خیال کیا۔ کہ ایک طلاق حساب میں رہ گئی۔

اس معاملہ میں فقہی نکتہ یہ ہے۔ کہ وطی کے ساتھ رجعت درست نہیں پس جب وطی کرے۔ تو یہ جائز نہیں۔ کہ اُس طہر میں عورت کو طلاق دے۔ جس میں مباشرت کر چکا ہو۔ اور یہ بھی۔ کہ جب اُسے یہ کہا جائے۔ کہ عورت کے جس حیض کے دوران میں اُس نے طلاق دی ہے۔ اُس سے پاک ہونے پر اُسے طلاق دی۔ تو گویا اس کو رجوع کا حکم دیا گیا۔ پس یہ میعادی نکاح کے مطابق ہوا۔

روایت کی گئی ہے۔ کہ جب حضرت ابن عمر نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی۔ تو رسول اللہ نے انہیں حکم دیا۔ کہ وہ رجوع کریں۔ اور پھر جب وہ پاک ہو جائے۔ تو ہم صحبت ہوں۔ اور پھر جب حیض کے بعد دوبارہ پاک ہو۔ تو اگر چاہیں۔ تو طلاق دے دیں۔ اور اگر چاہیں۔ تو رکھ لیں۔ اس حدیث میں ہم صحبت ہونے کا ذکر زیادہ ہے۔ اور اس کا ذکر قاسم کے سوائے کسی نے نہیں کیا۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے۔ کہ ابن جریج نے ابوالزبیر سے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے اور انہوں نے حضور رسولؐ سے روایت کی۔ کہ حضورؐ نے عورت کو لوٹا دینے کا حکم دیا۔ اور طلاق کا کچھ اعتبار نہیں فرمایا۔ بعض لوگوں نے

اس کے ساتھ تمسک کیا ہے۔ ان حضرات کا خیال ہے۔ کہ حیض میں طلاق دینے سے طلاق لازم نہیں آتی۔ سوائے اس صورت میں کہ کوئی شخص تین طلاق دے دے۔ یا آخری طلاق پس وہ اجماع عام سے لازم ہو جاتی ہے۔ اور درست بھی ہے۔ کہ جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے ابن عمرؓ کی طلاق کو ایک طلاق قرار دیا۔ جو انہوں نے حیض میں دی تھی اس لئے کہ رجعت طلاق ہی سے ہوتی ہے۔ چنانچہ حضورؐ کے الفاظ ہیں۔ کہ اسے حکم دو۔ وہ رجعت کرے۔ اور نبیؐ سے مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ جو شخص بدعت کی وجہ سے طلاق دے۔ ہم اُس کی بدعت اُسی شخص پر لازم کر دیں گے۔ پس حضورؐ کے اس قول سے اُس شخص کا کہنا باطل ہو گیا۔ جس کا یہ خیال ہے۔ کہ حیض کے اندر دی ہوئی طلاق لازم نہیں ہوئی۔

اقراء سے کیا مراد ہے

امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضور نبی صلعم کے اس فرمان میں کہ یہ وہ عدت ہے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ کی ہدایت ہے۔ کہ ان میں عورتوں کو طلاق دی کرے۔ یہ دلیل ہے۔ کہ عدت۔ قرء اور طہر ہے۔ اور یہی قول حضرت امام مالکؒ کا ہے۔ کہ اقراء سے مراد اظہار نہیں۔ ابن عمرؓ کی ایک حدیث میں ہے۔ جو مذکورہ کتابوں کے علاوہ ایک اور کتاب کے اولیں باب میں شعیب بن ابن زریق کی روایت کے مطابق ہے۔ کہ عطاء خراسانی نے

Marfat.com

ان سے بیان کیا۔ کہ انہوں نے حسن سے اور حسن نے عبداللہ بن عمرؓ سے سُنا۔ کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی۔ اور پھر چاہا کہ اس کے بعد دو طہروں کے وقت دو طلاقیں اور دیں۔ تو اس کی خبر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ نے تم کو یوں حکم نہ دیا تھا۔ تم نے سنّت میں غلطی کی۔ اور سنّت یہ ہے۔ کہ تم طہر تک انتظار کرو۔ اور پھر ہر قراء پر طلاق دو۔ پس میں نے حضور صلعم کے حکم کے ساتھ اُس طلاق سے رجعت کر لی۔ اور آپ نے حکم دیا کہ جب وہ پاک ہو جائے۔ تو اس وقت اُسے طلاق دو۔ یا اُسے رکھ لو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں نے اُسے تین طلاقیں دی ہوں۔ تو مجھے رجعت کا کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا وہ علیحدہ ہو چکی۔ اب ایسا کرنا گناہ ہو گا۔ دوسرے اہلِ علم شعیب بن زریق کے متعلق کلام کرتے ہیں۔ چنانچہ اُن میں سے بعض نے اُسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور نیز نسائی کی کتاب میں ابو طلحہ کے آزاد کردہ غلام محمد بن عبدالرحمٰن کی روایت ابن عمرؓ سے یہ ہے۔ کہ "پس اس سے رجوع کرے"۔ اور پھر اُسے بحالت طہر یا بحالت حمل طلاق دے۔ اور محمد بن عبدالرحمٰن کے بارے میں کوئی کلام نہیں۔

مصنّف ابوداؤد میں یہ بھی ہے۔ کہ رکانہ نے اپنی بیوی سہیمہ کو قطعی طلاق دے دی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی

Marfat.com

گئی۔ آپ نے فرمایا۔ واللہ تیرا ارادہ صرف ایک طلاق کا ہوگا۔ تو رکانہ نے کہا۔ واللہ! میرا ارادہ صرف ایک ہی طلاق کا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو لوٹا دیا۔

عبداللہ بن ولید سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے ابراہیم سے اور انہوں نے داؤد سے اور انہوں نے عبادہ بن صامت سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ میرے دادا نے اپنی ایک بیوی کو ایک ہزار طلاق دی۔ تو میں انہیں حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں لے گیا۔ اور اس معاملہ کا ذکر کیا۔ نبیؐ نے فرمایا۔ تیرے دادا نے خوفِ خدا نہیں کیا۔ اُسے صرف تین طلاقوں کا حق حاصل ہے۔ ۹۹۷ طلاقیں زیادتی اور ظلم ہیں۔ پس اگر خدا چاہے۔ تو اُسے عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔

Marfat.com

خلع کے بارے میں حضورؐ کا حکم

مؤطا امام مالکؒ۔ بخاری اور نسائی میں وارد ہے۔ کہ حبیبہ بنت سہل۔ ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھی۔ ایک دن حضورؐ صبح کی نماز کے وقت برآمد ہوئے۔ تو آپ نے دیکھا۔ کہ حبیبہ بنت سہل صبح صبح باہر کھڑی ہے۔ آپ نے پوچھا۔ کون ہے؟ عرض کیا میں ہوں حبیبہ بنت سہل فرمایا کیا بات ہے۔ کہا نہ میں اور نہ ثابت بن قیس میرا شوہر ایک دوسرے کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ جب ثابت بن قیس حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ حبیبہ بنت سہل اس بات میں جو کچھ خدا تعالےٰ کی مرضی ہے۔ ذکر کرتی ہے۔ حبیبہ نے کہا۔ یا رسول اللہ! جو کچھ اس نے مجھے مال میں سے دیا ہے۔ وہ میرے پاس موجود ہے۔ پس رسولؐ اللہ نے ثابت سے کہا۔ کہ یہ مال اس سے لے

Marfat.com

لو۔ اُس نے وہ مال لے لیا۔ اور وہ عورت اپنے میکے جا بیٹھی۔ یہ الفاظ مؤطا اور نسائی کے ہیں۔ اور بخاری اور مسلم میں اس طرح بیان ہوا ہے۔ کہ عورت نے کہا۔ نہ میں اس کے اخلاق سے ناراض ہوں۔ نہ اس کے دین سے بلکہ مجھے مسلمان ہو کر شوہر کا حق ادا نہ کرنے کے احتمال کا خطرہ ہے جو حالت کشیدگی عین ممکن ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا تو اس کا باغ واپس دیتی ہے۔ عرض کیا۔ ہاں۔ اس پر حضورؐ نے ثابت سے فرمایا۔ کہ تم اس کا باغ لے لو۔ اور اسے طلاق دے دو۔

پہلی روایت میں جو یہ لفظ واقع ہوئے ہیں۔ کہ "وہ اپنے میکے جا بیٹھی"۔ اُن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ محدّث کے اپنے الفاظ ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے۔ کہ وہ خلع سے قبل اپنے خاوند کے ساتھ اپنے میکے رہتی ہو۔ یہ بھی احتمال ہے۔ کہ وہ اپنے میکے چلی گئی ہو۔ اور جس گھر میں اس کا خاوند رہتا ہو۔ اُس میں عدّت کے لئے نہ بیٹھی ہو۔ بوجہ اُس خرابی کے جو اُس کے اور اُس کے شوہر میں واقعہ ہو سکتی تھی۔ یا کسی اور وجہ سے۔

ابن منذر کی کتاب میں یہ واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ کہ نبیؐ نے اسے حکم دیا کہ ایک حیض عدّت بیٹھے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اسی بات کے قائل ہیں۔ اور ابن منذر کے نزدیک بھی یہی درست ہے اور جس بات پر علماء کا اجماع ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ عدّت مطلقہ کی میعاد

تین قراء ہیں مصنف ابن مسکین میں لکھا ہے۔ کہ ثابت بن قیس نے اپنی عورت کو مارا۔ یہاں تک کہ اس کا ہاتھ توڑ دیا۔ اس کا نام حبیبہ تھا۔ اس کا بھائی حضورؐ کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے ثابت سے کہلا بھیجا۔ کہ اس کا مہر جو تیرے ذمے ہے اُسے رکھ لے۔ اور اسے چھوڑ دے اس نے جواب دیا۔ کہ بہت اچھا۔ اس پر حضور رسول اللہ نے اُس عورت کو حکم دیا۔ کہ وہ ایک حیض عدّت بیٹھے۔ اور اپنے میکے میں چلی جائے۔

کنیز بریرہ کا واقعہ

مؤطّا امام مالک۔ بخاری مسلم اور نسائی میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ بریرہ میں تین سنتیں تھیں۔ پہلی یہ کہ وہ آزاد کی گئی۔ اُسے اس بات کا اختیار دیا گیا۔ کہ وہ اپنے شوہر کے نکاح میں رہے۔ یا نہ رہے۔ اور دوسری سنّت یہ کہ حضور رسول اللہ نے اس پر فرمایا۔ کہ آزاد شدہ غلام کی وراثت اس کے لئے ہے۔ جو اُسے آزاد کرے۔ اور تیسری یہ کہ ایک روز حضور نبی کریمؐ گھر میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا۔ کہ ہنڈیا جوش کھا رہی ہے۔ جب حضورؐ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ کیا میں نے ہنڈیا نہیں دیکھی۔ انہوں نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ! بے شک ہنڈیا ہی دیکھی تھی۔ لیکن وہ گوشت بریرہ کے لئے ہے۔ اور صدقہ کا ہے۔ فرمایا۔ اس کے لئے صدقہ ہے۔ اور ہمارے لئے ہدیہ۔

واضحہ وغیرہ میں مذکور ہے۔ کہ بریرہ میں چار سنتیں ہیں۔ تین وہ جو پہلے مذکور ہوئیں۔ اور چوتھی یہ کہ وہ تین حیض عدت بیٹھے۔ بخاری مسلم اور نسائی تینوں کتابوں میں ہے۔ کہ بریرہ کا خاوند ایک حبشی غلام تھا۔ جسے مغیث کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان ہی کتابوں کی ایک اور روایت ہے۔ کہ اس کا شوہر آزاد تھا۔ لیکن عروہ کہتے ہیں۔ کہ اگر وہ آزاد ہوتا۔ تو اُسے اختیار نہ دیا جاتا۔ اور حقیقت یہی ہے کہ وہ غلام تھا۔

طلاق کی گواہی اور خاوند کا انکار

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب کوئی عورت اپنے خاوند سے طلاق کا دعوے کرے۔ اور اُس پر ایک عادل گواہ پیش کرے تو اُس کے خاوند سے حلف لیا جائے گا۔ اگر وہ حلف اٹھالے گا۔ تو گواہ کی گواہی باطل ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ حلف سے انکار کرے۔ تو اس کا انکار دوسرے گواہ کے مترادف ہوگا۔ اور طلاق قائم ہو جائے گی۔

ابن مریم کہتے ہیں۔ کہ میں ابن قاسم کے قول پر فتویٰ دیتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے حضور نبی کریم سے روایت پائی۔ اور اُسے اختیار کر لیا۔

Marfat.com

اور وہ اشعب کا قول ہے جس کی امام مالکؒ نے روایت کی ہے +

تخییر کے بارے میں رسول اللہ کا حکم

مدونہ وغیرہ میں ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ جب تخییر کا حکم ہوا۔ تو حضورؐ نے مجھ سے ابتداء کی۔ اور فرمایا۔ عائشہ! میں تمہیں ایک بات کہتا ہوں۔ جس میں اگر تم جلدی سے نہ بھی جواب دو۔ تو تم پر کوئی الزام نہیں۔ اور اپنے ماں باپ سے بھی مشورہ لے لو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ آپ کو یہ علم تھا۔ کہ میرے ماں باپ مجھے کبھی بھی آپ سے جدا ہونے کا حکم دینے والے نہ تھے۔ اس کے بعد حضورؐ نے یہ آیت پڑھی۔ ترجمہ ۱۰ اے پیغمبر! اپنی بیویوں سے کہہ دو۔ کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کے سازو سامان کی طلب گار ہو۔ تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر خوش اسلوبی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ تعالےٰ۔ اُس کے رسولؐ اور آخرت کے گھر کی

Marfat.com

خواہش مند ہو۔ تو تم میں سے جو نیکو کار ہوں۔ اُن کے لئے اللہ تعالےٰ نے بڑے اجر تیار کر رکھے ہیں"

میں نے عرض کیا۔ میں اس بارے میں اپنے ماں باپ سے کیا مشورہ کروں کیونکہ میں تو اللہ تعالےٰ۔ اُس کے رسولؐ اور آخرت کو چاہتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ پھر باقی ازدواج نے بھی وہی عمل کیا۔ جو میں نے کیا۔ پس یہ طلاق نہ تھی۔ اور ربیعہ اور ابن شہاب کہتے ہیں۔ کہ فاطمہ بدنہ کے متعلق عمرو شعیب نے کہا ہے کہ وہ ضحاک عامری کی بیٹی ہے۔ اپنے کنبے میں واپس چلی گئی۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ آپ اس سے الگ نہیں ہوئے تھے۔ اور ابن حبیب نے کہا ہے۔ کہ الگ ہو چکے تھے۔ اس واقعہ کے بعد لوگوں نے دیکھا۔ کہ وہ مینگنیاں چنا کرتی تھی۔ اور کہا کرتی تھی۔ کہ میں بدنصیب ہوں۔

اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں۔ کہ ایسی صورت میں کہ عورت کو اس بات کا اختیار دیا جائے۔ کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنا چاہے۔ یا نہ۔ عورت کو طلاق نہیں ہوتی۔ سوائے اس صورت کے کہ عورت طلاق کو پسند کرے حضرت عمرؓ۔ زید بن ثابت۔ ابن عباس اور حضرت ابن مسعود کی طرف سے بھی یہی روایت ہے۔ البتہ حضرت علیؓ نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ آپ کی طرف سے یوں روایت کیا گیا ہے۔ کہ جب عورت اپنے شوہر کو اختیار کرے۔ تو یہ ایک طلاق کے مترادف ہے۔ اور اگر وہ

Marfat.com

اپنی مرضی پر چلنا پسند کرے۔ تو پھر یہ طلاق بائنہ کے حکم میں ہے۔ اور عبدالرزاق نے بھی حضرت علیؓ سے روایت کی ہے۔ کہ جب عورت اپنے نفس کی خود مختار ہو جائے۔ تو وہ طلاق بائن سمجھی جائے گی۔ اور اگر وہ اپنے شوہر کو قبول کرے۔ تو ایک طلاق ہو گی جس پر رجعت کا اختیار ہے اور ابن سلام نے اپنی تفسیر میں قتادہ سے اور حسن سے مصنف عبدالرزاق نے ایسا ہی روایت کیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس عورت کو دنیا اور آخرت میں اپنا اختیار دیا تھا۔ لیکن طلاق میں اختیار نہ دیا تھا +

Marfat.com

حلال چیزوں کو حرام قرار دینا

معانی الزجاج اور نحاس میں مذکور ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ حضرت زینب بنت جحش (ام المومنین) کے ہاں قیام پذیر ہو کر شہد نوش فرمایا کرتے تھے حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے اور حفصہ نے باہم یہ مشورہ کیا۔ کہ حضورؐ ہم میں سے جس کے پاس تشریف لائیں۔ وہ حضورؐ سے یہ کہے۔ کہ مجھے آپ کے منہ سے مغافیر کی بُو آتی ہے۔ زجاج کا بیان ہے۔ کہ مغافیر ایک گوند ہوتی ہے جس کی بُو ناخوش گوار ہوتی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ وہ ایک ساگ ہے۔ حضورؐ کو بدبُو ناپسند تھی۔ پس جب حضور نبی کریمؐ اُن کے ہاں تشریف لائے۔ تو انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ سے مغافیر کی بُو آتی ہے جب دوسری بیوی کے ہاں گئے۔ تو انہوں نے ایسا ہی کہا۔ اس پر نبی کریمؐ نے

Marfat.com

فرمایا۔ کہ اچھا یہ بات ہے۔ اب میں دوبارہ شہد نہیں کھاؤں گا۔ نحاس اور زجاج کہتے ہیں۔ کہ آپ نے شہد کو اپنے اُوپر حرام کر لیا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ آپ نے اس پر قسم کھا لی تھی۔

اور نحاس کہتے ہیں۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کی باری کے دن حضرت حفصہ کے ہاں اپنی کنیز ماریہ کے ساتھ خلوت فرمائی (یہ ماریہ ابراہیم کی والدہ تھیں) حضرت حفصہؓ نے کہا۔ یا رسولؐ اللہ! آپ نے میری تحقیر کی۔ کیا آپ کی بیویوں میں سے کوئی بیوی آپ کے نزدیک مجھ سے زیادہ بے وقعت نہ تھی۔ اس پر رسولؐ اللہ نے حضرت حفصہ سے کہا۔ کہ اس بات کی خبر عائشہ کو نہ کرنا۔ انہوں نے کہا۔ کہ اچھا میں ایسا نہ کروں گی۔ اور آپ نے ماریہ کو اپنے اُوپر حرام کر لیا۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ حضورؐ نے اس پر قسم بھی کھا لی۔ اس کے بعد حضرت حفصہ نے اس واقعہ کی خبر حضرت عائشہ کو کی اور انہیں تاکید کی۔ کہ یہ بات ظاہر نہ کرنا۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس بات کی اطلاع آپ کو کر دی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

اور جب پیغمبرؐ نے اپنی بیویوں میں کسی کو ایک بات چپکے سے کہی۔ تو اتفاق سے اس بات کا بتنگڑ بن گیا۔ کہ اس بی بی نے اس کی خبر دوسری بی بی کو کر دی۔ اور جب اس نے اُسے خبر کی۔ اور خدا نے اپنے پیغمبر پر اسے ظاہر کر دیا۔ تو پیغمبرؐ نے

Marfat.com

کچھ تو اس بی بی کو جتا دیا۔ اور کچھ ٹال دیا۔"

(التحریم)

پس اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس طرح حرام کر دینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ کہ

"اے پیغمبر جو چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ تم انہیں اپنی بی بیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے اوپر حرام کیوں کرو۔"

(التحریم)

غرض اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اس بات کی اجازت نہیں دی۔ کہ جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے حلال کیا ہے۔ اسے حرام کریں۔ پس ہر دو تفاسیر کے لحاظ سے کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں۔ کہ جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے حلال ٹھہرایا ہے۔ اُسے حرام قرار دے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

"کہ تم مسلمانوں کے لئے اللہ نے تمہاری قسموں کے توڑ ڈالنے کا بھی ٹھہراؤ کر دیا ہے۔"

(التحریم)

اس سے مراد قسم کا کفارہ ہے۔ کیونکہ روایت ہے۔ کہ آپ نے اس تحریم کے ساتھ قسم بھی کھائی تھی۔ ایک جماعت کا قول ہے۔ کہ یہ کفارہ تحریم کا کفارہ ہے۔ مفصل اور قتادہ اسی بات کے قائل ہیں۔ اور مسروق کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے قسم کھائی تھی۔ کہ آپ اس کے قریب نہ جائیں گے۔ اس

Marfat.com

پر کفارہ کا حکم نازل ہوا جس میں ہدایت کی گئی۔ کہ آپ خدا تعالےٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام نہ کریں۔ اور امام شافعیؒ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

حضرت امام مالکؒ نے اس آیت کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح ابن سلام نے بھی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے لوگوں پر قسموں کا کفارہ دینا فرض کر دیا۔ اور اس سے ان کا اشارہ سورۂ مائدہ کی اُن آیات کی طرف ہے۔ جن میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ پس کفارہ اس کا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے..... الاخرہ

اور حسن کہتے ہیں۔ کہ لونڈیوں کے لئے قسم تحریم کا حکم رکھتی ہے اور آزاد عورتوں میں طلاق۔ قراء کا قول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ کے تعلق میں ایک غلام آزاد فرمایا۔ اور یہ حکم لونڈی کے بارے میں ہے۔ لیکن اگر آزاد عورت کو کہا جائے کہ تو حرام ہے۔ تو اگر خادیت صحیحہ ہو چکی ہو۔ تو حضرت امام مالک اور اُن کے متبعین کے نزدیک تین طلاقوں کے مترادف ہے۔ اور اہل کوفہ کہتے ہیں۔ کہ اگر طلاق کی نیت کرے۔ تو وہ طلاق بائن ہے۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک وہ ایک طلاق پانے والی ہے جس میں شوہر کو حق ہے۔ کہ وہ رجعت کرے۔ اور اگر قسم کا ارادہ کرے تو قسم ہے اور حسن کا قول ہے۔ کہ تَحَرَّمْتُ بِحَرَامٍ کے یہ معنی ہیں۔ کہ کسی بات کا

Marfat.com

اقرار فرمایا۔ یعنی وہ معاملہ جو ماریہ کے ساتھ ہوا۔ اور کسی بات سے اعراض کیا۔ جو حضرت حفصہ کو بتائی تھی۔ کہ اسے چھپا کر رکھیں۔ اور وہ یہ کہ حضورؐ کے بعد ابوبکرؓ اور ان کے بعد عمرؓ خلیفہ ہوں گے ؛

Marfat.com

تین سے کم طلاقیں

مصنف عبدالرزاق میں مالک اور سفیان بن عیینہ زہری سے اور انہوں نے ابن حبیب سے اور حمید بن عبدالرحمٰن سے اور عبیداللہ بن عبداللہ عتبہ سے اور سلیمان لیار سے روایت کی ہے۔ کہ بہ روایت حضرت ابوہریرہ حضرت عمر کا یہ قول ہے۔ کہ جس عورت کو اس کا خاوند ایک یا دو طلاقیں دے دے۔ پھر وہ اسے چھوڑ دے۔ اور پھر وہ عورت کسی اور شخص کے ساتھ نکاح کرے۔ اور پھر اس کا وہ شوہر مر جائے۔ یا خود بخود اس عورت کو طلاق دے دے۔ اور پھر پہلا شوہر اُس کے ساتھ نکاح کرے۔ تو وہ عورت اُس کے نکاح میں اپنی باقی ماندہ طلاق تک حلال ہے۔

حضرت علیؓ اور ابی بن کعب سے روایت ہے۔ کہ حضورؐ نے ایک

Marfat.com

عورت کے بارے میں فیصلہ فرمایا۔ کہ وہ باقی ماندہ طلاق کے حق پر اپنے شوہر کے نکاح میں بدستور ہے۔ اور مالک نے ابن عباس اور شرع سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔ یہ دونوں اس بات کے قائل ہیں۔ کہ نیا نکاح۔ نئی طلاق۔ اور ابن عباس۔ ابن عمر۔ ابن مسعود اور عطاء سے یہی روایت ہے۔ اور ثوری اور معمر ہر دو فریقین کے قول کو جائز سمجھتے ہیں۔ کہ اگر دوسرے شوہر نے اس سے قربت نہ کی ہو۔ تو وہ عورت باقی ماندہ طلاق کی بنا پر اپنے سابقہ شوہر کے حق میں ہے اور معمر نے کہا ہے۔ کہ نخعی اس کے قائل ہیں۔ اور میرے علم میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کیا گیا۔ اور یہ ایک اچھا فیصلہ ہے +

Marfat.com

بچے کی کفالت کا معاملہ

مصنف عبدالرزاق میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے۔ کہ ایک عورت کو اُس کے خاوند نے طلاق دی۔ اور یہ بھی چاہا۔ کہ اس عورت کا بچہ اُس سے لے لے۔ معاملہ حضورؐ کی خدمت میں پیش ہوا۔ اُس عورت نے عرض کیا یارسول اللہ! میرا پیٹ اس بچہ کے لئے آرام گاہ تھا۔ میری چھاتیاں اس کے لئے بمنزلہ مشک کے تھیں۔ میری رانیں اس کے لئے ٹھکانا تھیں۔ اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ اور وہ یہ چاہتا ہے۔ کہ اسے مجھ سے چھین لے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ تم اس بچے کی زیادہ حق دار ہو جب کہ تم اور نکاح نہ کرو۔ مدونہ میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ اور مصنف عبدالرزاق میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ ایک ماں اور ایک باپ اپنے ایک بچے

Marfat.com

کے بارے میں آپس میں جھگڑا کرتے تھے۔ تو اس عورت نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میرا خاوند یہ چاہتا ہے۔ کہ میرے بچے کو مجھ سے لے لیا جائے۔ اس پر حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ اے لڑکے! یہ تیرا باپ ہے۔ اور یہ تیری ماں ہے۔ تو تو جس کا ہاتھ چاہے۔ پکڑ لے۔ اس پر اُس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور وُہ اسے لے کر چل دی۔ اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں درج ہے۔ کہ جب حضور نبی کریمؐ نے عمرۃ القضاء ادا فرمایا۔ اور مقررہ میعاد گذر گئی جس پر اہلِ مکہ کے ساتھ فیصلہ ہوا تھا۔ تو اہلِ مکہ حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ اور اُن سے کہا۔ کہ اپنے دوست سے کہو۔ کہ اب یہاں سے روانہ ہوں۔ پس حضرت نبی کریمؐ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ اس پر حضرت حمزہؓ کی بیٹی آپ کو یا عمّ! یا عمّ! پکارتی پیچھے دوڑتی آئی۔ حضرت علیؓ نے بچی کو اٹھا لیا۔ اور حضرت فاطمہؓ سے کہا۔ کہ یہ لو یہ تمہارے چچا کی بیٹی ہے۔ اس پر حضرت علیؓ، حضرت زید اور جعفر کے درمیان اس لڑکی کی پرورش کے بارے میں تکرار ہوئی حضرت علی نے فرمایا۔ اسے میں اپنے پاس رکھوں گا وہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور جعفر نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور اسکی خالہ میرے نکاح میں بھی ہے۔ زید نے کہا۔ کہ وہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ تو حضور نبیؐ نے اس لڑکی کو خالہ کے سپرد کر دینے کا حکم دیا۔ اور فرمایا۔ کہ خالہ ماں کے برابر ہے۔ اور حضرت علیؓ سے کہا۔ کہ تو مجھ سے ہے۔ اور میں تجھ سے ہوں۔ اور دوسرے سے فرمایا۔ کہ تو خُلق اور خُلق میں میرے ساتھ مشابہ ہے۔ اور زید سے کہا۔ کہ تو ہمارا بھائی ہے۔

ظہار کے بارہ میں حکم

معانی زجاج وغیرہ میں ہے۔ کہ انصار کی ایک عورت خولہ بنت ثعلبہ نبی کریمؐ کی خدمت میں آئی۔ اور عرض کیا۔ یارسول اللہ! اوس بن صامت نے مجھ سے نکاح کیا۔ اس حالت میں کہ میں جوان پسندیدہ تھی۔ پھر جب میری عمر ڈھل گئی۔ اور میرا پیٹ پھیل گیا۔ مجھ سے بہت سی اولاد پیدا ہو گئی۔ تو اس نے مجھے اپنی ماں کے مثل ٹھہرالیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا تیرے بارے میں فی الحال میرے پاس کوئی فیصلہ نہیں۔ اُس عورت نے اللہ تعالےٰ کے حضور فریاد کی۔ اور کہا۔ کہ الٰہی! میرا شکوہ تیری درگاہ میں ہے۔ روایت میں یہ بھی ہے کہ اُس نے حضور نبیؐ کے حضور اپنی گفتگو کے سلسلے میں کہا۔ کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اگر میں انہیں اپنے ساتھ

Marfat.com

رکھوں تو یہ بھوکے مریں گے۔ پس اللہ تعالےٰ نے ظہار کے کفارہ کا حکم صادر فرمایا مفضل نے بیان کیا ہے۔ کہ رسول اللہ نے اُسے کہا۔ کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے۔ اُس نے کہا۔ نہیں۔ فرمایا۔ کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ اس پر حضورؐ نے اُسے پندرہ صاع غلّہ کی مدد دی۔ اور کسی اور نے بھی پندرہ صاع کی مدد دی۔ یہ غلّہ اُس نے ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کر دیا۔ یعنی ہر مسکین کو نصف صاع۔ اور ایک اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ حضورؐ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا۔ کہ میرے پاس ایک ٹوکرے میں ساٹھ کھجوریں لاؤ وہ لے آئے۔ تو فرمایا۔ یہ اپنی اور اپنی بیوی کی طرف سے ساٹھ مسکینوں کو دے دو۔ اُس نے کہا۔ یا رسول اللہ میری ماں اور باپ آپ پر قربان ہوں۔ کوئی شام اور صبح گزارنے والا ایسا نہیں۔ جو میرے اور میرے اہل سے زیادہ اس ٹوکرے کا حق دار ہو۔ تو رسول اللہ نے تبسم فرمایا۔ اور کہا۔ کہ تم اور تمہارے اہل اسے کھالیں۔ مدونہ وغیرہ میں ہے۔ کہ جو طعام حضورؐ نے اسے دیا تھا وہ جَو تھے۔ امام مالک کہتے ہیں۔ کہ ظہار کا کفارہ ایک مدّ غلہ کے برابر ہے۔ جو شام کے مُدّ کے برابر ہو۔ اور حضور نبیؐ کے مُدّ کے مقابلے میں ۲/۳ ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ ہر مسکین کیلئے گیہوں وغیرہ کا ایک مدّ ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ گیہوں یا آٹے کا تو نصف صاع ہے۔ اور کھجور یا جَو کا ایک صاع۔ امام شافعی دوسری حدیث سے دلیل دیتے ہیں اور امام ابو حنیفہ پہلی حدیث سے۔ اور اسی طرح غیر مسلم غلام کے آزاد کرنے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ امام مالک اور امام شافعی کا خیال ہے کہ مسلمان غلام کے آزاد کرنے کے سوائے اور کسی کی اجازت نہیں لیکن امام ابو حنیفہ کہتے ہیں۔ کہ نہیں یہودی اور نصرانی ہی کافی ہے۔

Marfat.com

لعان کی صورت میں بچّے کی ماں کو سپردگی

مؤطا امام مالک۔ بخاری اور نسائی میں زہری سے روایت ہے۔ کہ سہل بن سعد الساعدی کے ذریعے اُن کو خبر ملی۔ کہ عاصم بن عدی انصاری کے پاس ایک شخص عویمر عجلانی آیا۔ اور اُس نے اُس سے کہا۔ مجھے بتایئے۔ کہ اگر ایک آدمی اپنی بیوی کے پاس کسی دوسرے آدمی کو دیکھے۔ تو اگر وہ اُسے قتل کرے تو مقتول کے وارث اُس قتل کریں گے۔ پس وہ کیا کرے۔ آپ اس بارے میں میرے لئے حضور رسولؐ سے سوال کریں۔ پس انہوں نے رسولؐ اللہ سے سوال کیا۔ حضور کو یہ سوال ناپسند ہوا۔ بلکہ عاصم نے اس بارے میں رسول اللہ سے جو الفاظ سُنے۔ وہ ان پر گراں گذرے جب عاصم اپنے گھر واپس آئے۔ تو عویمر نے اُن کے پاس آکر پوچھا۔ اے عاصم! اس سوال کے متعلق جو (تم) نے

Marfat.com

تم سے دریافت کرنے کو کہا تھا۔ رسولؐ اللہ نے تم سے کیا کہا۔ عاصم نے جواب دیا کہ تم میرے پاس کوئی اچھی بات لے کر نہیں آئے تم نے جو سوال کیا تھا۔ رسولؐ اللہ نے اُسے ناپسند کیا ہے۔ عویمر نے کہا۔ واللہ! میں باز نہ آؤں گا۔ یہاں تک کہ حضورؐ سے اس بارے میں خود سوال کروں۔ چنانچہ وہ آگے گیا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان حضرت نبی کریمؐ کے پاس پہنچ گیا۔ پھر عرض کیا۔ یارسول اللہ! فرمائیے۔ ایک آدمی اپنی عورت کو ایک دوسرے آدمی کے پاس دیکھے۔ اور وہ اُسے قتل کر دے۔ اور پھر مقتول کے وارث اسے قتل کر دیں تو اس صورت میں وہ کیا کرے۔ اس پر رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے۔ جا اور اُسے لے آ۔ سہل کہتے ہیں۔ پھر دونوں نے اس واقعہ کے بارے میں ایک دوسرے پر لعنت کی جب وہ فارغ ہوئے۔ تو عویمر نے کہا۔ یارسول اللہ! اگر میں اس عورت کو رکھ لوں۔ تو گویا میں نے اس پہ جھوٹی تہمت لگائی۔ پس اُس نے عورت کو تین طلاقیں دے دیں۔ قبل اس کے کہ حضورؐ اُسے کوئی حکم دیں۔ امام مالک کا قول ہے۔ کہ ابن شہاب کہتے ہیں۔ پھر یہ لعان کرنے والوں کا طریقہ مقرر ہو گیا۔ اور صحیح بخاری میں ہے کہ اُس عورت کا بیٹا اُس کی نسبت سے بلایا جاتا تھا۔ پھر اس کی میراث کے بارے میں یہ قاعدہ جاری ہوا۔ کہ لڑکا ایسی عورت کا وارث ہوتا ہے۔ اور عورت فرزند کی وارث ہوتی ہے۔ یعنی جو حصہ اللہ تعالےٰ

Marfat.com

نے اس کا مقرر فرمایا ہے۔ اور سہل نے حضور نبی کریمؐ سے روایت کی ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اگر اس عورت کے ہاں سُرخ رنگت والا پست قد بچہ پیدا ہوا (گویا۔ کہ وہ بانی کی قسم کا سُرخ کیڑا ہے) تو میرا خیال ہے عورت سچی ہے۔ اور مرد نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی۔ اور اگر اس کے ہاں سیاہ رنگ کا۔ بڑی آنکھوں والا۔ اور بڑے سرینوں کا بچہ پیدا ہوا۔ تو میرا خیال ہے۔ کہ مرد اپنے الزام میں سچا ہے پس اس عورت نے مکروہ صفات والا بچہ جنا۔ خطابی میں ہے۔ کہ اگر اس کے ہاں کالا کلوٹا بچہ پیدا ہوا۔ تو وہ مکروہ ہے۔

صحیح بخاری میں ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی صلعم نے ان مرد و عورت سے کہا۔ کہ تمہارا حساب اللہ تعالےٰ پر ہے۔ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے۔ یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ دہرائے۔ اس پر رسولؐ اللہ نے ان دونوں میں جدائی کر دی۔ اور مخرجہ میں ہے۔ کہ رسولؐ اللہ نے لعان سے پہلے مرد کو کہا۔ کہ تو اپنے الزام کو واپس لے۔ تجھ پر تہمت کی حد لگائی جائے گی۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں تیری طرف سے بمنزلہ توبہ کے ہو گی۔ اللہ تعالےٰ اسے قبول فرمائے اس پر اس نے کہا۔ کہ نہیں مجھے قسم ہے۔ اُس ذات پاک کی۔ جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ایسا چار مرتبہ فرمایا۔ ہر مرتبہ رسولؐ اللہ نے

اسے بھی کہا۔ پھر آپ اُس عورت سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ اے عورت خدا سے ڈر۔ اور اپنے گناہ کا اقرار کر لے۔ اللہ تعالےٰ تجھ پر رحم فرمائے گا اور تیری توبہ قبول کرے گا۔ اُس نے جواب دیا۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اُس نے جھوٹی تہمت لگائی ہے۔ پس آپ نے چار مرتبہ یہ کلمات دہرائے۔ پھر قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ جو لوگ اپنی بی بیوں پر زنا کا الزام لگائیں۔ اور اُن کے پاس اپنے سوائے اور کوئی گواہ نہ ہو۔ تو ایسے مدعیوں کے لئے یہ ثبوت ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر شہادت دیں (النور) پس رسول اللہ نے فرمایا۔ اُٹھ کر شہادت دے۔ اُس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں کیا کہوں۔ آپ نے فرمایا۔ یوں کہو۔ میں اللہ کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں۔ کہ میں سچا ہوں۔ پھر اُسے فرمایا۔ اب پانچویں مرتبہ کہو۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کیا کہوں۔ فرمایا۔ یوں کہو۔ اگر میں نے جھوٹ کہا ہو۔ تو مجھ پر اللہ کی لعنت۔ پھر عورت کو بلایا۔ کیا تو گواہی دے گی۔ یا تجھے سنگ سار کریں۔ اُس نے جواب دیا۔ میں گواہی دوں گی۔ فرمایا۔ اچھا کہو۔ کہ میں اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتی ہوں۔ کہ وہ جھوٹا ہے۔ چار مرتبہ۔ پھر پانچویں مرتبہ کہو۔ اُس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں کیا کہوں۔ فرمایا۔ اگر وہ سچا ہو۔ تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ اس نے کہہ دیا۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا

Marfat.com

جاؤ میں نے تم کو الگ الگ کر دیا۔ اور تم میں سے ایک کے لئے دوزخ لازم ہو گئی۔ اور بچہ عورت کے لئے ہے۔

مصنف ابوداؤد میں ہے۔ جب عورت نے چار مرتبہ لعان کیا۔ تو اُسے کہا گیا۔ کہ اس مرتبہ خدا سے ڈرو۔ جو تجھ پر عذاب کو واجب کر دے گا۔ تو وہ تھوڑی دیر کے لئے پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن پھر کہا۔ واللہ! میں اپنی قوم کو خوار نہ کروں گی۔ اور پانچویں مرتبہ گواہی دی۔ پس رسول اللہ نے اُن دونوں کے درمیان جدائی کر دی۔ اور آپ نے یہ فیصلہ بھی فرمایا۔ کہ اس بچہ کو باپ کے ساتھ منسوب کر کے نہ پکارا جائے۔ اور جو شخص اس عورت پر زنا کی تہمت لگائے۔ یا اس بچہ کو مطعون کرے۔ اُس پر تہمت کی حد جاری کی جائے اور آپ نے یہ فیصلہ بھی فرمایا۔ کہ اس عورت کے لئے مرد کے ذمہ نہ گھر ہے نہ خوراک ہے۔ اس لئے کہ وہ دونوں طلاق یا موت کے بغیر جدا ہوئے ہیں اور آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ اگر اس عورت کے ہاں سُرخ رنگ۔ بڑے پیٹ اور پتلی پنڈلیوں کا بچہ پیدا ہوا تو وہ ہلال بن اُمیہ کا ہے۔ اور اگر کو چشم گھنگھریالے بال موٹی پنڈلیاں اور بھاری سُرین کا بچہ پیدا ہوا۔ تو وہ اُس کا ہے جس کے ساتھ اس عورت کو تہمت لگائی گئی ہے۔ پس اس عورت کے بچہ مکروہ صفات کا پیدا ہوا۔ عکرمہ کا بیان ہے۔ کہ اس کے بعد وہ بچہ مضر کا گورنر ہوا۔ اور وہ باپ کی نسبت سے نہیں پکارا جاتا تھا۔

Marfat.com

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ عاصم بن عدی نے اپنی بیوی کے ساتھ لعان کیا۔ اور کہا۔ کہ میں اس معاملہ میں ایک بات کی وجہ سے جو میرے منہ سے نکل گئی تھی۔ مبتلا ہوا۔ سہل بن سعد کے سامنے جب یہ واقعہ ہوا۔ تو اس وقت وہ پندرہ سال کے تھے۔ اور اس کے بعد وہ پچاسی سال زندہ رہے۔ اور ایک سو سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔ اور وہ حضور نبیؐ کے صحابہ میں سے جو مدینہ میں تھے۔ سب سے بعد فوت ہوئے۔ اور حضور نبیؐ کے بعد مدینہ میں کبھی لعان نہیں ہوا۔ سوائے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ کے +

Marfat.com

مقدمہ ابن خلدون

Marfat.com

بیع کی مختلف صورتیں
چوری کے مال کے بارے میں حکم
پیداوار کی آفتوں کے بارے میں حضورؐ کا حکم
سودے میں دھوکا
خرید و فروخت میں ماں اور بچہ کو جدا نہ کرنا
حلف کا معاملہ
غیر آباد زمین کو آباد کرنا اور پانی کی تقسیم
شفعہ کے بارے میں حضور نبی کریمؐ کا حکم
مشترکہ کاشتکاری

Marfat.com

بیع کی مختلف صورتیں

صحیح بخاری اور مسلم میں وارد ہے۔ کہ حضور نبیؐ مدینہ میں تشریف لائے۔ تو اس وقت اہل مدینہ نا پختہ کھجوروں کا دو سال اور تین سال کے لئے بیع سلم کر لیتے تھے۔ دلائل اصیلی میں اتنا زیادہ ہے۔ کہ آپ نے اہل مدینہ کو منع فرما دیا۔ اور مصنف ابو داؤد میں وارد ہے۔ کہ ایک شخص نے ایک دوسرے آدمی کو پیشگی قیمت دے کر کھجوروں کی بیع سلم کی۔ لیکن اس سال کھجوروں میں کوئی پھل نہ آیا۔ پس دونوں حضور نبیؐ کی خدمت میں آئے۔ پس آپ نے اُن میں سے ایک کو فرمایا۔ کہ تو اس کے مال کو کس عوض میں حلال سمجھ رہا ہے اس کو اس کا مال واپس دے۔ اور آپ نے پھر فرمایا۔ کہ کھجور کا سودا پیشگی نہ کیا کرو۔ یہاں تک کہ وہ پکنی شروع ہو جائیں جضورؐ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جو

Marfat.com

شخص بیع سلم کرے۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ معلوم پیمانہ یا معلوم وزن میں ایک مقررہ میعاد تک سودا کرے۔ اور ابن معمر سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ کے زمانہ میں میں نے دیکھا۔ کہ لوگوں کو سزا دی جاتی تھی۔ اگر وہ خریدشدہ مال کو اُسی جگہ پر فروخت کر دیتے تھے۔ لوگوں کی ہدایت تھی۔ کہ وہ خریدشدہ مال کو اپنے گھر لے آئیں۔ اور پھر اُسے فروخت کریں۔

نسائی میں اسی طرح ہے۔ اور مؤطا اور بخاری میں ہے۔ کہ رسول اللہ نے خیبر کی جانب اپنا کارکن بھیجا۔ جو انصار کے قبیلہ بنی عدی کا ایک شخص تھا۔ وہ اعلیٰ قسم کی کھجوریں لایا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ کیا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہی ہیں۔ تو اُس نے کہا نہیں یا رسول اللہ! ہم دو صاع اور تین صاع دوسری کھجوریں دے کر ان کے بدلے ان کھجوروں کا ایک صاع اور دو صاع لیتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ ایسا نہ کرو۔ عام کھجوروں کو نقدی کے عوض بیچو۔ اور پھر اس نقدی کے عوض اعلیٰ کھجوریں خرید لو۔ اور بخاری میں ہے۔ کہ اسی طرح وزن کے بارے میں بھی فرمایا۔ اور مسلم میں بھی اسی طرح ہے۔ البتہ اتنا زیادہ ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ یہ بالکل سود ہے۔ اور ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ یہ ربا ہے۔ اسے واپس کر دو۔ پھر ہماری کھجوریں بیچ دو۔ اور اس قسم کی ہمارے لئے خرید دو۔ اور مؤطا امام مالک میں یحییٰ بن سعید سے روایت

Marfat.com

ہے۔کہ انہوں نے فرمایا۔ رسولؐ اللہ نے دونوں سعدوں کو حکم دیا۔کہ لوٹ کے چاندی سونے کے برتن بیچ دو۔تو انہوں نے ہر تین معین برتن۔چار معین برتنوں کے بدلے میں بیچ دئے۔اس پر رسولؐ اللہ نے فرمایا۔تم نے ربا کا معاملہ کیا ہے پس واپس کر دو۔اور مسلم کی کتاب میں یوں ہے۔کہ رسولؐ اللہ کی خدمت میں ایک ہار خیبر کے دن لایا گیا۔جس میں ہیرے اور سونا لگا ہوا تھا۔اور وہ مال غنیمت میں سے تھا۔جو قابلِ فروخت تھا۔اور رسولؐ اللہ کے حکم سے ہار کا خالص سونا نکال لیا گیا۔پھر حضورؐ نے حکم دیا۔کہ سونا سونے کے عوض وزن بہ وزن ہو۔اور جب تک وہ اصل ہار سے جدا نہ کیا جائے فروخت نہ کیا جائے۔

مؤطا۔بخاری اور مسلم میں ہے۔کہ حضورؐ نے حکم دیا۔جو شخص ایسی کھجوریں بیچے۔جسے پیوند کیا گیا ہو۔تو اس کا پھل بائع کے لئے ہے۔سوائے اس صورت میں کہ خریدار اس کی شرط کرے۔اور جو شخص غلام فروخت کرے۔اور غلام کا کچھ مال ہو۔تو اس کا مال بائع کے لئے ہے۔سوائے اس صورت میں کہ خریدار اس کے لئے شرط کر لے۔اور دلائل اصیلی میں ابن عمرؓ سے روایت ہے۔کہ ایک شخص نے کھجور خریدی۔جس کا مالک اُسے پیوند کر چکا کر چکا تھا۔اور بعد میں دونوں کے درمیان پھل کے متعلق جھگڑا ہو گیا وہ اپنا مقدمہ حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں لایا حضورؐ نے فرمایا۔کہ پھل اس

Marfat.com

کے اُس مالک کے لئے ہے جس نے اسے پیوند کیا۔ سوائے اس صورت میں کہ خریدار اُس کی شرط کر لے۔

مصنف عبدالرزاق میں انسؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نے ایک دوسرے سے ایک اونٹ خریدا۔ اور چار یوم کے اختیار کی شرط کی۔ لیکن حضورؐ نبیؐ نے اس سودے کو باطل قرار دیا۔ اور فرمایا۔ اختیار تین دن تک ہے۔ اور یہی رائے ہشام بن یوسف اور امام ابوحنیفہ کی ہے۔

دلائل اصیلی میں ہے۔ کہ امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا۔ کہ تین دن سے زیادہ اختیار نہیں۔ اور ابو یوسف اور محمد بن حسن کا قول امام مالک کے قول کے مطابق ہے۔ کہ اختیار اسی کے مطابق ہوگا۔ جس پر لوگوں کی عادت جاری ہو۔ اور اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ جو شخص کسی دُور کی مسافت پر ایک گاؤں یا اونٹوں کی چراگاہ میں ایک ہزار اونٹ خریدے۔ وہ اس شخص کے برابر نہیں۔ جو ایک بکری۔ ایک اونٹ یا ایک کپڑا خریدے۔ اور ابو برزہ نے کہا کہ رسولُ اللہ نے فرمایا۔ کہ خریدنے والا اور بیچنے والا جب تک الگ نہ ہوں۔ دونوں کو اختیار رہے۔ اور مؤطّا اور بخاری میں واقعہ ہوا ہے کہ بائع اور مشتری دونوں اس بارے میں اختیار رکھتے ہیں۔ اس وقت تک کہ باہم جدا نہ ہوں۔ اور ابن حبیب نے واضحہ میں کہا ہے۔ کہ یہ حدیث حضور نبیؐ کے اُس حکم کے ساتھ منسوخ ہے۔ کہ جب خریدنے اور بیچنے والے

Marfat.com

میں اختلاف ہو۔ تو بیچنے والے سے حلف لیا جائے۔ اُس کے بعد خریدنے والے کو اختیار ہے۔ کہ اگر چاہے۔ تو رکھ لے۔ اور اگر چاہے۔ تو قسم کھالے اور چھوڑ دے۔ اور اشہب نے کہا ہے۔ کہ اس حدیث پر کہ بائع اور مشتری کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہو۔ عمل نہیں ہے۔

مؤطا میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ سے سوال کیا گیا۔ تو خشک کھجوروں کو تر کھجوروں کے عوض خریدنے کے بارے میں رسول اللہ نے فرمایا۔ کیا تر کھجوریں خشک ہو کر کم ہو جاتی ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے اس پر منع فرمایا ابو عمر و واشبیلی وغیرہ نے کہا۔ کہ اس حدیث میں فقہی نکتہ یہ ہے۔ کہ فنون کی باتوں کو اہل فن کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر یہ حضور نبی کریمؐ خود جانتے تھے۔ کہ تر کھجوریں خشک ہو کر کم ہو جاتی ہیں۔ تاہم اس بات کو اہل فن شناخت کے سامنے پیش کیا۔

زیادہ دُودھ دکھانے کی خاطر جانور کو بھوکا رکھنا

مصنف ابن مسکن میں ہے۔ کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ کوئی تم میں سے دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔ مگر غنیمت اور ورثہ کے مالوں میں سے اور صحیح بخاری میں امام بخاری نے "سوداگر کو پہلے جا ملنے کی ممانعت" کا عنوان باندھا ہے۔ اور اس کی بیع نامقبول اور مردُود ہے۔ کیونکہ ایسی بیع والا گنہ گار اور نافرمان ہے۔ کیونکہ سودے میں دھوکا دینا چاہتا ہے۔ اور دھوکا دینا جائز

Marfat.com

نہیں۔ اور مؤطا۔ بخاری مسلم اور نسائی میں وارد ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ قافلوں کے ساتھ بیع کرنے کے لئے اُن کو پہلے جا کر نہ ملو۔ اور نہ ایک دوسرے کی بیع پر بیع کرو۔ اور خریدنے کے ارادے کے بغیر محض قیمت بڑھاؤ اور نہ شہری آدمی دیہاتی کے لئے خرید و فروخت کرے۔ اور یہ بھی نہ کرو۔ کہ اونٹنی یا بکری کا دودھ زیادہ دکھانے کے لئے اُسے دوہنا بند کر دو۔ پس جو شخص کسی بکری یا اونٹنی کو خریدے گا۔ تو وہ اس کو دوہنے کے بعد دونوں باتوں میں سے اچھی کا مختار ہے۔ اگر اُسے پسند آئے۔ تو رکھے۔ اور اگر ناپسند کرے۔ تو واپس کر دے۔ اور ایک صاع کھجور دودھ کے عوض دے۔

بخاری اور مسلم میں ایک اور حدیث میں بھی ہے۔ کہ جو شخص اسے خریدے۔ اُسے تین دن کے لئے اختیار ہے۔ اگر چاہے۔ تو اُسے رکھے۔ اور اگر چاہے۔ تو واپس کر دے۔ اور ایک صاع کھجوروں میں سے دے دے۔ نسائی میں ہے۔ کہ حضور رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ سوداگر کو پہلے جا کر نہ ملو پس جو کوئی بھی اُس سے ملا۔ اور اُس سے کچھ خرید لیا۔ تو جب مال کا مالک بازار میں آئے گا۔ اُسے اختیار ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ کہ فائدہ اٹھانا ذمہ داری کے بدلہ میں ہے۔ اور مسلمانوں نے اس بات پر اجماع کیا ہے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ

Marfat.com

نے ایسے جانور کو واپس کرنے کے خلاف اسی فیصلہ سے دلیل پکڑی ہے۔
چنانچہ آپ کے نزدیک جانور کا رد کرنا اُس کے دودھ کے بغیر جائز نہیں۔
اور نہ یہ جائز ہے۔ کہ اُس کا دُودھ بیچا جائے۔ البتہ وہ اِس کے کسی عیب
کا معاوضہ دے سکتا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اس حدیث پر جس میں
"ذمہ داری کے عوض فائدہ" کا ذکر ہے۔ قیاس کرکے اپنا اجتہاد صادر کیا
ہے۔

مصنف ابو داؤد میں ذکر ہے۔ کہ ایک شخص نے ایک غلام خرید کیا۔
وہ اُس کے پاس ایک مدت تک رہا۔ پھر اُس نے اُس میں کوئی عیب دیکھا
اور نبیؐ کے حضور اس کے خلاف دعوے کیا۔ تو حضور نبیؐ نے سودے کو فسخ
کرا دیا۔ بیچنے والے نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! اس شخص نے میرے غلام سے
فائدہ اٹھایا ہے حضور نے جواب دیا۔ کہ فائدہ ذمہ داری کے عوض ہے۔

خرید و فروخت کی بعض اور صورتیں

مؤطا امام مالک۔ صحیح بخاری، مسلم اور نسائی میں وارد ہے کہ حضور
نبیؐ نے فرمایا۔ کہ جو شخص مفلس ہو جائے۔ اور پھر کوئی شخص اس کے پاس بعینہٖ
اپنا مال دیکھے۔ تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔ بہ نسبت دوسرے کے۔ اور
مؤطا میں ابن شہاب سے جن کی روایت ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن
ہشام سے ہے۔ وارد ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے فرمایا۔ کہ جو شخص کوئی مال خریدے

اور بعد میں خریدنے والا مفلس ہو جائے۔ اور بیچنے والے کو کچھ قیمت نہ ملے اور خریدار کے پاس مال بعینہٖ موجود ہو۔ تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔ اور اگر خریدار وفات پا جائے۔ تو بیچنے والے کی وہی حیثیت ہوتی ہے۔ جو مرنے والے کے دوسرے قرض خواہوں کی۔ یعنی قرض کی مقدار کے لحاظ سے جو حصہ اُسے ملے گا۔ حضرت امام مالک کا اسی پر عمل ہے۔ اور حضرت امام شافعیؒ نے ابن ابی ذئبؒ کی روایت پر عمل کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے فرمایا۔ جو شخص مر جائے۔ یا مفلس ہو جائے۔ تو مال والا اپنے مال کا زیادہ حق دار ہے۔ اگر وہ اپنے مال کو بعینہٖ اُس کے پاس دیکھے +

چوری کے مال کے بارے میں حکم

دلائل اصیلی میں عکرمہ بن خالد سے مروی ہے۔ کہ امید بن عفیر نے اُن سے بیان کیا۔ کہ امیر معاویہ نے مروان کو لکھا۔ کہ اگر کسی شخص کا مال چوری ہو جائے۔ اور مال کا مالک اپنے مال کو بجنسہٖ دیکھ لے۔ تو وہ سب سے زیادہ اس کا حق دار ہے۔ پس مروان نے میری طرف تحریر کیا۔ جب کہ میں یمامہ میں تھا۔ پس میں نے مروان کی طرف لکھا۔ کہ حضور نبیؐ نے فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ جب کسی جگہ چوری کا مال پایا جائے۔ اور وہ شخص جس کے پاس مال پایا جائے زیر الزام نہ ہو۔ تو اُلرچا ہے۔ تو اس کا مالک اس مال کی قیمت ادا کر کے اُسے لے لے۔ پھر اپنے چور کی تلاش رکھے۔ حضورؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ اور عثمانؓ نے بھی اسی بات پر فیصلہ کیا ہے۔ مروان نے میرا یہ خط معاویہ کے

Marfat.com

پاس بھیج دیا۔ تو معاویہ نے مروان کی طرف تحریر کیا۔ کہ تم اور ابن جعفر میرے امور میں میرے خلاف فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اور اس میں میں تمہارے خلاف فیصلہ کرتا ہوں۔ پس جو حکم میں نے دیا ہے۔ اسی پر عمل کرو۔ ابن حفیر کہتے ہیں۔ کہ مروان نے معاویہ کا خط میرے پاس بھیجا۔ تو میں نے کہا۔ کہ جب تک اختیار میرے سپرد ہے۔ میں اس کے مطابق فیصلہ نہ کروں گا۔

نیشاپوری کہتے ہیں۔ کہ مجھے معلوم نہیں۔ کہ فقہا میں سے کوئی شخص اس کا قائل ہو۔ سوائے اسحٰق بن راہویہ کے۔ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا۔ کہ کیا آپ امید بن حفیر کی حدیث کو تسلیم کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ نہیں۔ اس بارے میں فقہا کا باہم اختلاف ہے۔ میں نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔ جسے ہشیم نے موسیٰ بن سائب سے انہوں قتادہ سے۔ انہوں نے حسن سے انہوں نے ثمرہ سے اور انہوں نے حضرت نبیؐ سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ جو شخص اپنا مال کسی دوسرے شخص کے پاس پائے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے ؛

Marfat.com

پیداوار کی آفتوں کے بارے میں حضورؐ کا حکم

بخاری مسلم اور نسائی میں وارد ہے۔ کہ حضورؐ نے ایک مرتبہ فرمایا۔ بھلا بتاؤ۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ پھل بند کر دے۔ تو تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا مال کس حساب میں لیتا ہے۔ ایک حدیث میں یوں وارد ہے۔ کہ کوئی اپنے بھائی کا مال کس بات کے عوض میں حلال سمجھتا ہے۔ اس حدیث کو حضرت امام مالکؒ نے مؤطا میں مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اُسے دلائل میں بھی ذکر کیا ہے۔ اور کتاب مسلم میں جابر سے روایت کی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ نے ایسی پیداوار کو وضع کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس پر کوئی آفت آئی ہو۔ اور امام مالک نے ایسی پیداوار کے بارے میں جس کی خرابی ۱/۳ حصہ تک پہنچ جائے اسی حدیث سے دلیل لی ہے۔ اور امام شافعیؒ۔ امام ابوحنیفہؒ۔ اور لیث

Marfat.com

اور ثوری فرماتے ہیں۔ کہ جو پھل خرید لیا جائے — اس کے بکنے کا زمانہ شروع ہونے کے بعد اُس کی خرابی کا کوئی تیقن نہیں۔ خواہ آفت کسی شکل میں بھی ہو۔ اور اُن کی دلیل اس حدیث سے ہے۔ کہ رسولُ اللہ کے زمانۂ مبارک میں معاذ بن جبل کے پھل آفت رسیدہ ہو گئے۔ جو انہوں نے خرید کئے تھے۔ تو اُن کا قرض زیادہ ہو گیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ لوگ اُن کو خیرات دیں۔ لوگوں نے خیرات دی۔ تو وہ اُن کا قرض ادا کرنے کے لئے کافی نہ ہوئی۔ پھر حضورؐ نے قرض خواہوں کو فرمایا۔ کہ تمہیں صرف اسی قدر ملے گا۔ اس سے یہ دلیل نکلتی ہے۔ کہ نادار کے ذمے کچھ نہیں۔

معاذ کی ناداری کا واقعہ ۹ھ میں ہوا۔ اور رسولؐ اللہ نے اُن کو قرض خواہوں سے نجات دلائی۔ اور اُن کو اپنے حقوق سے سات حصوں میں سے پانچ مل گئے۔ تو انہوں نے کہا۔ یا رسولؐ اللہ! اس کو ہمارے لئے فروخت کر دیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ اس کا پیچھا چھوڑو۔ اس کے ذمے تمہارا کچھ حق نہیں۔ اور رسولؐ اللہ نے انہیں یمن کی طرف بھیج دیا۔ اور فرمایا کہ شاید اللہ تعالےٰ تمہیں غنی کر دے۔ یہ واقعہ ربیع الآخر کا ۹ھ کا ہے یعنی اس کے بعد کہ وہ نبیؐ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں شامل ہوئے۔ پھر وہ نبیؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں مدینہ واپس آئے۔ تو اُن کے ساتھ بکریوں کا ریوڑ تھا۔ اور بہت سے غلام تھے۔ حضرت

Marfat.com

عمرؓ نے انہیں دیکھ کر کہا۔ کہ یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں نے انہیں اپنے اثر سے حاصل کیا ہے حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ وہ کس طرح۔ کہنے لگے۔ لوگوں نے مجھے ہدیہ میں دی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ حضرت ابوبکرؓ سے اس کا ذکر کرو۔ حضرت معاذؓ نے کہا۔ میں اس کا ذکر حضرت ابوبکرؓ سے نہ کروں گا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک رویا دیکھی۔ کہ گویا وہ دوزخ کے کنارے پر ہیں۔ اور حضرت عمرؓ اُن کو پیچھے سے پکڑ رہے ہیں۔ تاکہ وہ آگ میں نہ گر پڑیں پس معاذؓ گھبرا گئے۔ اور پھر حضرت ابوبکرؓ سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ جس طرح حضرت عمرؓ نے انہیں مشورہ دیا تھا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے وہ مال اُن کے لئے روا رکھا۔ پھر فرمایا۔ کہ میں نے حضرت نبیؐ کو یہ فرماتے سُنا۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ تمہیں غنی کر دے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے قرض کے بقایا ادا کر دئے اسے طبرانیؒ نے بھی ذکر کیا ہے۔

امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس حدیث میں پیداوار کے ساقط کر دینے کی کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ وہ خریدار سے وضع کی جاتی ہے اور اس کا کوئی عوض نہیں لیا۔ اور اصیلیؒ نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور آں حضرتؐ کا قول یہ ہے۔ کہ آفتیں پانچ ہیں۔ آندھی۔ اولے۔ آگ۔ ٹڈی دل اور سیلاب۔

صحیح بخاری میں زید بن ثابت سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی صلعم

Marfat.com

کے زمانے میں جو لوگ پھلوں کی خرید و فروخت کے کام میں تھے۔ جب وہ اپنے گاہکوں کے ہاں رقموں کی وصولی کے لئے جاتے۔ تو خریدار انہیں یہ کہہ دیتا۔ کہ پھلوں کا نقصان ہو گیا۔ بیماری لگ گئی۔ کچے جھڑ گئے۔ یا کسی اور آفت سے پھل تباہ ہو گئے۔ غرض کہ طرح طرح کے بہانے بناتے پس جب حضور نبیؐ کے حضور اس طرح کثرت کے ساتھ مقدمات آنے لگے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اب جب تک پھل پک نہ جائیں۔ خرید و فروخت نہ کیا کرو +

Marfat.com

سودے میں دھوکا

مؤطا امام مالک۔ بخاری اور مسلم میں مروی ہے۔ کہ ایک شخص نے نبی کریم کے حضور آکر شکایت کی۔ کہ میرے ساتھ خرید و فروخت میں دھوکا کیا جاتا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ کہ جب تم کچھ خریدو۔ تو کہہ دیا کرو۔ کہ کوئی دھوکا نہ ہو۔ چنانچہ اس کے بعد جب کبھی وہ شخص کسی سے کسی چیز کا سودا کرتا۔ تو کہہ دیتا۔ کہ دھوکا نہ ہو۔ مندرجہ بالا کتابوں کے سوائے باقی کتابوں میں بھی ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا جب تو سودا کرے۔ تو کہہ دے۔ کہ کوئی دھوکا نہ ہو۔ اور تجھے اپنے سودے کے بعد تین روز تک اختیار ہے۔ اور اس شخص کا نام حبان بن منقذ تھا اور مدونہ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے

جب تمہاری خرید و فروخت پر غور کیا۔ تو اس شرط سے بڑھ کر اور کچھ نہ پایا جو حضورؐ نے حبان بن منقذ سے فرمائی تھی۔ کہ خریدی ہوئی چیز میں تین دن کی شرط ہے۔ پس اسی کے مطابق عبداللہ بن زبیر نے بھی فیصلے کئے۔ اور مصنف ابوداؤد میں عتبہ بن احمر سے روایت ہے۔ کہ پھر رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ کہ غلام کی شرط تین روز تک ہے۔

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ عدا ابن خالد نے ذکر کیا۔ کہ ایک سودے میں رسولؐ اللہ نے یوں تحریر فرمایا۔ کہ یہ وہ ہے۔ جو محمدؐ رسول اللہ نے خرید کیا۔ بیع جو مسلمان کی مسلمان کے لئے ہو۔ اس میں نہ کوئی مخفی عیب ہے۔ اور نہ اس میں کوئی پردہ کی بات ہے۔ اور نہ ہی اس میں کوئی نقصان متصور ہے۔ قتادہ کا قول ہے۔ کہ غائلہ سے مراد زنا۔ چوری اور بھاگ جانا ہے۔ اور اصیلی کتاب الفوائد میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ عدا ابن خالد نے حضور نبیؐ سے ایک غلام خرید کیا۔ اور اسی پر ایک تحریر اسی مضمون کی لکھ کر دے دی۔ اور ابن خنار ابن عطار کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ عداء بن خالد نے حضرت نبی کریمؐ سے خرید کیا۔ اور رسولؐ اللہ نے اُسے لکھ دیا۔ کہ یہ وہ ہے۔ جسے عداء ابن خالد نے محمدؐ سے خریدا۔ یہ پوری طرح متحقق نہیں۔ کہ انہوں نے آپ سے غلام یا لونڈی خرید لی تھی۔ محدث کو اس بارے میں شک ہے۔ اور رسولؐ اللہ نے قلعہ اوطاس کے قیدیوں کی

گرفتاری کے لئے حکم دیا تھا۔ کہ حاملہ عورت سے خلوت نہ کی جائے۔ یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے۔ اور نہ غیر حاملہ سے جب تک کہ وہ حیض سے پاک نہ ہو جائے۔

صحیح بخاری میں درج ہے۔ کہ حضور رسول اللہ نے ایک یہودی سے اناج کی کچھ مقدار ایک میعاد پر خریدی۔ اور اس کے پاس اپنی لوہے کی ایک زرہ رہن رکھ دی۔ بخاریؒ نے اس حدیث کو تین عنوانوں کے ماتحت ذکر کیا ہے۔ ایک باب "نبیؐ کا ادھار سودا خریدنا" باندھ کر اس کے نیچے حدیث درج کی ہے۔ دوسرا عنوان لکھا ہے "بیع مسلم میں کفیل" پھر حدیث درج کی ہے۔ اس کے بعد کا عنوان ہے "بیع مسلم میں رہن" اور اسی کے نیچے پھر حدیث درج کی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے وفات پائی۔ ایسی حالت میں کہ حضورؐ کی ایک زرہ ایک یہودی کے پاس تین صاع جو کے معاوضے میں رہن تھی۔ جو آپ نے اپنے کنبے کے لئے لئے تھے۔ اور مدونہ میں زید بن اسلم سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص حضور نبی کریمؐ کے پاس تقاضہ کے لئے آیا۔ اور آپ کے ساتھ درشتی کے ساتھ پیش آیا۔ تو حاضرین میں سے ایک شخص نے اس سے کہا۔ کہ اب جو میں نے تمہیں رسول اللہ کے ساتھ ایسی گفتگو کرتے دیکھا۔ تو میں تمہیں اس کا مزہ چکھاؤں گا۔ آپ نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اسے کچھ نہ کہو

Marfat.com

یہ اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے۔ پھر اُس شخص کو کہا۔ کہ تم فلاں یہودی کے پاس جاؤ۔ اور اُسے کہو۔ کہ وہ ہمیں کچھ اناج دے دے۔ اور ہم اُسے واپس کر دیں گے۔ جب ہمارے پاس کچھ مال آجائے گا۔ اُس یہودی نے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں کوئی سودا بغیر رہن کے دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ میری زرہ اُس کے پاس لے جاؤ۔ قسم ہے۔ اللہ تعالےٰ کی۔ کہ میں آسمان اور زمین میں امانت دار ہوں۔ یہ جو حضور نبیؐ نے ایک مہمان کے لئے لئے تھے۔ جو رات کے وقت آپ کے پاس آیا تھا۔ آخر حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی طرف سے قرض ادا کر دیا +

Marfat.com

خرید و فروخت میں ماں اور بچّہ کو جُدا نہ کرنا

ثابت کی حدیث میں ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے فرمایا۔ کوئی ماں اپنے بچّے کی وجہ سے حیران نہ کی جائے۔ اور حضورؐ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جو شخص ماں اور اُس کے بچّے کو آپس سے جدا کر دے۔ اللہ قیامت کے روز اُس کے اور اُس کے پیاروں کے مابین جدائی ڈال دے۔ اور مدوّنہ میں جعفر بن محمد سے روایت ہے۔ اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی۔ کہ حضور نبیؐ کے حضور جو قیدی آتے تھے حضورؐ اُن کو صف بستہ کھڑا دیتے۔ پھر خود اُن کا ملاحظہ فرماتے جب کسی عورت کو روتے دیکھتے تو اُس سے پوچھتے رونے کا کیا سبب ہے۔ وہ کہتی کہ میرا بیٹا فروخت کر دیا گیا۔ میری بیٹی فروخت کر دی گئی۔ پس حضورؐ حکم دیتے۔ اور حضورؐ کے حکم سے عورت کا بیٹا

Marfat.com

یا اُس کی بیٹی اُسے واپس کئے جاتے۔

جعفر بن محمد روایت کرتے ہیں۔ کہ ابو رسید انصاری بحرین سے کچھ قیدی نبی صلعم کے حضور لائے۔ جب آپ ان کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ تو اچانک ایک عورت رونے لگی۔ آپ نے دریافت کیا۔ کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ میرا بیٹا بنی عیس میں فروخت کر دیا گیا۔ رسول اللہ نے ابو رسید سے کہا۔ کہ تم سوار ہو کر جاؤ۔ اور جس قیمت پر اُسے بیچا ہے۔ اُسے جا کر لے آؤ۔ چنانچہ ابو رسید گئے۔ اور اُسے لے آئے۔

یونس بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے حضرت کو ایک فوج دے کر بھیجا۔ وہاں اُن کو کچھ مال ہاتھ آیا۔ لیکن اس اثنا میں انہیں کوئی ضرورت اور مجبوری پیش آ گئی۔ اس پر آپ نے ایک لونڈی فروخت کر کے کچھ اونٹ خریدے۔ اس کی ماں موجود تھی۔ پس جب آپ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضورؐ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے علیؓ! کیا تم نے اس میں اور اُس کی ماں میں جدائی ڈال دی۔ آپ سوچ میں پڑ گئے۔ لیکن حضورؐ بار بار وہی بات دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں واپس جاتا ہوں۔ اور میں اس وقت تک سر پر پانی تک نہ ڈالوں گا۔ کہ اُسے واپس لے آؤں۔ حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ نے اپنے دادا ضمیرہ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ

Marfat.com

ضمیرہ کی ماں کے پاس سے گذرے - وہ رو رہی تھی - آپ نے پوچھا تیرے رونے کی کیا وجہ ہے - کیا تو بھوکی ہے - یا تجھے کپڑا درکار ہے - اُس نے جواب دیا - یا رسول اللہ! مجھ کو میرے بیٹے سے جُدا کر دیا گیا ہے - اس پر رسولؐ اللہ نے فرمایا - کہ ماں اور بچے میں جدائی نہ ڈالی جائے پھر آپ نے اُس شخص کے پاس جس نے ضمیرہ کو خریدا تھا - ایک آدمی بھیجا - اور ضمیرہ کو ایک جوان اونٹ کے بدلے میں خرید لیا - ابن ابی ذئب کہتے ہیں - کہ رسولؐ اللہ نے مجھ سے ایک تحریر پڑھوائی جو حسب ذیل ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

" یہ تحریر ہے محمد رسولؐ اللہ کی طرف سے ابو ضمیرہ اور اُس کے کنبے کے لئے - کہ رسول اللہ نے ان کو آزاد کیا - اور وہ عرب کے کنبہ داروں میں سے ہیں - اگر وہ چاہیں - تو رسول اللہ کے پاس رہیں - اور اگر پسند کریں - تو اپنے قبیلے کے پاس واپس چلے جائیں - اور اُن سے سوائے حق کے کسی بات کی پرسش نہ کی جائے گی - اور مسلمانوں میں سے جو شخص ان کو ملے - نیکی کی ہدایت کرے - اس کو ابی بن کعب نے لکھا "

عروہ بن زبیر سے روایت ہے - کہ محمدؐ رسول اللہ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ مدینہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے تو ایک گڈریے کے پاس سے

Marfat.com

گذرے۔ اُس سے ایک بکری خریدی۔ اور اُس کے دوہنے کی اُس کے ساتھ شرط کر لی۔

یہ بھی روایت کی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ نے اور حضرت ابوبکرؓ دونوں نے بنی ہذیل میں سے ایک شخص کو بطور رہبر مزدوری پر رکھا۔ وہ شخص کفّار قریش کے دین پر تھا۔ ہر دو حضرات نے اس شخص کو اپنی اونٹنیاں دیں۔ اور اُس سے وعدہ لیا۔ کہ وہ تین راتوں کے بعد غارِ ثور کے پاس آئے گا چنانچہ وہ وعدے کے مطابق تیسری رات کی صبح کو دونوں اونٹنیاں غار کے پاس لے آیا۔ امام بخاری نے حدیث میں اس کو اس عنوان کے ماتحت لکھا ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو تین دن بعد کے لئے۔ یا مہینے یا سال کے بعد کے لئے کام کرنے کی غرض سے اُجرت پر رکھا جائے۔ تو جائز ہے۔ اس بارے میں ہر دو فریق اپنی اپنی شرائط پر کاربند رہیں گے۔ جب میعاد مقررہ پوری ہو جائے۔ اور کام نہ ہو۔ یا سال گذر جائے۔ اور کام نہ ہو۔ تو پھر جائز نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس رہبر کا نام ارقط تھا۔ اور بعض نے ارقیط بھی لکھا ہے۔

حضرت امام مالکؒ نے روایت کی ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے مدینہ کے قریب کسی سفر میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے اونٹ خریدا۔ اور اُن کو مدینہ تک اونٹ کی پیٹھ پر سواری کی اجازت دی۔ ایک اور حدیث

میں وارد ہے۔ کہ حضورؐ نے جابرؓ سے فرمایا۔ کہ مدینہ تک آپ کو اس اونٹ پر سواری کا حق حاصل ہے۔

بعض دیگر فیصلہ جات

مؤطا امام مالکؒ۔ بخاری اور مسلم میں وارد ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ میں تو ایک بشر ہوں۔ میرے سامنے جو شخص قضیہ لے کر آتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ اُن میں سے ایک دوسرے سے زیادہ باتیں بنانے والا ہو اور میں اُس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ اور سمجھوں۔ کہ یہی سچا ہے پس جس کسی ایسے شخص کے لئے میں اُس کے بھائی کے حصّے میں سے فیصلہ کر دوں۔ تو اُسے چاہئے۔ کہ وہ اُس میں سے کچھ نہ لے۔ کیونکہ وہ سمجھ لے۔ کہ میں اُسے آگ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔ اور صحیح بخاری کی حدیث میں اِس طرح وارد ہے کہ جس شخص کو میں کسی مسلمان کا حق دلاؤں۔ وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے وہ چاہے اُسے لے۔ اور چاہے چھوڑ دے۔

مصنف ابو داؤد میں حضرت علیؓ کی زبانی روایت درج ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا میں نے حضورؐ کی خدمت میں گذارش کی۔ یارسول اللہ! آپ مجھے بھیج رہے ہیں۔ حالاں کہ میں بالکل نوعمر ہوں۔ اور تجھے فیصلہ دینے کی واقفیت نہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ تمہارے دل کو ہدایت دے گا۔ تمہاری زبان کو صاحبیت

Marfat.com

عطا کرے گا۔ جب فریقین کسی مقدمہ میں تمہارے سامنے آکر بیٹھیں۔ تو پہلے کا بیان سنتے ہی فیصلہ نہ دے دو۔ جب تک کہ دوسرے کا کلام نہ سن لو۔ کیونکہ یہ بات صحیح فیصلہ پر پہونچنے کے لئے نہایت ضروری اور مناسب ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ اس کے بعد میں ہمیشہ فیصلے کرتا رہا۔ اور میں نے کبھی کسی فیصلہ کرنے میں شک یا تذبذب نہیں کیا۔ اور صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ کہ جو شخص کسی مقدمہ میں اس نیت سے قسم کھاتا ہے۔ کہ اس طرح وہ کسی کا کچھ مال اڑالے۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کے حضور قیامت کے روز ایسی حالت میں جائے گا۔ کہ خدا اُس پر ناراض ہوگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

بے شک جو لوگ اللہ تعالےٰ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض میں تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں۔ الآخرہ۔ عبداللہ بن مسعود یہ حدیث بیان کر ہی رہے تھے۔ کہ اشعث آ گئے۔ اور انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ آیت میرے اور ایک اور آدمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ آپ نے کہا۔ کہ میرا جھگڑا اپنے ایک چچا کے بیٹے کے ساتھ ایک ایسے کنوئیں کے بارے میں تھا۔ جو اُس کی زمین میں واقعہ تھا۔ (بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ شخص یہودی تھا) نبی کریمؐ نے فرمایا۔ تیرا کوئی گواہ ہے؟ میں نے عرض کیا۔ نہیں۔ فرمایا۔ تو پھر یہ قسم کھائے گا۔

Marfat.com

میں نے عرض کیا۔ بہتر! اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اشعث روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک آدمی حضرت مُوت کا اور دوسرا آدمی کندہ کا۔ یہ دونوں شخص حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں یمن کی ایک زمین کے بارے میں جھگڑا لے کر آئے۔ حضرمی نے عرض کیا۔ میری زمین اس کے باپ نے خرید لی ہے۔ کندی نے کہا۔ یارسول اللہ! زمین میری ہے۔ میں نے اس کو اپنے باپ کے ورثہ میں پایا ہے۔ نبی کریمؐ نے حضرمی سے کہا۔ کیا تمہارے پاس شہادت ہے؟ اس نے کہا۔ نہیں۔ لیکن یہ اللہ کی قسم کھا کر کہے۔ کہ اسے کچھ علم نہیں۔ کہ وہ میری زمین ہے۔ جسے اس کے باپ نے مجھ سے چھینا ہے کندی قسم کھانے کے لئے تیار ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص کسی قسم کے ذریعے کسی کا مال اڑاتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کے حضور ایسی حالت میں جائے گا۔ کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔ پس کندی نے اس زمین کو چھوڑ دیا۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبیؐ نے ایک جماعت کو قسم کھانے کے لئے کہا۔ تو وہ جلدی تیار ہو گئے۔ پھر آپ نے حکم دیا۔ کہ ان میں قرعہ ڈالا جائے۔ کہ ان میں سے کون شخص قسم کھائے گا۔ اور ایک اور حدیث میں جسے مسلم وغیرہ نے اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے یوں ہے۔ کہ حضورؐ نے گواہ اور قسم پر فیصلہ کیا ہے۔ اور قاضی ابن ذاب

نے ذکر کیا ہے۔ کہ ایک اعرابی نے حضور نبی کریمؐ کے ساتھ ایک گھوڑے کی فروخت کا معاملہ کیا۔ پھر وہ اپنے اقرار سے پھر گیا۔ اور رسول اللہ سے کہا کہ میں نے کس کے سامنے آپ سے اقرار کیا ہے۔ تو رسولؐ نے اس کے ساتھ کوئی سختی وغیرہ نہ کی۔ یہاں تک کہ خزیمہ ابن ثابت نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ! میں نے اس بارے میں اُس سے سنا ہے۔ تو آپ نے خزیمہ کی شہادت اُس اعرابی کے خلاف قبول فرمائی۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ خزیمہ کی شہادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو شہادتوں کے برابر ہے۔ اور اُن کا نام خزیمہ ذُوشہادتین رکھا۔

یہی خزیمہ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی معیت میں شریک ہوئے۔ اور اسی جنگ میں شہادت پائی۔ اور حضرت امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک خاص خاص اموال میں اس طرح گواہ کے ذریعے فیصلہ کیا جاتا ہے حضرت امام شافعی مزید کہتے ہیں۔ کہ عتق میں بھی اسی طرح فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اور عمرو بن دینار نے اپنی حدیث میں جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہا۔ کہ حضور نبیؐ نے گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔ ابو عمرو کہتے ہیں۔ کہ یہ اموال کے متعلق ہے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ گواہ اور قسم کے ساتھ کسی معاملہ میں فیصلہ کو درست نہیں سمجھتے ✤

Marfat.com

حلف کا معاملہ

مصنف ابوداؤد میں مسرد سے روایت ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے حضرت ابن عباسؓ کو ایک شخص کے پاس حلف اٹھوانے کے لئے بھیجا۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی قسم اٹھائے جس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ کہ فلاں مدعی کا مال تیرے پاس نہیں۔ حضرت امام مالک نے اس طریق کو اختیار کیا ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ اور اُن کے شاگرد کہتے ہیں۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی قسم کھائے جس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ اور جو پوشیدہ اور کھلی باتوں کو جانتا ہے۔ مہربان ہے۔ رحیم ہے علیم طالب ہے۔ غالب ہے۔

ایک جماعت کا خیال ہے۔ کہ اُسے صرف اللہ تعالےٰ کی قسم کھانا واجب ہے۔ اور ان کی دلیل خدا تعالےٰ کا قول ہے۔ جو لعان

Marfat.com

کرنے والوں کی قسم کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ کہ ان میں سے ایک کی شہادت چار شہادتیں ہیں۔ اور حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ کہ حضور نے فرمایا۔ جو شخص قسم کھانے والا ہو۔ اُسے چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی قسم کھائے۔ یا خاموش رہے۔ اور اسی طرح حضرت عثمانؓ نے ابن عمرؓ کے خلاف اُس غلام کے بارے میں فیصلہ کیا تھا۔ جسے ابن عمرؓ نے ایک دوسرے شخص کے پاس فروخت کیا تھا۔ خریدار نے کہا۔ کہ غلام کو بیماری ہے۔ جسے ابن عمرؓ نے مجھ پر ظاہر نہیں کیا تھا۔ آپ نے فیصلہ کیا۔ کہ ابن عمر قسم کھائیں۔ کہ جب میں نے غلام فروخت کیا تھا۔ تو اس میں کوئی ایسا مرض نہ تھا۔ جو مجھے معلوم ہو۔ ابن عمر نے قسم کھانے سے انکار کیا۔ اور غلام واپس لے لیا۔ اور پھر اُسے پہلے سے بھی زیادہ قیمت پر فروخت کیا۔ مسلم میں براء بن عازب کی روایت ہے۔ کہ رسول اللہؐ ایک یہودی کے پاس سے گذرے جس کا منہ کالا کیا گیا۔ اور اُسے دُرّے لگائے گئے تھے۔ آپ نے یہودیوں کو بلایا۔ اور اُن سے پوچھا کہ تمہاری کتاب میں زانی کے لئے یہی سزا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں! آپ نے اُن کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلایا۔ اور کہا۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ اُس اللہ کی جس نے موسیٰؑ پر توریت نازل کی۔ کیا تمہاری کتاب میں زانی کی یہی حد ہے۔ اُس نے کہا۔ نہیں۔ البتہ اگر آپ مجھے

Marfat.com

قسم نہ دلاتے تو میں آپ کو نہ بتاتا۔ اس کی سزا رجم ہے۔ مصنف ابوداؤد میں ایک حدیث بہ اسناد درج ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے ابن صوریا سے کہا کہ تمہیں اللہ تعالےٰ کی قسم دیتا ہوں۔ جس نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی۔ اور تمہارے لئے دریا کو چیر دیا۔ اور تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور تم پر من وسلویٰ نازل کیا۔ اور موسیٰؑ پر توریت نازل کی۔ کیا تم اپنی کتاب میں سنگ سار کرنے کا حکم پاتے ہو۔ تو اُس نے جواب دیا۔ آپ نے مجھے بڑی ذات کی قسم دی ہے۔ مجھے جھوٹ نہیں بولنا چاہیئے۔

امام مالک اور اس کے شاگرد کہتے ہیں۔ کہ اُس اللہ کی قسم کھائے جس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں۔ کہ یہودی قسم کھائے۔ اُس خدا کی جس نے حضرت موسیٰ پر توریت نازل کی۔ اور نصرانی قسم کھائے اُس اللہ کی جس نے حضرت عیسیٰ پر انجیل نازل کی۔ اور مجوسی قسم کھائے اس اللہ کی جس نے آگ کو پیدا کیا +

Marfat.com

غیر آباد زمین کو آباد کرنا اور پانی کی تقسیم

حدیث ثابت۔ مصنف ابو داؤد اور صحیح بخاری میں ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ جو شخص بے آباد زمین کو آباد کرے۔ اور وہ کسی مسلمان کی ملکیت نہ ہو۔ وہ اُسی کی ہے۔ اور ناجائز زمین پر لگائے ہوئے درخت پر کوئی حق نہیں۔

ابو عبید کی کتاب میں ہے۔ کہ صاحب نے کہا۔ میں نے بنی بیاضہ کے دو آدمیوں کو حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں جھگڑا کرتے ہوئے دیکھا۔ اور وہ جھگڑا ایک زمین کے بارے میں تھا۔ جس میں دوسرے شخص نے درخت لگا لیا تھا۔ حضور نبی کریم نے زمین والے کے حق میں فیصلہ دیا۔ اور کھجور والے کو حکم دیا۔ کہ اپنا درخت اکھاڑ لے۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ اس کی جڑوں پر

Marfat.com

کلہاڑیاں مار رہا تھا۔ اور وہ عام قسم کی کھجور تھی۔

ابو عبید کہتے ہیں۔ کہ عام سے مراد پورے طول اور گنجان ٹہنیوں کی کھجور ہے۔ اور اس کا واحد عمیمہ ہے۔ امام مالک کہتے ہیں۔ کہ عرق ظاہر وہ تعمیر یا درخت ہے۔ جو دوسرے کی ملک میں قائم کیا جائے۔ اور ابیضہ کہتے ہیں عراق چار ہیں۔ دو ظاہر اور دو باطن۔ دو ظاہر تعمیر اور درخت ہیں اور دو باطن پانی اور کانیں ہیں۔

مؤطا امام مالک میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے مہزور اور منیب کے پانیوں کے بارے میں فرمایا (یہ مدینہ کی وادیوں میں سے دو وادیاں ہیں) کہ ٹخنوں تک پانی بند رکھا جائے۔ پھر اوپر سے نیچے کی طرف چھوڑ دیا جائے۔

صحیح بخاری میں عروہ بن زبیر سے روایت ہے۔ کہ زبیر کا ایک انصاری کے ساتھ پتھریلی زمین کی ایک نہر کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ نبیؐ نے فرمایا۔ اے زبیر! تم زمین سینچ لو۔ اور پھر پانی اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دو۔ انصاری نے کہا۔ یا رسول اللہ! یہ اس لئے کہ زبیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ اس پر نبیؐ کا چہرہ تمتما اٹھا۔ پھر فرمایا۔ اے زبیر تم آب پاشی کر لو۔ اور اس کے بعد پانی اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دو۔ اس پر انصاری نے پھر کہا۔ کیا یہ اس لئے کہ وہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ اس پر حضور نبی کریمؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے زبیر!

Marfat.com

تم آب پاشی کرنے کے بعد پانی کو بند رکھو۔ یہاں تک کہ بندوں پر چڑھ جائے۔ اور پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دو۔ اس پر انصاری نے کہا۔ یہ اس لئے کہ وہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ پس اس فیصلے کے ذریعے حضور نبیؐ نے زبیر کے حق میں اُس کے پورے حصّہ کے بارے میں فیصلہ کر دیا۔ جب کہ انصاری نے آپ کو ناراض کر دیا۔ زبیر کہتے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے۔ "کہ اے پیغمبر! تمہارے پروردگار کی قسم ہے۔ کہ ان لوگوں کو ایمان سے کوئی حصہ نہ ملے گا جب تک یہ لوگ اپنے آپس کے جھگڑے میں تم ہی سے فیصلہ نہ کرائیں"

ابن شہاب کہتے ہیں۔ کہ انصار اور دوسرے لوگ حضور نبی کریمؐ کے اس قول کا مطلب سمجھ گئے۔ کہ اے زبیر آب پاشی کرو۔ یہاں تک کہ پانی بندوں تک چڑھ جائے۔ بجا لیکہ پانی ٹخنوں تک تھا۔

اور مؤطا میں امام مالک سے مروی ہے۔ کہ براء بن عازب کی اونٹنی ایک شخص کے باغ میں داخل ہوئی۔ اور اُس نے اس باغ کا نقصان کیا۔ تو رسول اللہؐ نے فیصلہ فرمایا۔ کہ باغ والوں کے ذمے دن کے وقت اس کی حفاظت ہے۔ اور چوپائے جو نقصان رات کو کریں۔ اُس کا ذمہ چوپائے کے مالکوں پر ہے۔

Marfat.com

دلائل میں وارد ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ اپنی کسی بیوی کے پاس تھے۔ کہ امہات المومنین میں سے ایک نے اپنے کسی خادم کے ہاتھ ایک پیالہ بھیجا جس میں کچھ کھانا تھا۔ اس بیوی نے اس پیالے پر اپنا ہاتھ مارا۔ اور پیالے کو اُلٹا دیا۔ اور وہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے اس کے ٹکڑوں کو جوڑا۔ اور اس میں کھانا ڈالا۔ اور فرمایا۔ تمہاری ماں کو غیرت آگئی۔

کتاب ابوداؤد میں ہے۔ کہ ام سلمہؓ حضرت عائشہؓ کی باری کے دن ایک پیالہ لائیں جس میں کھانا تھا۔ اور اُسے حضور نبی کریمؐ اور آپ کے اصحاب کے سامنے رکھا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے اپنی چادر اوڑھی اور سامنے آکر پیالے پر ہاتھ مارا۔ اور اُس کے دو ٹکڑے کر دئے۔ پس نبی صلعم نے دونوں ٹکڑوں کو باہم جوڑا۔ اور اس میں کھانا ڈالا۔ اور فرمایا۔ تمہاری ماں کو غیرت آگئی۔ پھر سب نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد حضرت عائشہؓ اپنا ایک پیالہ لائیں۔ اور پھر سب نے کھایا۔ پھر آپ نے ٹوٹا ہوا پیالہ حضرت عائشہؓ کی طرف بھیج دیا۔ اور ثابت پیالہ ام سلمہؓ کی طرف۔ اور صحیح بخاری میں ہے۔ کہ فرمایا۔ کھاؤ۔ اور آپ نے پیالے کو تھامے رکھا۔ اور انہوں نے کھایا۔

مصنف ابوداؤد میں ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے صفیہؓ سے بہتر کسی کو کھانا پکاتے نہیں دیکھا۔ انہوں نے رسول اللہ کے لئے

Marfat.com

کھانا پکایا۔ تو میں غیرت کے مارے کانپنے لگی۔ چنانچہ میں نے برتن توڑ دیا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! میرے اس گناہ کا کفارہ کیا ہے۔ فرمایا برتن کے مثل برتن۔ اور کھانے کے برابر کھانا۔

کتاب ابن شعبان میں ہے۔ کہ کچھ لوگ حضور نبیؐ کی خدمت میں ایک حبشی کے مکان کا جھگڑا لائے۔ اور نسائی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ وہ یمامہ میں ایک دیوار کے بارے میں جھگڑا تھا۔ پس آپ نے حذیفہ بن الیمانی کو بھیجا۔ کہ ان میں فیصلہ کریں۔ حذیفہ نے اس شخص کے حق میں فیصلہ کیا جس شخص کے گھر کی جانب اُس دیوار کے بند تھے۔ پھر آپ رسولؐ اللہ کی خدمت میں واپس آئے۔ اور آپ کو اس فیصلے کی اطلاع دی۔ تو حضورؐ نے فرمایا تم نے خوب کیا ؛

Marfat.com

شفعہ کے بارے میں حضور نبی کریمؐ کا حکم

مؤطا میں مذکور ہے۔ کہ حضورؐ نے ایسی جگہ کے متعلق شفعہ کیا ہے۔ جو ابھی اس کے شرکاء میں تقسیم نہ ہوئی ہو۔ پس جب اس کی حدیں قائم ہوگئیں۔ اور لوگوں نے اپنے اپنے رستے متعین کر لئے۔ تو پھر شفعہ نہیں۔ خواہ وہ خالی جگہ ہو۔ عام زمین ہو۔ یا نخلستان ہو۔

ابوعلبیدہ کہتے ہیں۔ کہ حضور نبیؐ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ مکان کے سامنے کی جگہ میں۔ راستے میں اور دو گھروں کی درمیانی راہ میں اور گھر کے ایک طرف اور بارش وغیرہ کا پانی بہنے کی جگہ میں شفعہ نہیں۔

ابوعلبیدہ نے کہا ہے۔ کہ منقبہ وہ تنگ رستہ ہے جو دو گھروں کے درمیان ہو جس سے کوئی غیر نہ گذر سکے۔ اور گھر کی وہ حد ہے

جو اس کے پیچھے واقعہ ہو۔ اور کبھی اس سے مراد وہ میدان بھی ہوتا ہے جس میں عمارت نہ ہو۔ اور اُھو وہ رستہ ہے۔ جو محلّے میں بارش کے پانی کی گذرگاہ ہو۔ اور اس سے آخری حدیث یہ ہے۔ کہ کنوئیں کا پانی جمع ہونے کی جگہ کو فروخت نہ کیا جائے۔ اور نہ پانی گذرنے کے رستہ کو۔

پس شفعہ کے بارے میں اس حدیث کے معنی یہ ہیں۔ کہ اگر ان پانچ جگہوں میں کوئی شریک ہو۔ اور گھر میں شریک نہ ہو۔ تو وہ اُن میں سے کسی شفعہ کا مستحق نہیں۔ اور یہ اہل مدینہ کا قول ہے۔ وہ صرف شریک مخالطہ کے لئے شفعہ کے حق کا فیصلہ کرتے ہیں۔ بخلاف اہل عراق کے کہ وہ ہر پڑوس والے کے لئے اس کا حق سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ شریک نہ ہو۔

کتاب ابو عبیدہ میں بھی وارد ہے۔ کہ حضور نبی کریم نے پڑوسی کے لئے شفعہ کا فیصلہ کیا ہے۔ اور نیز مروی ہے۔ کہ پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حق رکھتا ہے۔ اور نسائی میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ میری زمین ہے جس میں کوئی شریک اور حصہ دار نہیں۔ سوائے حق ہمسائگی کے۔ آپ نے فرمایا کہ پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے اور مسلم میں ہے کہ حضور نبی کریم نے ہر مشترکہ جگہ کیلئے شفعہ کا فیصلہ فرمایا ہے جو تقسیم نہ ہو گئی ہو خواہ وہ مکان ہو یا باغ اور کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ اُسے فروخت کرے۔ مگر یہ کہ اُس سے اپنے شریک کو مطلع کرے۔ پس اگر وہ چاہے تو لے لے۔ اور نہ چاہے تو نہ لے۔ البتہ اگر شریک کو اطلاع دئے بغیر وہ فروخت کرے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔

Marfat.com

مشترکہ کاشت کاری

اسمٰعیل قاضی کی کتاب الاحکام میں ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے ایسے دو شخصوں کو جو ورثہ کے مال کے بارے میں جھگڑتے تھے۔ فرمایا۔ عدل کرو۔ اور انصاف سے تقسیم کرو۔ اور قرعہ ڈالو۔ اسمٰعیل نے کہا۔ یہ وہ تقسیم ہے۔ جو شرکا میں واجب ہے۔ ایسی حالت میں کہ اُن کا گھر یا زمین مشترک ہو۔ اس صورت میں اُن کو لازم ہے۔ کہ برابر حصے ڈالیں۔ پھر قرعہ ڈالیں۔ اور ہر شخص کے حصہ میں قرعہ کے ذریعے جو کچھ آئے۔ وہی اس کے لئے ہو۔ اس کے علاوہ یہ بھی وارد ہے۔ کہ حضور نبیؐ کریم نے فرمایا۔ تقسیم میں تعضیہ نہیں چاہئے۔ تعضیہ سے مراد تفرقہ ہے۔ یعنی چیزوں کو توڑنا پھوڑنا۔ اور یہی مراد ہے اللہ تعالےٰ کے قول سے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے قرآن کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ یعنی اس کو متفرق

Marfat.com

اور منقسم کر دیا۔ بعض کا خیال ہے۔ کہ اس سے مراد سحر ہے۔ بعض کہتے ہیں پرانے افسانے یعنی بعض نے کہا۔ کہ یہ پیغمبر شاعر ہے۔ اور بعض نے کہا۔ کہ وہ کاہن ہے۔

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ اگر کسی راستے کے بارے میں اختلاف ہو جائے۔ تو اس کی چوڑائی سات ہاتھ کے برابر بنائی جائے گی۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے اہل خیبر کے ساتھ کھیتی اور پھل کی پیداوار کے نصف حصہ پر معاملہ کیا۔ چنانچہ آپ اپنی بیویوں کو سو وسق دیتے تھے۔ اسی وسق کھجور اور بیس وسق جَو۔ واضح میں وارد ہے۔ کہ حضورؐ کے عہد مبارک میں چار شخصوں نے ایک زمین میں ساجھ کیا۔ اس میں انہوں نے کھیتی کی۔ اس میں سے ایک نے کہا۔ کہ اس حصے میں میری طرف سے زمین ہے۔ دوسرے نے کہا بیج میری طرف سے تیسرے نے کہا۔ بیلوں کی جوڑی میری طرف سے چوتھے نے کہا میری طرف سے محنت جب فصل تیار ہوئی اور کاٹی گئی۔ تو وہ رسول اللہؐ کی خدمت میں جھگڑا لے کر آئے۔ حضورؐ نے زمین کے حصہ کو باطل ٹھہرایا بیلوں کے لئے معین اجرت قرار دی۔ کام کرنے کے لئے ایک درہم روزانہ مقرر کیا۔ اور کھیتی کی فصل اس شخص کے حق میں قرار دی۔ جس کا بیج تھا۔ ابن حبیب فرماتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے زمین کو اس لئے لغو ٹھہرایا۔ کہ اس کا کرایہ نہیں

Marfat.com

ٹھہرایا گیا تھا۔

مدونہ میں ہے۔ کہ میں نے ابنِ قاسم سے دریافت کیا۔ کہ اگر بیج دو شخصوں کی طرف سے ہو۔ اور زمین اور دوسرا تمام کام کسی دوسرے شخص کی طرف سے۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ یہ اچھی بات نہیں۔ میں نے پوچھا کہ کھیتی کس کی ہوگی۔ کہا ان دو کی۔ اور کام کرنے والے کی۔ ان دونوں کو ان کا بیج دیا جائے گا۔ میں نے پوچھا۔ کیا یہ قول امام مالک کا ہے۔ کہا نہیں۔ یہ میری اپنی رائے ہے۔

ابن حبیب اور ابن عالم نے مالک سے روایت کی ہے۔ کہ کھیتی کی فصل اس کا حق ہے۔ جو کاشت کرے۔ اور زمین کا کرایہ اور کام اُن کے ذمے ہوگا۔ اور اسی کی مثل حضور نبی کریمؐ کی روایت ہے۔ کہ کھیتی کاشت کرنے والے کی ہے۔ اور دوسروں کے لئے ان کا پورا معاوضہ ہے۔ مصنف ابوداؤد رافع بن خدیج سے روایت ہے۔ کہ میں نے ایک زمین کاشت کی میں اسے پانی دے رہا تھا۔ اور حضور نبی کریمؐ اُدھر سے گذرے آپ نے دریافت فرمایا۔ کھیتی کس کی ہے۔ اور زمین کس کی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ محنت اور بیج میرے ہیں۔ اور زمین کے مالکان کا اس میں ایک حصہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے گناہ کیا۔ زمین زمین والوں کو واپس دے دو۔ اور اپنا خرچ لے لو۔

Marfat.com

کتاب ابن شعبان میں ہے۔ کہ نبیؐ نے فرمایا۔ مال اُس کا حق ہے۔ اور اس کا نقصان اس کے سر ہے۔ اور اس سے پہلے گذر چکا ہے۔ کہ حضورؐ نے وفات پائی۔ بسخالیکہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔

نگرانی اور پھلوں کی تقسیم

مؤطا امام مالک میں ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے یہود خیبر سے فرمایا۔ کہ تم اپنی اپنی جگہوں پر جب تک اللہ تعالےٰ چاہے۔ قائم رہو۔ اور شرط یہ ہے کہ یہ پھل ہمارے اور تمہارے درمیان تقسیم ہوں۔ چنانچہ آپ عبداللہ بن رواحہ کو بھیج دیتے۔ وہ تخمینہ لگاتے۔ اور پھر کہتے۔ کہ اگر تم چاہو تو تمام پھل لے لو۔ اور اگر چاہو۔ تو میں لے لوں۔ اور تخمینہ کا نصف تم کو دے دوں۔

مصنف ابوداؤد میں ہے ابن رواحہ نے چالیس ہزار وسق پھل کا تخمینہ لگایا۔ اور انھوں نے اس اقرار پر پھل لے لیا۔ کہ بیس ہزار وسق ہمارے ذمے رہا۔

اور مسلم میں ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا تم اپنی جگہ پر قائم رہو۔ جب تک تم کو قائم رکھے گا۔ ہم راضی ہیں۔ اس شرط پر کہ وہ اپنے مال کے خرچ سے اس میں کام کریں۔ اور اس میں رسول اللہؐ کے لئے نصف کا حصہ ہو۔ اور اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ مالک کام کرنے والے کو مدد نہیں دیتا

Marfat.com

اور نہ سفید زمین کو زیر کاشت لاتا ہے۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کہ باغ یا نخلستان کی رکھوالی وغیرہ کچھ حصّہ پر جائز ہے۔ اور ہر ایسے درخت کے متعلق جو پھل دار ہو۔ مثلاً کھجور۔ انگور انجیر۔ زیتون۔ انار۔ شفتالو۔ اخروٹ۔ بادام وغیرہ۔ اور حصّہ وہ ہوگا۔ جس پر دونوں راضی ہوں۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں۔ کہ رکھوالی کا معاہدہ سوائے کھجور اور انگور کے اور کسی چیز میں جائز نہیں خصوصاً نصف پر کیونکہ یہ محض یوں ہی سا اندازہ ہے۔ اور امام شافعی کا ایک اور قول ہے۔ کہ ہر جڑھ والے مضبوط درخت کے بارے میں ایسا معاملہ جائز ہے۔

امام حنیفہؒ کہتے ہیں کہ یہ قطعاً جائز نہیں۔ کیونکہ وہ ایک نامعلوم اجرت ہے۔ اور اس میں انہوں نے حضرت نبی کریمؐ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے طریق کے غیر مطابق کیا ہے۔ جو انہوں نے خیبر کے متعلق کیا تھا۔ اس بارے میں انہوں نے یہ دلیل پیش کی۔ کہ جب خیبر فتح ہوا تھا۔ تو اہل خیبر گویا غلام بن گئے تھے۔ اور آقا و غلام میں ہر طرح کا معاملہ جائز ہے۔ جو عام حالات میں جائز نہیں ہوتا۔ لیکن امام ابوحنیفہ کے اس قول کے خلاف یہ دلیل ہے۔ کہ وہ لوگ غلام نہ تھے۔ کیونکہ وہ لوگ حضرت نبی کریمؐ کی زندگی حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کی زندگیوں ہی میں اس معاہدہ پر رکھے گئے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے ان کو جلاوطن کیا۔ وہ نہ تو فروخت کئے

Marfat.com

گئے تھے۔ اور نہ آزاد کئے گئے۔ اور نہ ہی ائمہ حدیث میں سے کسی نے یہ روایت کی ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے اہل خیبر سے جزیہ لیا یا نہ لیا۔ البتہ برأت کا نزول خیبر کے بعد ہوا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے۔ کہ اُن سے جزیہ لیا گیا۔

اور حضرت امام شافعی کے خلاف جو سوائے کھجور اور انگور کے باقی چیزوں میں اس قسم کے معاہدہ کو جائز نہیں سمجھتے۔ یہ دلیل ہے۔ کہ رسولؐ اللہ نے خیبر والوں کے ساتھ کھیتی اور پھل کی نصف پیداوار کا نگرانی پر معاہدہ کیا۔ اور امام شافعی نے انگور کو کھجور پر قیاس کر کے اس میں اس قسم کے معاہدہ کو جائز قرار دیا۔ حالانکہ جمہور علماء اس کے خلاف ہیں۔

کتاب علم میں ہے۔ کہ نبی کریمؐ خیبر کی پیداوار میں سے اپنی بیویوں کو ایک سو وسق عطا فرماتے تھے۔ اسّی وسق کھجوروں کے اور بیس وسق جَو کے۔ حضرت امام مالک فرماتے ہیں۔ کہ خیبر کی سفید زمین کم تھی۔ اور آج بھی کم ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے پسند یہ ہے۔ کہ سفید زمین کام کرنے والے کے لئے چھوڑ دی جائے۔ اور وہ اس کے لئے زیادہ حلال ہے۔ حالانکہ یہ ثابت ہے۔ کہ رسولؐ اللہ نے اہل خیبر سے پھل اور کھیتی میں کا نصف وصول کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ اس لئے۔ کہ رسولؐ اللہ نے بٹائی پر زمین دینے سے منع فرمایا ہے۔ جس سے مراد زمین کو اناج کے عوض کرایہ

پر دینا ہے۔ پس امام مالک کو یہ خوف ہوا۔ کہ کہیں یہ مخالفت قصۂ خیبر کے بعد نہ ہوئی ہو۔ اور اس میں شک نہیں۔ کہ رسولؐ اللہ کے تازہ ترین حکم پر عمل کیا جاتا ہے۔ پس جب سفید زمین کام کرنے والے کے لئے چھوڑ دی گئی۔ تو مشکل رفع ہو گئی۔

صحیح بخاری اور مسلم میں ہے۔ کہ کعب بن مالک نے رسولؐ اللہ کے عہد مبارک میں عبداللہ بن حدرد سے قرض کا تقاضا کیا۔ جو اُن کے ذمے تھا۔ اس پر اُن کی آوازیں بلند ہوئیں۔ یہاں تک کہ رسولؐ اللہ نے وہ آوازیں سنیں۔ بحالیکہ آپؐ اپنے مکان میں موجود تھے۔ پس آپؐ دروازہ کی طرف تشریف لائے۔ اور آپؐ نے پکارا۔ اے کعب! انہوں نے کہا۔ لبیک اس پر آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اس طرح کہ گویا نصف لے لو۔ کتاب ابن شعبان میں ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جو شخص کسی حق کا تقاضا کرے اُسے چاہئے۔ کہ کفایت اور پارسائی سے تقاضا کرے۔ پورا لے خواہ کم۔

یہ بات بھی ثابت ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے بنی خثعم کی ایک جماعت کی طرف فوج بھیجی۔ انہوں نے سجدہ کر کے اسلام کا اظہار کیا۔ اور پناہ مانگی۔ لیکن انہیں قتل کر دیا گیا۔ ان کے بارہ میں رسولؐ اللہ نے نصف دیت کا حکم دیا بعض علمائے قران کا قول ہے۔ کہ ممکن ہے یہ حکم اس لئے دیا ہو۔ کہ ان کا سجدہ اسلام کے مطابق ہو۔ تو ان کی دیت ہو گی۔ اور ممکن ہے۔ اسلام کے مطابق

نہ ہو۔ اس صورت میں دیت نہ ہوگی۔

سمرہ بن جندب کی ایک روایت ہے۔ کہ ایک انصاری کے باغ میں اُن کی کھجور تھی۔ سمرہ بن جندب جب کبھی کھجور کی طرف آتے۔ تو چونکہ ساتھ ہی اس شخص کا گھر تھا۔ وہ تکلیف محسوس کرتا۔ اور اُسے ناگوار گذرتا۔ اس نے درخواست کی۔ کہ اس کھجور کو میرے پاس فروخت کردو۔ انہوں نے انکار کیا۔ اُس نے پھر کہا۔ کہ اچھا مجھ سے اس کا تبادلہ کرلو۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا۔ اور نبیؐ کے پاس آکر اس بات کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کھجور کو بیچ دو۔ سمرہ نے انکار کیا۔ آپ نے تبادلہ کی درخواست کی۔ اُس نے نامنظور کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ مجھے دے دو۔ اور اس کے بدلے میں اتنی کھجوریں لے لو۔ اُس نے پھر بھی انکار کیا۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ تو نقصان دینے والا ہے اور انصاری کو حکم دیا۔ کہ اس کی کھجور زمین میں اکھاڑ ڈال۔

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ دو شخص ایک کھجور کی ملحقہ زمین کے بارے میں آپؐ کے پاس جھگڑا لائے۔ آپؐ کے حکم سے زمین کو ناپا گیا۔ تو وہ سات گز اور ایک حدیث کے مطابق پانچ گز پائی گئی۔ آپؐ نے اس پر اپنا فیصلہ دیا۔ عبدالعزیز کہتے ہیں۔ کہ آپؐ نے اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ کے ساتھ ناپنے کا حکم دیا۔ اور وہ ناپی گئی +

مقدماتِ وصیت

Marfat.com

وصیّت اور اس کی مقدار
اوقاف کا معاملہ
صدقہ، ہبہ اور ان کا ثواب
مشتبہات کے بارے میں حضورؐ کا حکم
غلاموں کو آزاد کرنا
راہ پڑی چیز کے بارے میں رسولؐ اللہ کا حکم
صدقہ کئے ہوئے باغ کے بارے میں حکم
ودیعت یا امانت کے متعلق احکام
وراثت کے مال کے متعلق احکام
ناجائز بچّے کے بارے میں حکم

Marfat.com

وصیّت اور اُس کی مقدار

مؤطّا۔ بخاری اور مُسلم میں زہری سے مروی ہے۔ اور وہ عامر بن سعد کے حوالے سے ابن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ حجۃ الوداع کے سال آں حضرت صلعم میرے پاس میرے سخت سر درد کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسُولؐ اللہ! درد سے جو میری حالت ہے۔ وہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ میں دولت مند آدمی ہوں۔ اور میرا وارث میری ایک بیٹی کے سوائے اور کوئی نہیں۔ کیا میں اپنا ۲/۳ مال خیرات کر دُوں۔ اور بخاری اور مسلم میں یہ بھی روایت ہوا ہے۔ کہ کیا میں اپنے سارے مال کی وصیّت کر دوں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ عرض کیا۔ کہ پھر نصف حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں۔ عرض کیا۔ کہ پھر ایک تہائی۔ فرمایا ۔

Marfat.com

ایک تہائی بھی بہت ہے۔ اب ہم موطا کے الفاظ کی طرف رجوع کرتے ہیں حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ پھر آدھا۔ فرمایا۔ نہیں۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا۔ ایک تہائی اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔ اور بے شک تیرا اپنے وارثوں کو خوش حال چھوڑنا اس سے بہتر ہے۔ کہ اُن کو تنگ دست چھوڑے۔ اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور تو جو کچھ بھی اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے خرچ کرے۔ تو اس کا اجر پائے گا۔ اور ایک روایت کے مطابق یہ بھی فرمایا۔ کہ تو اس کا اجر پائے گا۔ یہاں تک کہ اس کا بھی جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا۔ تو حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ تو ہرگز پیچھے نہ رہے گا۔ تو نیک عمل کرتا رہے گا۔ مسلم میں اتنا زیادہ ہے کہ جس کے ساتھ تمہیں اللہ کی رضا مطلوب ہو۔ تو اس سے تمہارا درجہ اور بلندی بڑھے گی۔ اور شاید تو پیچھے رہ جائے۔ یہاں تک کہ تجھ سے کچھ لوگ تو فائدہ پائیں۔ اور کچھ نقصان۔ پھر حضورؐ نے دعا فرمائی۔ کہ الٰہی! میرے اصحاب کو اُن کی ہجرت پر قائم رکھ۔ اور اُن کو اُن کی ایڑیوں کے بل واپس نہ لوٹا۔ پھر رسولؐ اللہ نے سعد بن خولہ کے لئے افسوس ظاہر کیا جو حجۃ الوداع میں مکّہ جا کر انتقال کر گئے تھے۔ ابن مزین نے اپنی شرح موطا میں ذکر کیا ہے۔ کہ وہ مکّہ میں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ انتقال کر گئے

Marfat.com

اور ہجرت نہ کی۔ تو نبی صلعم نے ان کے لئے افسوس ظاہر کیا۔ لیکن یہ ابن مرہ بن کا وہم ہے۔ کیونکہ سعد بن خولہ ہجرت کر چکے تھے۔ اور جنگ بدر میں شامل ہوئے تھے۔ رسول اللہ نے ہجرت کے بعد اُن کے مکہ آنے اور پھر وہاں وفات پا جانے پر افسوس کا اظہار کیا تھا۔ اسے بخاری نے اور نیز مُسلم نے ذکر کیا ہے۔ اور واضح ہو۔ کہ وہ قریشی ہیں +

Marfat.com

اوقاف کا معاملہ

واضحہ میں واقدی سے روایت ہے۔ کہ حصین بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا۔ ہم پوچھتے پھرتے تھے۔ کہ اسلام میں سب سے پہلا وقف کون سا ہوا تھا۔ کسی نے کہا۔ کہ اسلام میں سب سے پہلے اوقاف نبی کریمؐ کے ہیں۔ یہ قول انصار میں سے کسی کا ہے۔ اور مہاجرین کا بیان ہے۔ کہ سب سے پہلا وقف عمرؓ بن خطاب کا ہے۔ اور یہ اس بنا پر کہ جب حضور نبی کریمؐ مدینہ منوّرہ تشریف لائے۔ تو حضورؐ نے ایک وسیع زمین دیکھی۔ جو اُن لوگوں کی تھی۔ جو حضور کی مدینہ تشریف آوری کے تھوڑے ہی عرصہ پہلے جلا وطن ہو گئے تھے۔ اور بعض اُن میں سے وہ لوگ تھے۔ جو حضورؐ کی آمد کے معاً بعد اپنی زمین سے بے دخل ہوئے۔ اور اُن کی زمین اُن کے قبضے میں نہ

رہی۔ اس میں کچھ تو صاف میدان تھا۔ اور کچھ خراب زمین تھی۔ جسے پانی نہیں دیا جاتا تھا۔ اس زمین کو ضنا ثیر کہتے تھے۔ رسول اللہ نے اس میں سے کچھ زمین جس کا نام ثمغ تھا حضرت عمرؓ کو عطا فرما دی تھی۔ اس کے بعد حضرت عمر نے کچھ زمین یہود سے خرید کر اُس کے ساتھ شامل کر لی۔ اور اس طرح وہ ایک اچھی اور عمدہ جائداد بن گئی۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میری جائداد خوب ہے۔ اور مجھے بہت پسند ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اسے وقف کر دو۔ اس طرح کہ اس کا اصل قائم رہے اور اس کی آمدنی خرچ کی جا سکے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسی پر عمل کیا۔

ابن عمر سے روایت ہے۔ کہ ثمغ پہلی جائداد ہے۔ جو اسلام میں وقف کی گئی۔ اور حضرت عمرؓ نے جس دن اُسے وقف کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ تو آپ نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! مجھے میرے وقف میں مشورہ دیجئے حضورؐ نے فرمایا۔ اس کے اصل کو وقف کر دو۔ اور اس کے منافع کو خرچ کرنے کی اجازت دے دو۔

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے۔ کہ پہلا صدقہ جو اسلام میں قائم ہوا۔ وہ رسولؐ اللہ کا ہے۔ جو حضورؐ نے وقف کے مالوں سے کیا۔ مسور بن رفاعہ فرماتے ہیں۔ میں نے اُن سے پوچھا۔ لوگ تو کہتے ہیں۔ کہ عمرؓ کا صدقہ سب سے پہلا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ مخریق جنگ اُحد میں نبی کریمؐ

Marfat.com

کی ہجرت کے بائیس مہینے بعد شہید ہوئے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ اگر میں مارا جاؤں۔ تو میرے اموال پر رسول اللہ کا حق ہے۔ جہاں حضورؐ کو اللہ کا حکم ہو۔ وہاں لگائیں۔ چنانچہ رسول اللہ نے اُس کے اموال کو بطور وقف خیرات کر دیا۔ اور وہ سات باغ تھے۔ اور عمرؓ نے جو ثمغ وقف کیا تھا۔ تو وہ نبیؐ کے خیبر سے واپس تشریف لانے کے بعد کیا تھا۔ اور حضور خیبر سے ۶ھ ہجری کے بعد تشریف لائے تھے۔

زہری کہتے ہیں۔ کہ نبیؐ کا صدقہ سات باغ تھے۔ جو بنی نضیر کے باغوں میں سے تھے۔ جب رسول اللہ جنگ اُحد سے واپس آئے۔ تو حضورؐ نے مخریق کے مالوں کو تقسیم کیا۔ اور محمد بن سہل سے روایت ہے۔ کہ بنی کریم ؐ کے صدقات بنی نضیر کے اموال تھے۔ اور وہ سات باغ ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ اعراف۔ صافیہ۔ دلال مثبت۔ برقہ۔ حسنی اور مشربہ ام ابراہیم۔ آخری باغ کا نام مشربہ ام ابراہیم اس لئے رکھا گیا۔ کہ وہ اس میں رہتی تھیں۔ اور یہ اموال سلام بن مشکم نضیری کے تھے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ کہ وہ سات باغ تھے۔ اور اُن کے یہ نام تھے۔

اور نسائی کی روایت ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے وفات کے وقت نہ کوئی دینار چھوڑا۔ نہ درہم۔ نہ لونڈی نہ غلام۔ سوائے ایک دھاری دار خچرؐ کے جس پر آپ سوار ہوتے تھے۔ اور سوائے ہتھیاروں اور سوائے

Marfat.com

..... اُس زمین کے جسے آپ نے اللہ تعالےٰ کے لئے وقف کر دیا تھا۔ نسائی کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ کا صدقہ اُس زمین کا تھا۔ جو خیبر سے حاصل کی گئی تھی۔ اور وقف کے بارہ میں اُن کا کہنا ہے۔ کہ اس کے اصل کو نہ تو فروخت کیا جائے۔ اور نہ ہبہ کیا جائے۔ اور نہ وہ ورثہ کیا جائے۔ وہ صرف محتاجوں۔ قریبوں۔ غلام آزاد کرنے والوں۔ اور مہمانوں اور مسافروں کے لئے ہے۔ اس کے متولی کے لئے اس قدر جائز ہے کہ وہ دستور کے مطابق اُس سے مناسب طور پر خرچ کرے۔ اور مہمانؐ کو دے۔ یا کسی دوست کو دے۔ لیکن یہ جائز نہیں۔ کہ وہ اس مال سے متمول بنے ؛

Marfat.com

صدقہ ہبہ اور اُن کا ثواب

مؤطا امام مالک میں آتا ہے۔ کہ انصار کے قبیلہ بنی حارث بن خزرج میں سے ایک شخص نے اپنے والدین کو کچھ مال بطور صدقہ دیا۔ وہ دونوں فوت ہو گئے۔ پس اُن کا بیٹا ان کے مال کا وارث ہوا۔ اور وہ کھجوریں تھیں۔ اس مال کے بارہ میں حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں سوال کیا گیا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ تم اپنی میراث لے لو۔ اور تمہیں اپنے صدقہ کا اجر مل جائے گا۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے ایک انصاری عورت کے متعلق فیصلہ کیا۔ جسے اُس کے بیٹے نے کھجوروں کا ایک باغ دیا تھا۔ وہ عورت فوت ہو گئی۔ تو اُس کے بیٹے نے کہا۔ کہ میں نے یہ باغ اپنی والدہ کو اس کی زندگی تک کے لئے دیا تھا۔ اور یہ کہ اس کے اور بھائی

Marfat.com

بھی ہیں حضورؐ نے فرمایا۔ کہ وہ اس کی زندگی اور موت میں اسی کا ہے
اُس نے جواب دیا۔ کہ میں نے اُسے بطور صدقہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا
یہ تمہارے لئے نامناسب ہے۔ مؤطا۔ بخاری اور مسلم میں نعمان بن بشیر
سے مروی ہے۔ کہ اُن کے والد اُن کو حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں لائے
اور عرض کیا۔ کہ میں نے ایک غلام نعمان کو دیا ہے۔ حضور اس پر شاہد
ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ کہ کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو اسی طرح ایک ایک غلام
دیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ نہیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اسے واپس
کرو۔ اور اللہ تعالےٰ سے ڈرو۔ اور اپنی اولاد میں انصاف کرو۔ اور واقعہ یہ
ہے۔ کہ نعمان کی والدہ نے اپنے خاوند سے کہا تھا۔ کہ تم اپنے اس ہبہ پر
رسول اللہ کو گواہ کرو۔ وہ سال بھر اسے ٹالتے رہے۔ اس نے کہا۔ میں
راضی نہ ہوں گی جب تک تم رسول اللہ کو اس ہبہ پر گواہ نہ کرو گے پس
حضورؐ نے فرمایا میں ظلم پر گواہ نہ بنوں گا۔ اور یہ طریق اس بارے میں ہے
کہ کوئی باپ اپنے چھوٹے بیٹے کے لئے کوئی چیز محفوظ کر دے۔ لیکن
اگر کوئی باپ اپنے کسی بالغ لڑکے یا اجنبی کو کوئی چیز ہبہ کرے۔ تو
اس کے لئے باہر کے گواہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اُس کو اس چیز پر قبضہ
دینا کافی ہے۔ اور اس کی دلیل حضرت ابوبکرؓ کا وہ قول ہے۔ جو آپ نے
حضرت عائشہؓ سے کیا تھا۔ کہ اگر تم اس مال پر قابض ہوتیں۔ تو تم اس کی

مالک ہوتیں۔ اور اب تو وہ وارث کا مال ہے۔ اور حضور نبی کریمؐ کا ایک اور قول بھی ان ہی معنوں میں ہے۔ جو حضورؐ نے سورہ الہکم التکاثر کے نزول کے وقت ارشاد فرمایا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا تھا۔ کہ ابن آدم کہتا ہے میرا مال۔ میرا مال! اور تیرا مال اس کے سوائے کیا ہے۔ جو تو نے کھا لیا۔ پھر ختم کر لیا۔ یا پہن لیا۔ اور پھاڑ لیا۔ یا صدقہ کیا۔ اور اُسے چلتا کیا۔ اور حضورؐ نے صدقہ کے لئے مال کو دوسرے کے قبضے میں دے دینے کو ضروری قرار دیا ہے۔ جس طرح مثلاً عاریت یا بیع سلم۔ جو قبضہ کے سوائے پوری ہی نہیں ہوتی۔ اور جیسے وصیت کہ وہ وصیت کرنے والے کی موت کے بغیر پوری ہی نہیں ہوتی۔

مصنف عبدالرزاق میں طاؤس سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے حضور نبیؐ کے حضور کوئی چیز ہبہ کی۔ حضورؐ نے اس کا عوض دیا لیکن وہ راضی نہ ہوا حضورؐ نے پھر کچھ اور دیا۔ لیکن پھر بھی وہ راضی نہ ہوا۔ راوی کہتا ہے کہ میرے گمان کے مطابق ایسا تین دفعہ کہا، اور وہ راضی نہ ہوا اس پر حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کوئی ہبہ قبول نہ کرے گا۔ سوائے کسی قریشی۔ انصاری یا ثقفی کے۔ اور دلائل البیہقی میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس شخص نے حضور نبی کریمؐ کو ایک دودھ والی اونٹنی بطور ہدیہ دی۔ حضورؐ نے اُسے بطور تحفہ چھ جوان اونٹنیاں عنایت

Marfat.com

فرمائیں۔ لیکن پھر بھی وہ راضی نہ ہوا۔ صحیح بخاری میں وارد ہے۔ کہ جب مہاجرین وارد مدینہ ہوئے۔ تو اُن کے پاس کچھ نہ تھا۔ اور انصار صاحب جائداد اور خوش حال تھے۔ انصار نے اُن کے ساتھ قرار کیا۔ کہ ہر سال انہیں اپنے مالوں میں پیداوار کا حصہ دیا کریں گے۔ اور محنت اور مزدوری اور اخراجات وغیرہ خود کریں گے۔ انسؓ کی والدہ نے حضور نبی کریمؐ کو کھجوروں کے کچھ درخت دئے۔ رسول اللہ نے وہ درخت اپنی ایک آزاد کردہ کنیز اُم ایمن کو جو اسامہؓ بن زید کی والدہ ہیں۔ دے دئے۔ ابن شہاب کا بیان ہے۔ کہ مجھے انس بن مالک نے کہا۔ کہ جب حضور نبی کریمؐ جنگ خیبر سے واپس ہوئے۔ اور مہاجرین نے انصار کو اُن کے پھلوں کے وہ عطیے جو انہوں نے دئے تھے۔ واپس کر دئے۔ اور نبی کریمؐ نے انس کی والدہ کو بھی وہ درخت جو اُس نے حضورؐ کو دئے تھے۔ واپس کر دئے۔ اور اُن کے بدلے میں نبی کریمؐ نے ام ایمن کو اپنا باغ عطا فرمایا۔ اس واقعہ کو مسلم نے بھی بیان کیا ہے۔ لیکن اس میں اتنا اضافہ کیا ہے۔ کہ اُن کو دس گنا یا دس گنا کے قریب زیادہ دیا۔

اور ام ایمن کے بارے میں ابن شہاب کا بیان ہے۔ کہ وہ حبشہ سے تھیں۔ اور عبداللہ بن عبدالمطلب کی کنیز تھیں۔ جب حضور نبی کریمؐ کی ولادت ہوئی۔ تو اُس وقت حضورؐ کے والد عبداللہ وفات پا چکے تھے۔ اور ام ایمن آپ کو گود میں رکھتی تھیں۔ اس کے بعد جب حضور نبی کریمؐ

Marfat.com

بڑے ہوئے۔ تو حضورؐ نے اُسے آزاد کر دیا۔ اور پھر اُن کا نکاح زید بن حارث سے کر دیا۔ ام ایمن کی وفات حضرت نبی کریمؐ کی وفات کے پانچ ماہ کے بعد ہوئی۔ واقدی کے بیان کے مطابق اُن کا نام برکہ ہے یہ حدیث زہری سے صرف یونس نے روایت کی ہے۔ اور اصیلی کی کتاب کے حاشیہ میں درج ہے۔

ایک خاص عرصہ کے لئے کوئی چیز دینا

مؤطا میں حضرت جابر بن عبداللہ کی زبانی روایت کی گئی ہے۔ کہ حضور نبی کریم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو اور اُس کے فرزند کو کوئی چیز کسی نے اس کی عمر کے لئے یا اپنی عمر کے لئے دی۔ وہ اُس کی ہو گئی۔ جسے دی گئی۔ اور وہ دینے والے کو کبھی واپس نہ ملے گی۔ کیونکہ یہ ایسی عطا ہے۔ جس میں ورثہ واقعہ ہوتا ہے۔ اور کتاب مسلم میں واقعہ ہے۔ کہ جابر نے بیان کیا۔ انہوں نے (ابداً) کبھی بھی لفظ نہیں کہا۔ جابر بن عبداللہ کی زبانی یہ روایت بھی بیان کی گئی ہے۔ کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے کسی کے لئے اور اُس کے فرزند کے لئے کوئی چیز اس کی عمر کے لئے عطا کی۔ تو اس قول سے اُس نے اپنے حق کو ساقط کر دیا۔ اور وہ چیز اُس شخص کے لئے اور اس کے فرزند کے لئے ہو گئی۔ جس کو عطا کی گئی۔ اور جابر کی زبانی یہ روایت بھی ہے۔ کہ عمریٰ جس کی رسول اللہ نے اجازت دی ہے۔ یہ ہے۔ کہ تم کہو۔ وہ

Marfat.com

تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کے لئے ہے لیکن جب کہو: کہ وہ تیری زندگی کے لئے ہے۔ تو وہ مالک کی طرف واپس آجائے گی۔ معمر کہتے ہیں کہ زہری اسی پر فتوے دیتے تھے۔ اور ابو سلمہ نے جابر سے روایت کی ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے جس شخص کے بارے میں کسی چیز کا فیصلہ فرما دیا۔ کہ وہ اس کے لئے اور اس کی اولاد کے لئے ہے۔ تو وہ چیز قطعی طور پر اس کی ہو گئی۔ دینے والے کے لئے اس میں نہ کوئی شرط ہے۔ یا استثنا۔ ابو سلمہ کہتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ اس نے ایسی عطا کی ہے جس میں ورثہ واقعہ ہوتا ہے پس ورثہ کسی شرط کو باطل کر دیتا ہے۔ ایک اور حدیث میں جابر سے روایت ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں عمریٰ کی چیز اُسی کی ہو گئی۔ جسے ہبہ کی گئی ابن ابی زید نے کہا۔ کہ حضور نبی کریمؐ کے اس قول کا مطلب کہ وہ چیز دینے والے کو واپس نہ ملے گی۔ یہ ہے۔ کہ یہ چیز اس وقت تک کے لئے ہے جس وقت تک اس شخص کی نسل میں سے جسے وہ چیز عمریٰ کی گئی ہے۔ کوئی شخص باقی ہے پس اگر سب ختم ہو گئے۔ تو وہ چیز اس کے اصل مالک کو لوٹ آئے گی۔ اور حضورؐ کا یہ قول کہ وہ اسی کی ہو گئی۔ جسے دی گئی۔ اس سے مراد نفع ہے۔ نہ کہ اصل۔ اور زوجہ اس میں داخل نہیں اور نہ ایسا شخص جو نسل معروف میں داخل نہ ہو۔ عُمُرتک (میں نے تمہارے لئے عمریٰ کیا) عمر سے ماخوذ ہے۔ اور میعاد مقررہ اور عمر مقررہ میں کوئی فرق

Marfat.com

نہیں۔ اور مدینہ میں اسی پر عمل جاری ہے۔ اور امام مالک نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

اور امام شافعی وغیرہ نے اس حدیث سے یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ عمریٰ کی ہوئی چیز جب دوسرے کے لئے ہو چکی۔ تو وہ اصل مالک کی طرف لوٹ نہیں سکتی۔ خواہ وہ شخص جس کے نام عمریٰ کی گئی۔ یا اس کی اولاد ختم ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اور یہ حدیث میں درج نہیں ہے۔

امام ابو حنیفہ۔ شافعی۔ سفیان ثوری اور احمد بن حنبل سے مروی ہے۔ کہ عمریٰ ہبہ کی طرح ہے۔ اور جس شخص کو کوئی چیز دی جائے۔ وہ اس کی ہو جاتی ہے۔ خواہ اس کی اولاد کے لئے نامزد کی جائے۔ یا نہ کی جائے اور خواہ عمریٰ کرنے والے نے یہ شرط کی ہو کہ میری طرف واپس آ جائے یا نہ کی ہو۔ اس کی شرط باطل ہے۔ اور وہ چیز اس کی طرف کبھی واپس نہ آئے گی۔ اور معمر اگر چاہے۔ تو اس چیز کو اپنے باقی مال کی طرح فروخت کر سکتا ہے۔ پس عمریٰ کے متعلق تین قول ثابت ہوئے۔ ایک قول امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا اور دوسرا قول امام مالک کا۔ اور تیسرا قول اس شخص کا جنہوں نے پشتینی عمریٰ اور خاص معمر کی زندگی کا امتیاز کیا ہے۔ چنانچہ پشتینی عمریٰ کے بارے میں کیا گیا ہے۔ کہ وہ چیز عمریٰ کرنے والے کی طرف واپس نہیں جاتی۔ اور جب پشتینی نہ ہو۔ تو

Marfat.com

معمر کے مرنے پر اصل مالک کو واپس چلی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے نبیؐ کی مراد اور مقصد کو زیادہ جانتا ہے کہ حضور کی اس سے کیا مراد ہے۔

کتاب مسلم میں جابر سے یہ بھی روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ مدینہ میں ایک عورت نے اپنے بیٹے کے نام ایک باغ عمر بھر کے لئے ہبہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ لڑکا وفات پا گیا۔ اور وہ عورت بھی مر گئی۔ اس پر اس باغ کی اصل ملکیت پر جھگڑا ہوا۔ چنانچہ یہ معاملہ حضرت عثمانؓ کے غلام طارق کے پاس گیا۔ انہوں نے جابر کو بلایا۔ تو جابر نے شہادت دی۔ کہ نبی کریمؐ نے حکم دیا ہے۔ کہ عمریٰ اُن کے مالک کے لئے ہے چنانچہ طارق نے اس پر فیصلہ دے دیا۔ اور عبدالملک کی طرف لکھ کر اس فیصلہ کی اطلاع دے دی عبدالملک نے کہا۔ جابر نے سچ کہا پس طارق نے اس فیصلہ کو نافذ کر دیا۔ اور یہ باغ آج تک معمر کی اولاد کے پاس ہے اور اس حدیث میں یہ ذکر نہیں۔ کہ اس عورت نے اپنے بیٹے اور اس کی نسل کے لئے عمریٰ کیا تھا۔ جیسے کہ سابقہ احادیث میں واقعہ ہوا ہے۔ اور اس سے پہلے جابر کی روایت گذر چکی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ جب وہ کہے کہ یہ چیز میری ہے جب تک میری زندگی ہے۔ تو وہ اپنے مالک کی ہو گئی جس نے عمریٰ کیا۔ اور جابر کی ایک اور حدیث میں بھی ہے۔ کہ ایک انصاری

Marfat.com

نے اپنی والدہ کو ایک باغ اس کی زندگی بھر کے لئے دیا۔ اس کے بعد
وہ عورت فوت ہوگئی۔ اور پھر باقی حدیث بیان کی۔ جس طرح اُسے مسلم نے
ذکر کیا ہے۔ اور یہ امام مالک کے مذہب کی تائید کرتی ہے ؛

Marfat.com

مشتبہات کے بارے میں حضورؐ کا حکم

مؤطا امام مالک۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ عتبہ ابن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص سے کہہ رکھا تھا۔ کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا بیٹا ہے۔ اور اُسے اپنے پاس رکھا۔ چنانچہ جب فتح مکہ کا سال تھا۔ تو سعد نے اس لڑکے کو پکڑ لیا۔ اور کہا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے جس کے بارے میں میرے بھائی نے وصیت کی تھی۔ ادھر عبد ابن زمعہ کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا نہیں یہ میرا بھائی ہے۔ اور میرے باپ کی لونڈی کا فرزند ہے۔ اس پر دونوں حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سعد نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ اور اُس نے مجھے اس کے متعلق کہہ رکھا تھا

Marfat.com

اور عبد ابن زمعہ نے کہا۔ میرا بھائی ہے۔ اور میرے باپ کی لونڈی کا فرزند ہے۔ جو اس کے بستر پہ متولد ہوا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا اے عبد ابن زمعہ وہ تیرا ہی بھائی ہے۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا۔ بچہ بستر سے منسوب ہے۔ اور زانی کے لئے پتھر ہے۔ پھر حضور نبی کریمؐ نے اپنی زوجہ حضرت سودہؓ بنت زمعہ کو فرمایا۔ کہ اس سے پردہ کیا کرو۔ اور یہ اس لئے آپ نے فرمایا۔ کہ آپ نے اس میں عتبہ بن ابی وقاص کی مشابہت پائی چنانچہ اس کے بعد اس نے سودہ کو نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔ اس حدیث میں ایک فقہی نکتہ کافر کی وصیت پر عمل کرنے کے بارے میں ہے۔ کیونکہ عتبہ کی وفات حالت کفر میں ہوئی تھی۔ اور یہی شخص ہے جس نے جنگ اُحد میں حضورؐ کے دندان مبارک شہید کئے تھے اور حضورؐ نے بد دعا کی تھی۔ کہ وہ سال سے پہلے پہلے مر جائے۔ چنانچہ اس پر سال نہ گذرنے پایا تھا۔ کہ وہ حالت کفر میں مر گیا۔ اس بات کو عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح ابن ابی خیثمہ نے بھی۔ کہ وہ بحالت کفر ہلاک ہوا۔ اور اس میں دوسرا فقہی نکتہ کسی شخص کا اس دعویٰ کرنے کے متعلق ہے۔ کہ فلاں میرا بھائی ہے۔ اور اس بات میں اختلاف نسبتاً ہے۔ فرزندی میں نہیں۔ اور تیسرا نکتہ قطع ذرائع کا ہے۔ کیونکہ قطع ذرائع یہ ہے۔ کہ مباح سے منع کیا جائے۔ تاکہ حرام میں مبتلا نہ ہوں

Marfat.com

اور جس کی مثال یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ عورتیں چلنے میں اپنے پاؤں کو زمین پر اس طرح نہ ماریں۔ کہ ان کا مخفی سنگار ظاہر ہو جائے۔ اور جس کی مثال اللہ تعالےٰ کا یہ قول ہے۔ کہ مومنوں سے کہا گیا۔ کہ نبیؐ کو خطاب کرتے وقت رعنا (توجہ فرمایئے) کہنے سے منع کیا ہے۔ حالانکہ اس سے مومنین کا مقصد نبیؐ کو کسی طرح ایذا دینا نہ تھا۔ پس انہیں اس لئے منع کیا۔ کہ یہودی حضورؐ کو خطاب کرتے وقت کہتے تھے۔ راعنا جس سے اُن کی مراد تمسخر تھی۔ اور اسی کی مثال میں سے ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سبت (شنبہ) کے روز اہل سبت کو شکار سے منع فرمایا۔ تو بعض نے کسی حیلے سے شنبہ کے سوائے دوسرے دن مچھلیاں پکڑیں۔ اور اس شکار کو شنبہ کے شکار کے موافق ٹھہرایا۔ اور اس پر اُن کو عذاب ہوا۔ اور اس طرح حضرت نبی کریمؐ نے حضرت سودہ کو منع فرمایا۔ کہ وہ ابن زمعہ کے سامنے نہ آئے۔ اس خیال کی بنا پر کہ وہ ان کے لئے اجنبی ہے۔ اور فیصلہ یہ بھی دیا۔ کہ وہ زمعہ کا بیٹا ہے۔ کیونکہ وہ اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ پس حضورؐ نے دو حکم صادر فرمائے۔ ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔

اور امام شافعی نے قطع ذرائع کے بارے میں یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ آدمی کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ بیوی کو اس کے اپنے بھائی کے پاس آنے سے بھی منع فرمائے۔ اور یہ کہ نبی کریمؐ کا حضرت سودہ سے

Marfat.com

یہ فرمانا۔ کہ تم اس سے پردہ کیا کرو۔ بطور احتیاط کے ہے۔ اور یہ رسول اللہ
کے اس حکم کے خلاف ہے۔ جو حضورؐ نے ابن المقیس کے بھائی افلح کے
بارہ میں حضرت عائشہؓ کو دیا تھا جب کہ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ وہ تمہارے
چچا ہیں۔ اور تمہارے پاس آسکتے ہیں۔ حالانکہ وہ اُن کے رضاعی چچا تھے
تو یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ کہ عورت کو اس کو اپنے بھائی سے ملنے سے
منع کیا جائے۔ اور بخاری نے اس حدیث کو تفسیر المشتبہات میں درج
کیا ہے۔ اور اس حدیث کے ساتھ وہ حدیث بھی درج کی ہے۔ جس میں
بیان کیا گیا ہے۔ کہ جو بات تم کو شک میں ڈالے۔ اُسے ایسی بات کے
لئے چھوڑ دو۔ جو تم کو شک میں نہیں ڈالتی۔ اور یہ حدیث حضرت امام مالک
کے خیال کی مؤید اور حضرت امام شافعی کے خیال کے خلاف ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ زانی کے لئے پتھر ہے
یہ مراد ہے۔ کہ آپ نے زانی سے فرزند کے تعلق کو قطع کر دیا۔ اور نیز یہ
کہ اس کو اس پر کوئی حق نہیں۔ اور اسے اس کی طرف منسوب نہ کیا جائے
جیسے عرب کا قول ہے۔ کہ تیرے منہ میں پتھر یعنی تجھے کچھ نہیں مل سکتا
لیکن واردی نے کہا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ زانی کو سنگسار کیا
جائے۔

امام شافعی کہتے ہیں۔ کہ فعل حرام امر حلال کو حرام نہیں کرتا۔ اور اسی

Marfat.com

طرح انہوں نے فرمایا۔ کہ نبیؐ کا حضرت سودہؓ کو پردہ کا حکم دینا تنزّہ اور اختیار کی بنا پر تھا۔ اور امام ابو حنیفہؒ کا خیال ہے۔ کہ زنا حرام کر دیتا ہے۔ اور امام مالکؒ کے اقوال مختلف ہیں۔ بعض اقوال میں ہے۔ کہ فعل حرام امر حلال کو حرام نہیں کرتا۔ اور بعض میں فرمایا۔ کہ حرام کر دیتا ہے۔ اور ان کے شاگردوں کے مذہب میں غالب یہی ہے۔ کہ حرام نہیں کرتا +

Marfat.com

غلاموں کو آزاد کرنا

مصنّف عبدالرزاق میں حضرت علیؓ کی زبانی روایت کی گئی ہے۔
وہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ کو وصیت سے قرض ادا کرتے دیکھا
ہے۔ اور تم کہتے ہو۔ کہ وصیت کے بعد اور اس بارہ میں اختلاف
نہیں۔ کہ قرض کی ادائیگی وصیت سے پہلے لازم ہے۔ اور مؤطا وغیرہ
میں حسن سے اور محمد بن سیرین میں روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نے نبیؐ
کریم کے زمانہ میں اپنے چھ غلام آزاد کئے۔ تو رسول اللہؐ نے ان میں
قرعہ ڈالا۔ اور پھر ان غلاموں میں سے دو کو آزاد کیا۔ امام مالک فرماتے
ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس شخص کے پاس ان غلاموں کے سوائے
اور کوئی مال نہ تھا۔ چنانچہ رسول اللہ اس سے ناراض ہوئے۔ اور فرمایا

Marfat.com

تو نے یہ قصد کیا تھا۔ کہ میں تم پر جنازہ کی نماز نہ پڑھوں؟ اور مصنّف عبدالرزاق میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر مجھے موقعہ ملتا۔ تو وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاتا۔ پھر اُن غلاموں کے درمیان قرعہ ڈالا۔ پس اُن میں سے دو کو آزاد کر دیا۔ اور باقی چار رہنے دئے۔ اور ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ ایک انصاری عورت نے چھ غلام آزاد کئے۔ اور رسول کریمؐ نے چھ تیر منگوائے پھر اُن میں قرعہ ڈالا۔ اور دو کو آزاد کر دیا۔ دوسری کتابوں میں درج ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے اُن کے تین حصّے کئے۔ پھر دو کو آزاد کر دیا۔ اور چار کو غلام رہنے دیا۔ اسمٰعیل کہتے ہیں۔ یہ واقعہ اس بات پر دلیل ہے۔ کہ حضور نبی کریم نے اُن کی قیمت لگائی۔ اگر سلیمان کا یہ قول درست ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اُن کی قیمت برابر تھی۔ ورنہ قیمت لگانا اس لئے ضروری تھا۔ کہ تہائی سے زیادہ نہ ہو۔ اس حدیث میں ایک فقہی نکتہ یہ ہے۔ کہ وصیت کو ایک تہائی جاری کیا جا سکتا ہے۔ اور دوسرا نکتہ یہ ہے۔ کہ غلام کو بذریعہ قرعہ اندازی آزاد کرنا جائز ہے۔ اور تیسرا نکتہ یہ ہے۔ کہ جو شخص وصیت کو تہائی سے بڑھا دے۔ وہ کم سے کم تہائی کی جا سکتی ہے اور چوتھا نکتہ یہ ہے۔ کہ قرض میں غلام آزاد کرنے کا فیصلہ وصیت کے مثل ہے اور پانچواں نکتہ یہ ہے۔ کہ حاکم کو چاہئے۔ کہ جو کچھ اُس کے سامنے پیش ہو۔

Marfat.com

اس کی قیمت خود لگائے۔ اور یہ کسی کے سپرد نہ کرے۔ اور چھٹا نکتہ یہ ہے۔ کہ اگر غلام اپنے آقا پر اپنے حقوق جتائے۔ تو ان پر غور کرے آقا اور غلام کے حقوق کے درمیان فیصلہ کرے۔ اور ساتواں نکتہ یہ ہے۔ کہ غیر قریبی کے لئے ۱/۳ تک مال کی وصیت جائز ہے۔ اور یہ نکتہ اُس کے خلاف ہے۔ جو طاؤس وغیرہ سے مروی ہے۔ کہ جو شخص اپنے سے غیروں کے لئے وصیت کرے۔ اور اپنوں کے لئے وصیت نہ کرے۔ اس کی وصیت باطل ہے۔ اور ایک اور جماعت کا قول ہے۔ کہ جو شخص کسی غیر کے لئے وصیت کرے۔ اُس وصیت کے مال میں سے ۱/۳ اُس کے قرابت داروں کو دیا جائے گا۔ اور مصنف عبدالرزاق میں عکرمہ سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فیصلہ فرمادیا۔ کہ وارث کے لئے وصیت کی ضرورت نہیں۔ اور عورت کے لئے بھی اپنے مال میں سے کچھ جائز نہیں۔ سوائے اس کے جو اس کا شوہر اجازت دے۔ اور عامر بن شعیب کی ایک روایت میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے ایک شخص کے مدبر غلام کو فروخت کیا۔ اور مسلم کی ایک اور حدیث میں یوں وارد ہے۔ کہ اُس شخص کے پاس اس کے سوائے اور کوئی مال نہ تھا۔ اور کتاب ابن شعبان میں جابر سے روایت ہے۔ کہ انصار میں سے ایک شخص نے اپنے غلام کو مدبر بنایا۔ اور وہ محتاج تھا۔ اور اس کے ذمے قرض بھی تھا۔ پس رسول اللہؐ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم کے عوض

Marfat.com

بیچ دیا۔ اور وہ اُسے دے دئے۔ اور فرمایا۔ کہ اپنا قرض ادا کر۔ اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کر۔ حضرت امام مالک وغیرہم نے تاویل کی ہے۔ کہ پہلی حدیث زیادہ صحیح ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے مدبر غلام کو اس کے مدبر کرنے والے کی وفات کے بعد فروخت کیا۔ یا اس کی زندگی مدبر کرنے سے پہلے۔ قرض ادا کرنے کے لئے۔ ابن ابی زید کہتے ہیں۔ کہ جابر کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ نبیؐ نے مدبر غلام کو قرض کی ادائیگی کے لئے فروخت کیا۔ کیونکہ نبیؐ نے اُسے بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ اسے کون خریدتا ہے۔ بس جب یہ بات غلط ہے۔ کہ حضور نبی کریم نے اُسے یوں ہی بیکار فروخت کیا ہو۔ تو یہی بات باقی رہ جاتی ہے۔ کہ آپ نے ایک فیصلہ فرمایا اور ایک لازمی بات کو نافذ کیا۔ اور جابر سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ اُس شخص کے پاس اس کے سوائے اور کوئی مال نہ تھا۔ اور وہ فوت ہو گیا۔ تو نبی کریمؐ نے فرمایا۔ اسے کون خریدتا ہے۔ اور ابن ابی زید کی مختصر میں ہے۔ کہ فدوکی نے روایت کیا۔ کہ جب لوگوں کو اوطاس کی جنگ میں قیدی ہاتھ آئے۔ تو انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! عزل کے بارے میں حضور کا کیا ارشاد ہے۔ (یہ انہوں نے اس لئے دریافت کیا۔ کہ یہ لوگ لونڈیوں سے متمتع بھی ہونا چاہتے تھے۔ کہ ان کے ہاں اولاد نہ ہو۔ کیونکہ اولاد کی صورت میں وہ فروخت نہ کی جا سکتی تھیں) کیونکہ

Marfat.com

ہم قیمت چاہتے ہیں۔ آپ نے اسے حرام نہ ٹھہرایا۔ اور اُن کے اس قول میں کہ ہم قیمت چاہتے ہیں اس بات کی دلیل ہے۔ کہ جب کنیز کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے۔ تو اس کی فروخت باطل ہو جاتی ہے۔ اور اس پر ایک دلیل حضور نبی کریمؐ کا ایک قول بھی ہے۔ جو آپ نے اُمّ ابراہیم کے متعلق فرمایا۔ کہ اس کے بچے نے اسے آزاد کر دیا۔ اور واضحہ میں ابن حبیب سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ نے ایسی لونڈیوں کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ جن کے ہاں اولاد ہو جائے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ ایسی لونڈیوں کو نہ وصیت میں دیا جائے۔ اور نہ قرض میں اور مسلم نے کہا۔ کہ میں نے سعید بن سیب سے پوچھا۔ کہ صاحب اولاد لونڈیوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کی کیا رائے تھی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ حضرت عمرؓ نے انہیں آزاد نہیں کیا۔ اُن کی آزادی کا تو حضور نبی کریمؐ نے حکم دیا ہے۔ اور نیز اس امر کا کہ ان کو وصیت میں دیا جائے۔ یا قرض میں۔ اور برقی کی کتاب رجال مؤطا میں سعید بن عبدالعزیز سے روایت ہے۔ ماریہ اُمّ ابراہیم نے تین ماہ کی عدت پوری کی۔ اور ۱۶ھ ہجری میں وفات پائی۔

حدیث ثابت میں روایت ہے۔ کہ بریرہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں کچھ مدد مانگنے کے لئے آئی۔ اس کے ذمے پانچ اوقیہ تھے۔ جو اس نے باقساط پانچ سال میں ادا کئے۔ یہ تمام حدیثیں عروہ کی روایت میں حضرت

Marfat.com

عائشہؓ سے ہیں۔ البتہ ایک حدیث عمرؓ کی روایت سے موطا اور بخاری میں ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ نے اُسے کہا۔ کہ اگر تیرے متعلقین پسند کریں۔ تو تو میں ان کو مال گن دوں۔ اگر اس میں تمہارے پسند ہو۔ تو میں ایسا کر دوں بریرہ اپنے متعلقین کے پاس واپس گئی۔ اور اُن سے اس بات کا ذکر کیا لیکن انہوں نے اس بات کو پسند نہ کیا۔ پھر وہ حضرت عائشہؓ کے پاس واپس آئی۔ اور اس وقت حضرت رسول کریمؐ بھی وہاں تشریف رکھتے تھے اور حضرت عائشہؓ سے عرض کیا۔ کہ میں نے اپنے متعلقین سے اس بات کا ذکر کیا تھا۔ لیکن انہوں نے اسے پسند نہیں کیا جب رسول اللہؐ نے اس بات کو حضرت عائشہؓ کی زبانی سنا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اسے خرید لو چنانچہ حضرت عائشہ نے ایسا ہی کیا۔ پھر رسولُ اللہؐ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے۔ اور اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ اور وہ ایسی شرطیں کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کی کتاب میں نہیں ہیں۔ اور جو شرط خدا کی کتاب میں نہیں۔ وہ باطل ہے۔ خواہ ایسی سو شرطیں ہوں۔ اللہ تعالےٰ کا فیصلہ بہر حال سچا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی شرط زیادہ پختہ ہے۔ اور نبیؐ کے اس قول کے کہ جو شرط کتاب اللہ میں نہ ہو۔ یہ معنی ہیں۔ کہ کتاب اللہ کے خلاف ہو۔ اور اس واقعہ میں حضورؐ کا جو طریق عمل مذکور ہے۔ وہ کتاب الطلاق کے اندر اس موقعہ پر گذر چکا

Marfat.com

جہاں اس لونڈی کا ذکر ہے۔ جو شوہر کے نکاح میں آزاد کی جائے۔ اور اور حضرت عائشہؓ نے اُسے اسی وقت خرید فرمایا جب وہ اپنا مال کتابت ادا کرنے سے عاجز آگئی۔ اسے مطرف وغیرہ نے بھی بیان کیا ہے۔

کتاب ابن شعبان میں درج ہے۔ کہ اسلام میں سب سے پہلے مکاتب سلمان فارسی تھے۔ جن کے متعلقین نے ان کو ایک سو کھجور کے پودے لگا دینے پر آزاد کرنے کی شرط کی تھی۔ اور انہوں نے مقررہ میعاد کے اندر وہ پودے لگا دئے۔ حضرت رسول کریمؐ نے اُن سے فرمایا۔ کہ جب وہ پودے لگانے لگیں۔ تو حضورؐ کو اطلاع دیں۔ چنانچہ حضورؐ نے ان پودوں کے لئے اُن کے حق میں دُعا کی۔ پس اُن میں سے ایک پودا بھی خشک نہ ہوا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ اسلام میں سب سے پہلا مکاتب ایک شخص تھا۔ جس کی کنیت ابو مویہبہ تھی۔ اس کے لئے رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ ابو مویہبہ کی مدد کرو۔ چنانچہ اس کی امداد کی گئی۔ پس اس نے اپنا مال کتابت ادا کر دیا۔ جب کچھ مال اس کے پاس بچ گیا۔ تو اس نے رسول اللہؐ سے اُس کے بارے میں فتویٰ دریافت کیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

مدونہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے۔ کہ زنباغ کا ایک غلام تھا۔ جس کا نام سندر یا ابن سندر تھا۔ اُس نے

Marfat.com

دیکھا - کہ اُس نے اُن کی ایک لونڈی کو تقبیل کیا - زنباغ نے اُسے پکڑ کر اُس کے ناک اور کان کاٹ ڈالے - آپ نے انباغ کو بلا بھیجا جب وہ آیا - تو آپ نے فرمایا - تم اپنے غلاموں پر اتنا بوجھ نہ ڈالو - جو ان کی بساط سے باہر ہو - تم انہیں کھلاؤ - جو خود کھاتے ہو - تم انہیں پہناؤ - جو پہنتے ہو - اور جس غلام کو تم ناپسند کرتے ہو - اسے بیچ دو - اور جسے پسند کرتے ہو - اُسے رکھو - اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو عذاب نہ دو - اس کے بعد رسول اللہ نے فرمایا - کہ جس غلام کی صورت بگاڑ دی جائے - یا اُسے آگ کے ساتھ جلایا جائے - تو وہ آزاد ہے - پھر اس نے عرض کی - یارسول اللہ! میرے بارہ میں وصیت کی جائے - حضورؐ نے فرمایا - میں تیرے بارے میں ہر مسلمان کو وصیت کرتا ہوں - اور کتاب مسلم میں سوید بن مقرن سے روایت ہے - کہ اس کی ایک لونڈی کو کسی نے پتھر مارا - تو سوید نے اسے کہا - تمہیں معلوم نہیں - کہ چہرہ حرمت کی جگہ ہے - تو میرا معاملہ رسول اللہ کے ساتھ دیکھ چکا ہے - اگرچہ ہم سات بھائی تھے - اور ہم ساتوں کے پاس ایک غلام کے سوا کچھ نہ تھا - پس ہم میں سے کسی نے ایک قصد کی بنا پر اُس غلام کو ایک تھپڑ مار دیا - تو رسول اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ اس غلام کو آزاد کر دیں - اور یہ حدیث کئی بار بیان کی - اور ایک اور حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے - کہ انہوں نے کہا - یارسول اللہ! ہمارے

Marfat.com

پاس اس غلام کے سوائے اور کوئی غلام نہیں۔ فرمایا۔ اس سے خدمت لو۔ اور جب فائدہ اٹھا چکو۔ تو اُسے آزاد کر دو۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ جو شخص اپنے کسی غلام کو ایسی سزا دے۔ جس کا مستوجب نہیں۔ یا اُسے طمانچہ مارے۔ تو اس کا کفارہ یہ ہے۔ کہ اُسے آزاد کر دے ؛

راہ پڑی چیز کے بارے میں رسول اللہ کا حکم

مؤطا اور بخاری میں مذکور ہے۔ کہ ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضورؐ سے گری پڑی چیزوں کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کے تھیلے اور منہ باندھنے کی رسّی کو پہچان رکھ۔ اور ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ۔ اگر اس کا مالک آجائے۔ تو اس کے حوالے کر دے۔ ورنہ اپنے کام میں لا۔ اُس نے کہا۔ کہ گم شدہ بکری کے بارے میں کیا حکم ہے۔ فرمایا۔ وہ تیرے لئے ہے یا تیرے بھائی کے لئے یا بھیڑیے کے لئے۔ اور دوسری کتابوں میں ہے۔ کہ اپنے بھائی کی گم شدہ چیز اسے دے دے۔ اُس نے پوچھا۔ اور گم شدہ اونٹ؟ بخاری اور مسلم میں ہے۔ کہ اس سوال پر رسول اللہ ناراض ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ کا

Marfat.com

چہرہ سُرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ تجھے کیا پڑی ہے۔ اس کی مشک اُس کے ساتھ ہے۔ اور اس کے موزے ہیں۔ وہ پانی پر جا پہنچتا ہے۔ درخت کو کھاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا مالک اُسے آملتا ہے۔ ابن البر کہتے ہیں۔ کہ حدیث کے یہ الفاظ کہ اپنے بھائی کی گم شدہ چیز اُسے واپس کر دے۔ امام مالک کی روایت کے سوا دوسری روایت میں ہے۔ طحاوی کہتے ہیں۔ کہ کوئی عالم امام مالک کے اِس فتوی کے ساتھ متفق نہیں۔ کہ اگر اُسے کھالے۔ اگر اسے کسی خوفناک مقام میں پائے۔ تو اس کا ضامن نہ ہو گا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اُن کا نبی کریمؐ کے اس قول سے دلیل پکڑنا۔ کہ وہ تیرے لئے ہے۔ یا تیرے بھائی کے لئے یا بھیڑئے کے لئے ہے۔ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ حضور کے فرمان کا یہ منشاء نہیں۔ کہ وہ تیری ملکیت ہو گئی۔

اور بخاری و مسلم میں سوید بن غفلہ سے روایت ہے۔ کہ میں ابی بن کعب سے ملا۔ تو انہوں نے مجھے بتایا۔ کہ میں نے ایک تھیلی پائی۔ جس میں سو دینار تھے۔ پس میں اُسے حضور نبی کریمؐ کے پاس لایا۔ آپ نے فرمایا ان کا سال بھر تک برابر اعلان کرو۔ میں نے اعلان کیا۔ لیکن کوئی دعوے دار پیدا نہ ہوا۔ پھر میں اُسے آپ کی خدمت میں لایا۔ پھر فرمایا۔ کہ اس تھیلی کو۔ اس کے بند اور گنتھی کو محفوظ رکھو۔ پھر اگر اُس کا مالک آگیا۔ تو اُسے دے دو۔ ورنہ اُس سے فائدہ اٹھاؤ۔ پس میں نے اُن سے فائدہ

Marfat.com

اٹھایا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ایک مدت کے بعد اُن کے مالک سے مکّہ میں ملا۔ معلوم نہیں کہ تین سال کے بعد یا ایک سال کے بعد۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے رسول کریمؐ کو مکّہ میں فتح دی۔ تو آپ لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کی۔ اور پھر فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مکّہ سے قتل کو روک دیا۔ اور اس پر اپنے رسول اور مومنوں کو مسلط کیا۔ وہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا۔ اور آج میرے لئے ہی حلال ہوا ہے۔ اور پھر میرے بعد بھی کسی کے لئے حلال نہ ہوگا۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ نہ اس کی گری ہوئی چیز حلال ہوگی۔ سوائے اس کے جو اُسے اٹھا کر اس کے مالک کو پکارے۔ اور ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ سوائے ایسے آدمی کے جو اس کی تشہیر کرے۔ اور جس کا کوئی آدمی مارا جائے۔ اُسے دو صورتوں میں سے بہتر صورت اختیار کر لینے کا حق ہے۔ یا تو فدیہ لے۔ اور یا قصاص لے۔ اور عباس نے کہا۔ سوائے اذخر کے۔ کیونکہ وہ ہماری قبروں کے لئے ہے اور ہمارے زرگراں کے لئے۔ تو رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ کہ ہاں سوائے اذخر کے۔ اس پر یمن کا ایک شخص ابوشاہ کھڑا ہوا۔ اُس نے کہا۔ یا رسول اللہ! یہ خطبہ مجھے لکھوا دیجئے۔ راوی کا بیان ہے۔ کہ اس

Marfat.com

پر آپ نے یہ خطبہ اُسے لکھوا دیا ؛

Marfat.com

صدقہ کئے ہوئے باغ کے بارے میں حکم

مؤطا۔ بخاری اور مسلم میں حضرت انس سے روایت ہے۔ کہ ابو طلحہ مدینہ میں سب انصار سے زیادہ نخلستانوں کے مالک تھے۔ اور ان میں سے خطہ بیرحا ان کو سب سے زیادہ پسند تھا۔ جو مسجد کے سامنے واقعہ تھا رسول کریمؐ کبھی کبھی اس میں تشریف لے جاتے۔ اس کا لذیذ پانی پیتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔ تو ابو طلحہ نے حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اپنے مالوں میں سے مجھے سب سے زیادہ پسند بیرحا کا خطہ ہے۔ اُسے میں خدا کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ اور میں اللہ تعالےٰ کے حضور اس کے اجر کی امید کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ آپ اسے جہاں مناسب سمجھیں خرچ

فرمائیں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے۔ جو کچھ آپ نے کہا ہے۔ وہ میں نے سُن لیا ہے۔ پس میں مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ آپ اُس خطہ کو اپنے قریبیوں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیں۔

بخاری کی ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اسے تم اپنے محتاج قریبیوں کو دے دو۔ انس کہتے ہیں۔ پس طلحہ نے اُسے حسان بن ثابت اور ابی ابن کعب کے لئے مختص کر دیا۔ اور وہ دونوں میرے مقابلے میں اُن سے زیادہ قریب تھے۔ اس واقعہ میں یہ فقہی نکتہ ہے۔ کہ جو شخص یہ کہے۔ کہ میرا مال صدقہ ہے۔ اور یہ ظاہر نہ کرے۔ کہ فقراء وغیرہ کے لئے ہے۔ تو جائز ہے۔ اور اسے اپنے عزیزوں میں جہاں چاہے دے دے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ جائز نہیں۔ بلکہ اُسے ضرور ظاہر کرنا چاہیئے۔ کہ کس کے لئے ہے۔ اور ان میں سے پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اور اس میں دوسرا نکتہ یہ ہے۔ کہ جب کوئی شخص کوئی زمین صدقہ کرے۔ اور ظاہر نہ کرے تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ صدقہ کر دینا اُسے ظاہر کر دینے کے مترادف ہے اور یہ سب بخاری میں ہے۔

اور موطّا امام مالک میں یحییٰ بن سعید سے روایت ہے۔ اور انہیں متعدد وسیلوں کے ذریعے زید بن کعب سے معلوم ہوا۔ کہ رسول اللہ مکّہ جانے کے ارادے سے نکلے۔ اور اس وقت آپ محرّم تھے۔ اس حالت

Marfat.com

میں آپ بہ مقام روحا پونچے ۔تو ایک زخمی گورخر آپ کو ملا۔ رسول اللہ سے ذکر ہوا۔ تو حضور نے فرمایا۔ اسے رہنے دو۔ شاید ابھی اس کا مالک آجائے۔ اس کے بعد اُس کے مالک تشریف لائے۔ اور رسول اللہ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کو اس گورخر پر کامل اختیار ہے۔ حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا۔ اور انہوں نے اُسے رفیقوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ پھر آپ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب آپ مقام اثابہ میں پونچے جو دیبہ اور عرج کے درمیان ہے۔ تو اچانک ایک ہرن کو دیکھا۔ جو سائے میں جھکا بیٹھا تھا۔ اور اُسے تیر لگا ہوا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے ایک شخص کو حکم دیا۔ کہ وہ اس کے پاس کھڑا ہو جائے تاکہ وہ بھڑک نہ جائے۔ اور لوگ گذر جائیں ؛

ودیعت یا امانت کے متعلق احکام

احکام ابن زیاد میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ رہن پر کوئی تاوان نہیں۔ اور اہلِ علم کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں کہ اُس میں کوئی کمی بیشی کرے۔ اور احکام کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ ہر ہاتھ کے ذمہ ہر اس چیز کا واپس لوٹانا ہے۔ جس نے اس پر قبضہ کیا۔ اور بعض علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے۔ کہ امانت کا ضامن ہونا پڑتا ہے۔ جس کی دلیل میں اللہ تعالےٰ کا یہ قول ہے۔ کہ امانتیں اُن کے اہل کو واپس کرو۔ اور ابن سلام وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ یہ آیت کعبہ کی ودیعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب کہ حضرت عباسؓ نے حضور نبی کریمؐ سے کعبہ کی چابی کے لئے درخواست کی تھی۔ پس اللہ تعالےٰ

Marfat.com

نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ اللہ تعالےٰ حکم دیتا ہے۔ کہ امانتیں اہل امانت کو واپس کردیں آپ نے چابی عثمان بن طلحہ کو دے دی۔ اور ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ شیبہ بن عثمان کو دی۔ اور اُن میں سے پہلا قول امام مالک کا ہے۔ اور وہ زیادہ مشہور ہے۔ اور روایت ہے۔ کہ حضور نبی کریم نے پکار کر فرمایا۔ عثمان کہاں ہے۔ تو حضرت عثمانؓ بن عفان حضورؐ کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ عثمان بن طلحہ کہاں ہے۔ اور عثمان بن طلحہ نسبتاً چھوٹے قد کے تھے۔ بنی الحضرمی میں سے ایک شخص نے اُن کو اٹھا کر حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ تو نبی کریم نے کعبہ کی چابی اُن کے حوالے کردی۔ آپ نے کنجی عطا کرکے فرمایا۔ اے عثمان! اس کو سنبھالو ہمیشہ کے لئے۔ اور تم پر اس کے لئے کوئی ظلم نہ کرے گا۔ مگر ظالم۔ اور ایک روایت ہے۔ کہ مگر کافر! یہ واقعہ سال حجۃ الوداع کا ہے۔ یہ عثمانؓ اسی طلحہ کے بیٹے تھے جنہیں حضرت علیؓ نے جنگ اُحد میں بعد مقابلہ قتل کیا تھا۔

اور جب امین یہ کہے۔ کہ امانت اس کے پاس سے ضائع ہوگئی ہے تو اُسے حلف دلانے کے بارے میں حضرت امام ابوحنیفہ۔ امام شافعی اور امام مالک میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور شافعی تو یہ کہتے ہیں کہ حلف لیا جائے۔ اگرچہ وہ رہن ہی ہو۔ مگر امام مالک کہتے ہیں۔ کہ

Marfat.com

حلف نہ لیا جائے۔ مگر ایسی صورت میں کہ وہ بدنام ہو۔ ابن منذر نے اشراف میں کہا ہے۔ کہ قسم لینا زیادہ صحیح اور زیادہ اچھا ہے۔ ابن نافع نے امام مالک سے مبسوط میں روایت کی ہے۔ کہ جب قرض گیر دعوے کرے۔ کہ سارا مال یا مال کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا ہے۔ تو اُس سے حلف لینا چاہیے خواہ وہ بدنام ہو یا نہ ہو۔ اور یہی قول ابن مواز کا ہے۔ اور واضحہ میں ہے کہ اُس سے حلف نہ لیا جائے۔ مگر یہ کہ بدنام ہو۔ یا بددیانت ہو۔ اور مبسوط میں ودیعت کے تلف ہو جانے کے بارے میں یہ ہے۔ کہ اس سے بہرحال حلف لیا جائے۔ اسی طرح مدونہ میں امام مالک سے ابن مالم کا قول مروی ہے۔ کہ حلف لیا جائے۔ خواہ وہ بدنام ہو یا نہ ہو۔

مانگی ہوئی چیز کی ذمہ داری

ابن شہاب کی روایت ہے۔ کہ نبیؐ کے زمانے میں بعض عورتیں اسلام قبول کرتیں۔ اور وہ ہجرت نہ کرتیں۔ اُن کے اسلام لانے کے وقت اُن کے شوہر کافر ہوتے۔ اُن عورتوں میں سے ایک ولید بن مغیرہ کی بیٹی ہے۔ جو صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھی۔ وہ فتح مکہ کے روز اسلام لائی۔ اس کا شوہر صفوان بن امیہ بھاگ گیا۔ رسول اللہؐ نے اُن کی طرف اُس کے چچیرے بھائی وہب بن عمر کو اپنی چادر امن کے طور پر دے کر بھیجا۔ اور حضور نبیؐ نے اُسے اسلام کی دعوت دی۔ اور کہا کہ وہ آپ کے پاس

Marfat.com

آجائیں۔صفوان آپ کے پاس آ گیا ۔اور ایسی حالت میں کہ سب لوگ موجود تھے۔صفوان نے رسول اللہ کو پکار کر کہا۔یا محمد! یہ وہب بن عمر آپ کی چادر لے کر آیا ہے۔اور اُس نے بیان کیا ہے۔کہ آپ نے مجھے اپنے پاس حاضر ہونے کے لئے کہا ہے۔اور نیز یہ کہ اگر میں کسی بات پر راضی ہوں تو آپ اُسے قبول فرمائیں گے۔ورنہ مجھے دو ماہ کی مہلت دیں گے۔آپ نے فرمایا۔اے ابو وہب! اتر آؤ۔اس نے جواب دیا نہیں۔واللہ جب تک آپ مجھے کھول کر نہ بتائیں گے۔میں نہ اتروں گا۔آپ نے فرمایا۔بلکہ تم کو چار ماہ کی مہلت ہے۔اس کے بعد جب حضرت رسول کریم جنگ حنین میں ہوازن کے مقابلہ پر نکلے۔تو صفوان بن اُمیہ کے پاس پیغام بھیجا۔جس میں اس سے آلات و اسلحہ عاریتاً طلب فرمائے تھے۔اُس نے پوچھا۔خوشی سے یا مجبوری سے۔آپ نے فرمایا۔خوشی سے۔تو اُس نے آپ کو آلات و اسلحہ جو اُس کے پاس تھے عاریتاً دئے۔

یحییٰ کی روایت ہے۔کہ پھر وہ واپس آگیا۔لیکن یہ غلط ہے۔اور صحیح یہ ہے۔کہ پھر وہ رسول اللہ کے ساتھ طائف اور حنین کی لڑائی میں گیا۔اور اسی طرح سب راویوں نے کہا ہے۔اگرچہ وہ کافر تھا۔اور اُس کی بیوی مسلمان تھی۔لیکن رسول اللہ نے اس میں اور اُس کی بیوی میں تفریق نہ کر رکھی تھی۔یہاں تک کہ اُس نے اسلام قبول کر لیا۔اور اُس کی

بیوی اُسی نکاح میں اُس کے پاس رہی۔ اور اُس نے اپنے شوہر سے ایک ماہ پہلے اسلام قبول کیا۔

مصنف عبدالرزاق میں صفوان بن اُمیہ کے بعض بیٹوں کی زبانی مروی ہے۔ کہ صفوان کی نبی کریمؐ سے دو قسم کی عاریتیں ہیں۔ ایک ذمہ داری کے ساتھ اور دوسری ذمہ داری کے بغیر۔ اور اسیر وغیرہ میں ہے۔ اور اسے ابن شعبان نے ذکر کیا ہے۔ کہ وہ اسلحہ جو صفوان نے نبی کریم کو عاریتاً دیا تھا اس میں ایک سو زرہیں تھیں، مع اُن کے متعلقہ اسلحہ کے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ نبی کریمؐ نے اُن سے یہ فرمائش بھی کی تھی۔ کہ وہ اپنے آدمی کے ذریعے ہی سے پونچا بھی دیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ کام بھی کر دیا۔ اور انہیں تیس اونٹوں پہ لاد کر نبی کریمؐ کے پاس پونچا آئے۔

مؤطا کے سوائے دوسری کتابوں میں ہے۔ کہ جب رسول اللہ نے صفوان سے اسلحہ کی فرمائش کی۔ تو اس نے کہا۔ یا محمدؐ! کیا زبردستی؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ بلکہ ایسی رعایت کے ساتھ جو قابل ادا ہے۔ پس اس واقعہ کے پیش نظر مال کی ذمہ داری اُس شخص پر ہے۔ جو عاریتاً لے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے مالک کو ادا کر دے۔ اور اگر وہ مال تلف ہو جائے۔ اور اُس کے تلف ہو جانے کا علم ہو۔ تو اُس کی ذمہ داری ساقط نہیں ہوتی۔ اور امام مالک وغیرہ یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ جب عاریتاً لیا ہوا مال تلف ہو جائے۔ اور اُس

Marfat.com

کی گواہی موجود ہو۔ تو ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے۔

مصنف ابو داؤد میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ اے صفوان کیا تمہارے پاس کچھ ہتھیار ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کیا زبردستی یا عاریت فرمایا۔ نہیں عاریت۔ تو انہوں نے آپ کو تیس سے چالیس زرہوں تک بطور عاریت دیں۔ اور رسول اللہ انہیں حنین کی جنگ میں کام لائے۔ جب جنگ کا خاتمہ ہوا۔ تو صفوان کی زرہیں جمع کی گئیں۔ ان میں سے کچھ زرہیں کم ہو گئیں۔ تو رسول اللہ نے صفوان سے کہا۔ تمہاری زرہوں میں سے کچھ زرہیں بھی نہیں ملتیں۔ تو کیا ہم تمہیں ان کا جرمانہ ادا کریں۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! آج میرے دل کی وہ کیفیت ہے جو اُس روز نہ تھی جب میں نے وہ زرہیں آپ کو دی تھیں۔ اور ابو داؤد کہتے ہیں۔ کہ صفوان نے آپ کو وہ زرہیں اپنے اسلام لانے سے پہلے دی تھیں

اصیلی کی کتاب دلائل میں ہے۔ کہ ذمہ داری اس رعایتی چیز میں ہے جو غائب کی جا سکے۔ اور اس کے ضائع ہو جانے کا علم نہ ہو۔ پس اگر یہ معلوم ہو جائے۔ کہ اس کے ضائع ہونے کی ذمہ داری عاریتاً لینے والے پر عائد نہیں ہوتی۔ تو اس پر ذمہ داری نہیں۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں۔ کہ عاریت میں کوئی ذمہ داری نہیں۔ خواہ اس کا ضائع ہونا مخفی ہو۔ یا نہ ہو۔ اور امام شافعی فرماتے ہیں۔ کہ عاریت پر ذمہ داری بہر حال موجود ہے۔

Marfat.com

اور اگر یہ کہا جائے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ ہاتھ جس چیز کو لے۔ اُس کا واپس کرنا اُس کے ذمے ہے۔ تو کہا جائے گا۔ کہ یہ حدیث حسن سے روایت کی جاتی ہے۔ اور حسن عاریت کا ذمہ داری کے نیچے ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ اور اگر یہ کہا جائے۔ کہ صفوان کی حدیث میں ہے۔ کہ عاریت ذمہ داری کے نیچے ہے۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر یہ الفاظ واپس بھی ہو جائیں۔ تو اُن سے بھی عاریت کا اسی طرح زیر ذمہ داری ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ جیسا کہ امام شافعیؒ کا خیال ہے۔ اور بلاشبہ حضور نبی کریمؐ نے صفوان سے جو ہتھیار عاریتاً لئے۔ وہ اس کے مسلمان ہونے سے پہلے تھے۔ پس اس لئے حضورؐ نے عاریتاً لی ہوئی چیز کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ کیونکہ صفوان سے آپ کا اس طرح کا معاملہ کرنا مصلحت کے لحاظ سے تھا اور اس لئے آپ نے اُس بات کا اقرار کر لیا۔ جسے آپ نے اپنی ذات پر لازم کر لیا۔ اور جو بات کفار کے ساتھ ہی لازم کی جائے۔ اس سے احکام دین پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ جو شخص کسی محلے میں لوگوں کی اجازت سے مکان بنا لے۔ اور اس کے بعد وہ اُسے نکالنا چاہیں تو اپنے گھر کی قیمت لینا اس کا حق ہے۔ اور جو شخص لوگوں کے محلے میں ان کی اجازت کے بغیر گھر بنا لے۔ اُسے صرف ملبہ اٹھانے کا حق ہے۔ اور بس۔ اور اس حدیث کے راویوں میں سے عمرو بن قیس اور حمزہ ضبی پر جرح کی گئی ہے +

Marfat.com

وراثت کے مال کے متعلق احکام

معانی القرآن میں ہے۔ کہ سعد بن ربیع کی بیوی نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ! میرا شوہر آپ کی معیت میں جہاد کر کے شہید ہو گیا۔ اور آج یہ حالت ہے۔ کہ عورتوں کے ساتھ نکاح صرف اُن کے مال کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور اُدھر یہ کیفیت ہے۔ کہ میرا شوہر اپنی دو لڑکیاں اور اپنا باپ میرے لئے چھوڑ گیا ہے۔ اور اس کے باپ نے سب مال سنبھال لیا ہے۔ رسول اللہ نے اُس شخص کو بلایا۔ اور حکم دیا کہ اس عورت کو آٹھواں حصہ دو۔ اور بیٹیوں کو ۲/۳ اور باقی تیرا حصہ ہے۔

محمد بن سحنون نے اپنی کتاب الفرائض میں کہا ہے۔ کہ اُس نے حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضورؐ کو معلوم ہے عورتوں کے

ساتھ نکاح اُن کے مالوں کی وجہ سے کئے جاتے ہیں حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ ان دو ہستیوں کو دیکھ رہا ہے۔ اور وہ اگر چاہے گا۔ تو ان کے بارے میں کوئی قانون نافذ فرمادے گا۔ پھر رسولؐ اللہ نے کئی روز تک توقف کیا۔ اور اس کے بعد سعد کی بیوی کو کہلا بھیجا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تیرے اور تیری بیٹیوں کے لئے حکم بھیج دیا۔ اور پھر رسول اللہ نے وہ آیت تلاوت فرمائی۔ جو سورہ النساء کے دوسرے رکوع میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ تمہاری اولاد کے حصول کے بارے میں اللہ تعالےٰ تم سے کہتا ہے۔ کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دو۔ پھر اگر لڑکیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں۔ تو ترکہ میں ان کا $\frac{2}{3}$ ہے۔

اس کے بعد رسولؐ اللہ نے بیوی کو آٹھواں حصّہ۔ دونوں بہنوں کو دو تہائی اور باپ کو باقی ماندہ مال دے دیا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ اسلام میں یہ پہلی میراث ہے۔ جو تقسیم کی گئی۔ سحنونؒ کی روایت کے مطابق سعد کی بیوی نے اور بخاری کے قول کے مطابق ہذیل بن شرجیل نے کہا۔ کہ ابو موسیٰ سے سوال کیا گیا۔ کہ ایک شخص اپنی وفات پر ایک بیٹی۔ ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑ گیا۔ پس اُن کا حصہ کس طرح ہوگا۔ تو انہوں نے کہا۔ بیٹی کے نصف۔ بہن کے لئے نصف۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا۔ کہ تم لوگ ابن مسعود کے پاس جاؤ۔ امید ہے۔ وہ بھی میرے اس قول کی تصدیق

Marfat.com

کریں گے۔ ابنِ مسعود سے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ اگر میں بھی ایسا ہی فیصلہ دوں۔ جو ابو موسیٰ نے دیا۔ تو جانو میں گمراہ ہو گیا۔ اور اُن لوگوں میں سے نہ رہا۔ جو صحیح راہ پر ہیں۔ پس میں وہ فیصلہ کرتا ہوں۔ جو حضور نبی کریم نے کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ بیٹی کے لئے نصف۔ پوتی کے لئے چھٹا حصہ۔ تاکہ اس سے دو ثلث پورے ہو جائیں۔ اور باقی بہن کے لئے۔ پھر وہ ابو موسیٰ کے پاس آئے۔ اور اُن کو ابن مسعود کے قول سے مطلع کیا۔ اس پر انہوں نے کہا۔ کہ جب یہ علامہ تم میں موجود ہیں۔ مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو۔

عصبات بخاری اور مسلم میں ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مقررہ حصے ان کے حق داروں کو پہنچاؤ۔ پھر جو باقی بچے۔ وہ زیادہ قریبی شخص کے لئے ہے۔ جو مرد ہو۔ اور واقف کاروں کے نزدیک اس کے معنی وہ حصہ ہیں۔ جو بحالت مرد ہونے کے ہی ورثہ پا سکتے ہیں۔ جیسے پھوپھیاں۔ چچے بھائیوں کی اولاد۔ چچوں کی اولاد۔ بس باقی حصہ لینے والے صرف مرد ہیں۔ نہ کہ عورتیں۔ لیکن اگر چھوڑنے والے کی ایک بہنی ایک حقیقی بہن اور ایک حقیقی بھائی ہو۔ تو بیٹی کے لئے نصف ہے۔ اور نصف بھائی بہن کے لئے ہے۔ اس حساب سے کہ مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ۔ اور اسی طرح بیٹی اور علاتی بھائی بہن کی میں بھی یہی صورت ہے۔ یہاں یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ مرد اپنی بہن سے

Marfat.com

مقدّم ہے۔ بخاری اور مسلم کے علاوہ دوسری کتابوں میں روایت ہے
کہ ابن عباس اور ابن زبیر نے کہا۔ بیٹی کے لئے نصف اور عصبہ کے لئے نصف
اور بہن کے لئے کچھ نہیں۔ اور ابن عباس سے کہا گیا۔ کہ ابن عمرؓ تو نصف بہن
کے لئے اور نصف بیٹی کے لئے ٹھہراتے تھے۔ تو ابن عباس نے جواب دیا
کہ تم زیادہ عالم ہو۔ یا اللہ۔ معتمر کہتے ہیں۔ میں اس کی وجہ نہیں سمجھ سکا۔
اور میں طاؤس کے پاس آیا۔ تو انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے ابن عباس
کے بارے میں یہ خبر دی۔ کہ وہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ کہ اگر
کوئی شخص ہلاک ہو جائے۔ اور اس کی اولاد نہ ہو۔ اور ایک بہن ہو۔ تو اس
کے لئے نصف کا ترکہ ہے۔ ابن عباس نے فرمایا۔ تم کہتے ہو کہ اُس کے لئے
نصف ہے۔ خواہ اس کے ہاں اولاد ہی ہو۔ ابن طاؤس کہتے ہیں۔ کہ میرے
والد ابن عباس سے اور وہ ایک اور شخص سے اس امر کے بارہ میں رسول اللہ
سے کچھ روایت کرتے تھے۔ اور طاؤس اس شخص پر مطمئن نہ تھے۔ اس کے
متعلق شک کرتے تھے۔ اس لئے اخت کے بارے میں کچھ نہ کہتے تھے۔

مؤطا میں ابن شہاب سے روایت ہے۔ کہ ایک دادی حضرت
ابوبکرؓ کی خدمت میں اپنے ورثہ کے بارے میں سوال کرنے آئی۔ حضرت
ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کتاب اللہ میں تیرے لئے کچھ نہیں۔ اور رسول اللہ کی
سنت میں بھی تیرے لئے کچھ نہیں۔ اس لئے تو واپس چلی جا۔ اور میں

مشورہ کر کے تجھے جواب دوں گا۔ پس انہوں نے بعض لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا۔ کہ ایک بڑھیا رسول اللہ کی خدمت آئی۔ تو آپ نے اُسے چھٹا حصہ عطا فرمایا تھا حضرت ابوبکرؓ نے دریافت کیا۔ کہ کوئی اور شخص بھی اُس وقت موجود تھا۔ تو محمد بن مسلمہ انصاری کھڑے ہوئے اور انہوں نے وہی بات کہی۔ جو مغیرہ نے کہی تھی۔ پس حضرت ابوبکرؓ نے اس عورت کے لئے ایک حصہ قائم کر دیا۔ اسی طرح ایک اور دادی حضرت عمرؓ کی خدمت میں اپنے ورثہ کی بابت سوال کرنے آئی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ تیرے لئے کتاب اللہ میں کچھ نہیں۔ اور جو فیصلہ ہوا ہے۔ وہ تیرے سوا دوسری ہی کے لئے ہوا ہے۔ میں فرائض میں کچھ اضافہ نہیں کر سکتا۔ پس اگر تم دونوں اتفاق کر لو۔ تو وہ حصہ دونوں کے لئے ہے۔ مصنف عبدالرزاق میں منصور کی زبانی ابراہیم کے واسطے سے جو روایت درج ہے۔ کہ رسول اللہ نے تین دادیوں کو چھٹا حصہ عطا فرمایا۔ میں نے ابراہیم سے پوچھا۔ وہ کون کون تھیں۔ کہا ایک اس کے باپ کے نانی۔ ایک اُس کے باپ کی دادی اور ایک خود اس کی نانی۔

محمد بن سحنون کے دیوان کی کتاب الفرائض میں ایک حدیث وارد ہے کہ رسول اللہ نے فیصلہ کیا۔ کہ حقیقی بھائی علاتی بھائی سے افضل ہے پھر علاتی بھائی حقیقی بھائی کے بیٹے سے اولیٰ ہے۔ پھر جب مال۔ اور

Marfat.com

باپ کے بیٹے اور باپ کے بیٹے ایک درجہ پر ہوں۔ اور ایک ہی نسبت پر ہوں۔ تو باپ اور ماں کے بیٹے باپ کے بیٹوں سے افضل ہیں۔ اور جب ماں اور باپ کے بیٹوں سے باپ کے بیٹے بلند مرتبہ ہوں تو باپ کے بیٹے اولیٰ ہیں۔ اور حسب و نسب میں برابر ہوں۔ تو باپ اور ماں کے بیٹے باپ کے بیٹوں سے اولیٰ ہیں۔ راوی نے بیان کیا۔ اور فیصلہ دیا کہ حقیقی چچا علاتی چچا سے افضل ہے۔ اور علاتی چچا حقیقی چچا کے بیٹوں سے اولیٰ ہے۔ اور پھر جب باپ اور ماں کے بیٹے ایک ہی درجہ اور ایک ہی نسب میں ہوں۔ تو باپ اور ماں کے بیٹے باپ کے بیٹوں سے اولیٰ ہیں۔ اور بھائی کے ساتھ اور بھتیجے کے ساتھ چچا اور چچا کا بیٹا ورثہ نہیں پاتے۔ اور یہ بھی فیصلہ فرمایا۔ کہ عصبے اکیلے ہونے کی صورت میں اُن کے لئے اس کی میراث اُن فرائض کے مطابق ہو گی۔ جو کتاب اللہ میں درج ہیں۔ محمد بن سحنون کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث علماء کے نزدیک متفق مجمع علیہ ہے۔

حماد بن سلمہ کی روایت ہے۔ کہ ثابت بن وحداح فوت ہو گیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن سدی سے پوچھا۔ کہ کیا تم عرب میں اس کے نسب کو جانتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ بیشک عبدالمنذر نے اس کی بہن سے نکاح کیا تھا۔ تو اس سے ابوالبابہ پیدا

Marfat.com

ہوا۔ اور وہ اس کا بھانجہ ہے۔ محمد بن نضر مروزی کی کتاب میں مروی ہے۔ کہ ایک شخص نے کسی دوسرے کو تیر مارا۔ اور اُسے مار ڈالا۔ اور اس کا کوئی وارث نہ تھا۔ سوائے ایک ماموں کے۔ یہ واقعہ ابو عبیدہ بن الجراح نے حضرت عمرؓ کی طرف لکھا حضرت عمرؓ نے جواب بھیجا۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اللہ اور رسولؐ اس شخص کے حق دار ہیں جس کا کوئی حق دار نہ ہو۔ اور ماموں اس شخص کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

ہم سے ایک حدیث بیان کی گئی۔ کہ حضرت حمزہ کی بیٹی کا ایک آزاد کردہ غلام فوت ہو گیا۔ اور اُس نے ایک بیٹی وارث چھوڑی پس رسول اللہ نے اس کی بیٹی کو نصف اور حضرت حمزہؓ کی بیٹی کو نصف نصف عطا فرمایا۔ شعبی کہتے ہیں مجھے یہ معلوم نہیں۔ کہ یہ واقعہ فرائض کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ یا بعد کا۔ اور حضرت حمزہ کی بیٹی کو حضرت علیؓ مکہ سے ۷ھ میں عمرۃ القضاء کے سال لائی۔ اور فرائض جنگ اُحد سے کچھ تھوڑا ہی عرصہ بعد نازل ہو گئے ہیں۔ ابن ابی النضر کہتے ہیں بعض کا قول ہے۔ کہ جب وہ مکہ سے آئیں۔ تو نابالغ تھیں۔ پس اگر ایسا ہوا ہے۔ تو ان کا بالغ ہونا۔ غلام کو آزاد کرنا۔ اور غلام کا نزول فرائض کی آیات نازل ہو جانے سے پہلے مر جانا ممکن ہے۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ وہ آزاد کردہ غلام حضرت حمزہؓ کا تھا۔ اور درحقیقت وہ ان کی بیٹی کا تھا۔

Marfat.com

واثلہ بن الاسقع یعنی ابو صافہ نے حضرت رسول کریمؐ سے روایت
کی ہے۔ کہ عورت تین ورثے پاتی ہے۔ اپنے آزاد کئے ہوئے غلام کا۔
لاوارث پڑے ہوئے بچے کا۔ جو اس کا پرورش کردہ ہو۔ اور اپنے اس
بچے کا جس کے لئے اُس نے اپنے خاوند سے لعان کیا ہو +

Marfat.com

ناجائز بچّے کے بارے میں حکم

ابن نصر مروزی کی کتاب میں درج ہے۔ کہ اہل عراق و حجاز۔ شام و مصر اس بات پر متفق ہیں۔ کہ زانی کے ساتھ نسب ملحق نہیں ہوتا۔ اور اسحٰق بن راہویہ کا خیال ہے۔ کہ زنا کا بچہ جب اُس شخص کے بستر پر پیدا نہ ہوا ہو جس کے بستر پر پیدا ہونے کا دعویٰ ہے۔ تو وہ اس کا وارث نہیں۔ جب زانی اس کا دعوےٰ کرے۔ تو وہ اس کے ساتھ منسوب کیا جائے گا۔ اور انہوں نے حضور نبی کریمؐ کے اس قول کی تاویل کی ہے۔ کہ بچہ بستر کے لئے ہے۔ اور زناکار کے لئے پتھر ہے۔ اور اُس روایت سے اُن کی یہ دلیل ہے جو جس سے ایک آدمی کے متعلق کی گئی ہے۔ اس نے ایک عورت سے زنا کیا۔ پس اس عورت کے بچہ پیدا ہوا۔ تو اس شخص نے اس بچہ کا دعویٰ کیا۔

Marfat.com

فرمایا۔ کہ اس شخص کو دُرّے لگائے جائیں۔ اور بچہ اس سے متعلق کر دیا جائے

عروہ اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے۔ کہ جو شخص کسی بچے کی طرف یہ کہتا ہوا گذرے۔ کہ وہ اس کا بیٹا ہے۔ اور اس کی ماں کے ساتھ زنا کیا ہے۔ اور کوئی دوسرا شخص اس لڑکے کا مدعی نہ ہو۔ تو وہ اس کا وارث ہوگا اور سلیمان نے اس سے یہ دلیل لی ہے۔ کہ حضرت عمرؓ جاہلیت کی اولاد کو ان لوگوں سے متعلق کر دیتے تھے۔ جو اسلام میں ان کا دعوے کرتے تھے۔

مصنف ابو داؤد میں اتنا زیادہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص اپنے باپ کی موت کے بعد اس کا مولود ہونے کا دعوے کرے۔ اور متوفی کا وارث بھی اُسے تسلیم کرے۔ تو اگر وہ اس کی مملوکہ لونڈی سے ہو۔ تو وہ اُسی کا ہے۔ جس کا وہ ہونا چاہتا ہے۔ اور باپ کی میراث سے اس کے لئے کوئی شے نہیں۔ ہاں! اگر ساتھ شامل ہونے والا اپنے حصہ میں سے کچھ دے دے۔ تو اور بات ہے۔ اگر وہ اس کی مملوکہ لونڈی میں سے نہ ہو۔ بلکہ آزاد عورت ہو۔ تو اس کو میراث میں سے کچھ نہ ملے گا ؛

Marfat.com

متفرق فیصلہ جات

Marfat.com

- قیافہ شناسوں کے بارے میں
- باپ کا درجہ اور حصّہ
- مسلمان کی وصیت پر نصرانی کی شہادت
- یدِ کردار عورت کے متعلق فیصلہ
- کتّوں کے بارے میں رسولؐ اللہ کا حکم
- پانی سے ملحق زمین کے بارے میں فتویٰ
- خرید و فروخت اور اُس کا نفع
- جلا وطن کی واپسی
- ہدیہ کی واپسی
- آگ سے کسی کو ہلاک کرنا
- طائف کے محاصرے کا ذکر
- رسولؐ اللہ کے امر و نواہی

قیافہ شناسوں کے بارے میں

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول کریمؐ ایک دن میرے ہاں تشریف لائے۔ تو آپ کا چہرہ بہت شگفتہ تھا۔ اور فرمانے لگے۔ کیا تم نے دیکھا۔ کہ مجزز نے ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کی طرف دیکھا جب کہ اُن دونوں کے اوپر کمبل تھا۔ اور صرف پاؤں ظاہر تھے۔ تو کہا۔ کہ یہ قدم باپ بیٹے کے ہیں۔

مروزی کی کتاب اختلاف العلماء میں درج ہے۔ کہ جو حضرات قیافہ شناسوں کے بارے میں اور اُن کے فیصلوں کے قائل ہیں۔ وہ امام مالک لیث اوزاعی۔ امام شافعی اور احمد و اسحاق ہیں۔ اور امام شافعی نے اس حدیث کی ہم معنی ایک اور حدیث سے اس باب میں استدلال کیا ہے۔ کہ حضور نبیؐ

Marfat.com

کریم نے اس بات کا اثبات فرمایا ہے۔ اور اس سے انکار نہیں کیا۔ اور اگر یہ علم نادرست ہوتا۔ تو حضورؐ ضرور انکار فرماتے۔ کیونکہ یہ نکاح شدہ عورتوں پر تہمت ہے۔ اور جنوں کا انکار نکلتا ہے۔

① شیعہ سنی کے درمیان

زید بن ارقم کی زبانی اصیل کے دلائل میں مذکور ہے۔ کہ جن ایام میں حضرت علیؓ یمن میں تھے۔ تو تین شخص آپ کے پاس لائے گئے جو ایک ہی بچے کے دعوے میں شریک تھے۔ حضرت علیؓ نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا۔ اور جس شخص کے نام قرعہ نکلا۔ اُسے ۲/۳ قیمت کا ذمہ دار قرار دے کر بچہ اس کے سپرد کر دیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد جب میں رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے اس فیصلے کا ذکر کیا۔ تو آپ نے تبسم فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

مصنف ابو داؤد میں ہے۔ اور اسی طرح مروزی کی کتاب میں ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے ایک مکاتب غلام کے بارہ میں جسے قتل کر دیا گیا۔ اتنی مقدار میں آزاد کی دیت کا فیصلہ فرمایا جس قدر حصہ سے وہ آزاد ہو چکا تھا۔ اور ابن عباس کہتے ہیں۔ کہ مکاتب غلام پر مملوک کی حد قائم کی جاتی ہے۔ اور حماد بن زید سے روایت ہے۔ کہ ایک مکاتب رسول اللہ کے عہد میں قتل کیا گیا۔ تو رسول اللہ نے فیصلہ فرمایا۔ کہ جس قدر زرِ کتابت وہ ادا کر چکا ہے اس کے حساب سے حُر کی دیت دی جائے۔ اور اسی طرح مصنف ابو داؤد

Marfat.com

میں آیا ہے۔ کہ ایک مکاتب رسول اللہ کے عہد مبارک میں فوت ہوگیا۔ اور اُس کے متعلقین میں سے کوئی نہ تھا۔ سوائے ایک غلام کے جسے اُس نے آزاد کر دیا تھا۔ تو نبی کریمؐ نے اُس شخص کی میراث اُسے دے دی۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ ایک شخص فوت ہوگیا۔ اور اُس نے کوئی وارث نہ چھوڑا۔ نبی کریم نے فرمایا۔ کہ تلاش کرو۔ لیکن کسی ایسے شخص کا پتہ نہ چلا۔ جو اُس کا وارث ہوتا۔ اس پر حضور نبی کریمؐ نے اُس کی میراث اس شخص کو دے دی جس کو مرنے والے نے آزاد کر دیا تھا۔ اور اسی پر حضرت عمرؓ نے بھی فیصلہ کیا۔ اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے۔ کہ حبشہ میں ایک شخص کی میراث کے بارے میں رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ دیکھو یہاں حبشہ کے مسلمانوں میں سے کوئی ہے تو اُس کی میراث اُسے دے دو۔ اور مصنف عبدالرزاق میں عمرو بن شعیب سے روایت ہے۔ کہ نبی کریمؐ نے فیصلہ فرمایا جس شخص سے جاہلیت میں حلف لیا گیا ہو۔ تو وہ اپنے حلف پر بہر حال قائم ہے۔ اور اس کے لئے دیت کا حصہ ہے۔ اور اس سے دیت کا حصہ وہ شخص بھی لے گا جس کے ساتھ اُس نے حلف لیا ہے۔ اور اس کی میراث اس کے عصبوں کے لئے ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ اسلام میں حلف نہیں۔ لوگوں نے جاہلیت کے حلف سے کام لیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسلام میں اس کو زیادہ سختی دی ہے ؛

Marfat.com

باپ کا درجہ اور حصّہ

مصنّف عبدالرزاق میں ابن جریج سے روایت ہے۔ کہ میں نے ابوحسین کو یہ کہتے سنا۔ کہ ایک شخص نے اپنے والد کے خلاف حضور نبی کریم کے حضور دعوے کیا۔ کہ میرا باپ میرا مال کھا رہا ہے۔ تو نبی کریم نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں۔ پھر اس کے باپ کو حکم دیا۔ کہ تم اس کے مال سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اگر یہ انکار کرے۔ تو مجھے اطلاع دو میں اس کے مقابلے میں تمہاری مدد کروں گا۔

عبدالرزاق نے مختلف واسطوں سے۔ حدیث ہم سے بیان کی۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ! میرا باپ مجھ سے میرا مال مانگتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اُسے دے دو۔ اُس نے کہا۔ وہ چاہتا

Marfat.com

ہے۔ کہ میں اُس سے دست بردار ہو جاؤں۔ فرمایا۔ تو اُس کے لئے دست بردار ہو جا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے اس شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی مت کرو۔ اور اگر وہ تم سے یہ تقاضا کریں کہ تم ہمارے لئے اس دنیا سے نکل جاؤ۔ تو اُن کے لئے اس سے بھی نکل جاؤ۔

ذوی الارحام کی میراث کے بارے میں حضورؐ کا حکم

مصنف عبدالرزاق میں معمر سے روایت ہے۔ اور انہوں نے زید بن اسلم سے روایت کی۔ کہ ایک شخص حضور نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضورؐ سے سوال کیا۔ کہ خالہ اور پھوپھی؟ تو حضور نبی کریمؐ بار بار فرماتے تھے۔ کہ خالہ اور پھوپھی؟ اور آپ اُن کے بارہ میں وحی الٰہی کے منتظر تھے۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا۔ کہ ان کے بارہ میں کچھ نازل نہیں ہوا۔ ایک اور حدیث میں صفوان بن مسلم سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ایک شخص نے اپنی خالہ اور پھوپھی چھوڑی ہیں۔ تو اُن کے لئے کیا حصہ ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ الٰہی! ایک شخص نے اپنی خالہ اور پھوپھی چھوڑی۔ تو تُو نے اُس کے بارے میں کچھ نہ فرمایا۔ پھر رسول اللہؐ نے اُس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اُن کے لئے کچھ نہیں۔ ایک اور حدیث میں معمر بن طاؤس سے روایت کی جاتی ہے۔ کہ میں نے مدینہ میں سُنا۔ کہ حضور

Marfat.com

نبی کریمؐ نے فرمایا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ اُس شخص کے والی ہیں۔ جس کا کوئی والی نہ ہو۔ اور ماموں اس کا وارث ہے۔ جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ اس حدیث کو عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے رسول اللہ سے روایت کیا ہے۔ اصیلی کے دلائل میں ہے کہ حضور نبی کریمؐ سے پھوپھی اور خالہ کے ورثہ کے بارہ میں دریافت کیا گیا۔ اس وقت حضورؐ اونٹ پر سوار ہو کر بنی عمرو بن لوت کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ تو رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ اونٹ کو روکو۔ پھر اپنا سر اٹھایا۔ اور کہا۔ کہ الٰہی ایک شخص مر گیا۔ اور اس نے اپنی پھوپھی اور خالہ چھوڑی۔ پھر دوسری نوبت میں فرمایا کہ سائل کہاں ہے۔ ان دونوں کے لئے کچھ نہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ سے سوال کیا گیا تو تھوڑی دیر چلتے رہے۔ پھر فرمایا۔ مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے بیان کیا۔ کہ ان دونوں کے لئے میراث میں کوئی حصہ نہیں۔

قاتل کی میراث سے محرومی

ابو محمد بن ابی زید نے کہا۔ کہ جب نبی کریمؐ نے قاتل کو اس بنا پر کہ اس نے قتل کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ میراث سے محروم کر دیا۔ تو مریض کے لئے عورت کو میراث سے محروم کر دینا منع ہو گیا جب تک کہ اس کی عدت سے کچھ باقی نہ رہے۔ اس بنا پر اس نے طلاق واقعہ کی ہے۔ ان کے سوائے دوسروں نے کہا ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قاتل کے لئے میراث سے کچھ نہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب اُسے غلطی

Marfat.com

سے قتل کرے۔ تو مال کا وارث ہوگا۔ اور دیت کا وارث نہ ہوگا۔ اور جب عمداً قتل کرے۔ تو نہ مال سے وارث ہوگا۔ نہ دیت سے۔ اور اس بات پر علماء کا اجتماع ہے۔ کہ قتل عمد کا مرتکب مقتول کے مال سے کسی چیز کا وارث نہیں ہوتا ؛

مسلمان کی وصیّت پر نصرانی کی شہادت

تفسیر ابن معصوم میں کلبی کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص بنی سہم کا آزاد کردہ غلام تھا۔ وہ تجارت کے لئے روانہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ تمیم داری اور ایک اور آدمی تھا۔ اور وہ دونوں نصرانی تھے۔ سہمی مرنے کے قریب ہوگیا۔ پس اس نے ایک وصیّت لکھی۔ اور اُسے اپنے اسباب میں رکھ لیا۔ پھر اُسے ان دونوں کے سپرد کیا۔ اور کہا۔ اسے میرے متعلقین کے پاس بھیج دینا۔ پس ان دونوں نے اس شخص کے مرنے کے بعد اُس کے اسباب کو ٹٹولا۔ اور جو چیز اُس میں سے اُن کو پسند آئی وہ لے لی۔ اور پھر باقی مال کو مرنے والے کے متعلقین کے پاس لائے۔ جب ان لوگوں نے مال کی پڑتال کی۔ تو بعض چیزیں جو ان کا آدمی ساتھ لے کر گیا تھا گم پائیں۔ لوگوں نے اُن سے

پوچھا۔ کیا ہمارے آدمی نے کوئی چیز فروخت کی۔ اُن دونوں نے کہا۔ نہیں۔ پوچھا۔ کیا وہ بیمار ہوا۔ اور اس کی بیماری لمبی ہو گئی۔ اور اس نے اپنی بیماری پر خرچ کیا تو انہوں نے کہا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ کہ اس کی وصیت میں کیا لکھا ہوا ہے۔ البتہ اس نے مال ہمارے سپرد کیا۔ اور ہم نے وہ آپ کو پونچا دیا۔ پس ان لوگوں نے یہ معاملہ رسول اللہ کے حضور پیش کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ اگر تم کہیں سفر کرو۔ اور حالت سفر میں موت وارد ہو جائے تو ان دو گواہوں کو نماز کے بعد روک لو (المائدہ) پس ان دونوں نے نماز کے بعد حلف اٹھایا۔ اور پھر انہیں چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد تمیم کے پاس چاندی کا ایک نقشین برتن جس پر سونے کا ملمع تھا۔ دیکھا گیا۔ دلائل میں کہا گیا ہے۔ کہ وہ مکہ میں پایا گیا۔ اور دوسروں نے کہا۔ کہ وہ ایک ہزار درہم پر فروخت کیا گیا۔ اور پانچ پانچ سو درہم دونوں نے لے لئے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ ہمارے آدمی کا برتن ہے جسے وہ سفر میں اپنے ساتھ لے گیا تھا اور تم نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ اس نے نہ کچھ بیچا نہ فروخت کیا۔ ان دونوں نے کہا ہم تمہیں یہ بتانا بھول گئے تھے۔ کہ ہم نے اس برتن کو اس سے خریدا تھا پس پھر ان دونوں کا معاملہ رسول اللہ کے حضور پیش کیا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ پھر اگر گواہی دینے کے بعد یہ معلوم ہو جائے۔ کہ ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی ہے۔ تو اُن کی تردید کے لئے دوسرے دو

Marfat.com

آدمی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جائیں جن کا حق انہوں نے دبانا چاہا تھا
اور جو قریبی رشتہ دار ہوں۔ وہ اللہ تعالےٰ کی قسم کھائیں۔ کہ پہلے دو گواہوں
کی گواہی کی نسبت ہماری گواہی زیادہ معتبر ہے۔ اور ہم نے زیادتی نہیں
کی۔ اگر ایسا کیا ہو۔ تو ہم ظالم ہوں گے (المائدہ) پس مرنے والے کے اولیاء
میں سے دو آدمی کھڑے ہوئے اور وہ عبداللہ بن عمرو۔ اور مطلب بن ابی
دراء تھے۔ اور انہوں نے حلف اٹھایا۔ کہ جو کچھ وصیت میں درج ہے۔ وہ
حق ہے۔ اور تمیم اور اس کے ساتھی نے خیانت کی ہے۔ پس تمیم اور اس کا
ساتھی اس وصیت کی رُو سے قابلِ مواخذہ قرار دئے گئے۔

اور معانی قرآن میں روایت ہے۔ کہ انصار میں سے ایک آدمی تھا۔
جسے ابطلعہ کہتے تھے۔ اس نے ایک زرہ چرائی۔ اور اُسے آٹے کی ایک
بوری میں رکھ لیا۔ وہ بوری پھٹی ہوئی تھی۔ اس لئے اُسکے گھر تک آٹا اُس میں سے
گرتا گیا۔ خیال کیا گیا کہ وہی زرہ کا چور ہے جب تحقیقات کی گئی۔ تو وہ
زرہ کو یہودیوں میں سے ایک آدمی کے پاس لے گیا۔ اور اس کے پاس بطور
امانت رکھ دی۔ اور پھر اپنی برادری کی طرف واپس ہوا۔ اور اُن سے کہنے
لگا۔ کہ مجھ پر خواہ مخواہ زرہ کی چوری کی تہمت لگائی گئی ہے۔ اور درحقیقت
وہ زرہ ایک یہودی کے پاس ہے۔ اور وہی اس کا چور ہے۔ پس اس انصاری
کی برادری کے لوگ حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضورؐ سے

درخواست کی۔ کہ حضور اس شخص کی طرف سے لوگوں سے عذر خواہی کریں اور انہیں بتائیں۔ کہ زرہ درحقیقت یہودی نے چرائی ہے۔ پس نبی کریمؐ نے لوگوں کی طرف سے عذر خواہی کا ارادہ کیا۔ اتنے میں اللہ تعالےٰ نے آپ کی طرف وحی نازل کی۔ اور حضورؐ کو انصاری کی کارستانی سے آگاہ کیا۔ کہ وہ بد دیانت ہے۔ اور اس لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس کی حمایت کرنے سے منع فرمایا۔ اور اس ارادہ سے استغفار کا حکم دیا۔ اور نیز یہ کہ اس بارے میں اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں جو حکم دیا ہے۔ اس کے مطابق فیصلہ کریں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ "ایسے لوگوں کی طرف سے آپ مت گھبرائیں جو اپنے نفسوں میں خیانت کرتے ہیں" یعنی ابوطعمہ اور اس کی برادری کے لوگ جو اس کی مدد کرتے ہیں۔ حالاں کہ وہ جانتے ہیں۔ کہ یہ چور ہے۔ اور روایت کیا گیا ہے۔ کہ اس کے بعد ابوطعمہ مکہ کی طرف بھاگ کر چلا گیا۔ اور اسلام سے مرتد ہو گیا۔ اور مکہ کی ایک دیوار میں اس نے نقب لگائی۔ تاکہ وہ مال چرائے۔ وہ دیوار اس پر گر پڑی۔ اور وہ اس کے نیچے آکر مر گیا۔

مؤطا میں ہے کہ نبی کریمؐ نے بلال بن حارث کو ایک جاگیر عطا فرمائی ابن سحنون کی کتاب میں ہے۔ اور اسے ابن ابی زید نے نوادر میں ذکر کیا ہے۔ کہ وہ کسی کی ملکیت میں نہ تھی۔ اور جنگل میں تھی۔ البتہ اصیلی

کہتے ہیں۔ کہ وہ مدینہ کے قریب ہے۔ اور داخلِ ملک ہے۔

ابوعبید کی کتاب میں ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابیض بن جمال مازنی نے علاقہ مآرب میں برف کے پانی کے لئے درخواست کی۔ کہ بطور جاگیر عطا فرمایا جائے۔ آپ نے عطا فرما دیا۔ جب واپس جانے لگا۔ تو ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! حضور کو معلوم ہے۔ کہ اس نے کیا چیز بطور جاگیر لی ہے؟ آب شیریں! راوی کا بیان ہے۔ کہ پس آپ نے اس سے یہ واپس لے لیا +

Marfat.com

بدکردار عورت کے متعلق فیصلہ

مصنّف ابوداؤد میں اور واضحہ میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریمؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ! میری عورت کسی چھونے والے کے ہاتھ کو ردّ نہیں کرتی۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اُسے طلاق دے دے۔ اور مصنف میں ہے۔ کہ پھر اسے نکال دے۔ اس نے عرض کیا میں ڈرتا ہوں کہ میرا جی اس کے پیچھے جائے۔ اور واضحہ میں ہے۔ کہ میں اس کے بغیر صبر نہیں کر سکتا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ پھر اُس سے فائدہ اٹھاتا رہ۔ (اس حدیث میں ان الفاظ سے کہ وہ کسی چھونے والے کے ہاتھ کو رد نہیں کرتی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت بدچلن ہے۔ غیر آدمی اُسے بدنیتی سے چھیڑے تو بُرا نہیں مناتی۔ تو پھر رسول اللہ

Marfat.com

نے شوہر کے اس بیان پر کہ وہ اس کے بغیر صبر نہیں کر سکتا۔ اُسے کیوں اجازت دی کہ اُسے اپنے پاس رکھ۔ اور اس سے فائدہ اٹھا تا رہ۔ اس لئے بعض شارحین حدیث نے اس کا یہ مطلب نکالا ہے۔ کہ وہ گھر کی کسی چیز کی حفاظت نہیں کرتی۔ اور جو شخص بھی گھر کی کسی چیز پر ہاتھ ڈالے اس کے ہاتھ کو رد نہیں کرتی۔ اس تاویل سے شبہ رفع ہو جاتا ہے)

سعد بن عبادہ کی حدیث ہے۔ کہ انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پاؤں۔ تو اُسے قتل کر دوں۔ یا مہلت دوں۔ اور چار گواہ پیش کر۔ تو رسول اللہ یہ کہتے کہتے رُک گئے۔ کہ تلوار کا شاہد ہونا کافی ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ اگر غیرت مند آدمی بے قابو ہو کر اُس پر آ نہ گرے ؛

Marfat.com

کتّوں کے بارے میں رسولؐ اللہ کا حکم

ابن زیاد قاضی کے احکام میں ہے۔ کہ اُن کی طرف کسی قاضی نے خط لکھا۔ جس میں کتّوں کے متعلق سوالات کئے۔ اور کہا۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ قاضی صاحب کو توفیق دے۔ تو وہ ہمیں وہ بات سمجھائیں جن سے ان کتوں کے معاملہ پہ روشنی پڑے۔ جو بستیوں میں پالے جاتے ہیں کیونکہ اُن میں سے اکثر دکھ دیتے اور کاٹتے ہیں۔ اور بچوں کو ایسے زخم پونچاتے ہیں۔ جو ان کے لئے سخت مضر ہوتے ہیں۔ اور بارہا جناب کی خدمت میں اس بات کی شکایت پونہچی۔ اور اس آفت میں مبتلا ہونے والوں کی شکایت بہت زیادہ ہوگئی ہے پس اُن کی جواباً لکھا گیا۔ کہ اس بارے میں جو بات واجب ہے۔ اور اس کی اللہ تعالےٰ قاضی صاحب کو توفیق دے

Marfat.com

یہ ہے کہ وہ کتوں کو مارنے کا حکم دیں۔ سوائے اُن کتوں کے جو شکار کے لئے۔ یا کھیتی کے لئے۔ اور جو کوئی ریوڑ۔ یا کھیتی کے کتے کے علاوہ کتا پالے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے اجر سے ایک قیراط مٹا دیتا ہے۔ اور آں حضرتؐ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا۔ تو وہ شخص جسے یہ حکم دیا گیا۔ ایک اندھی بوڑھیا کے گھر پونچا۔ جس کا ایک کتا تھا۔ اور اُس نے اُسے مار ڈالنا چاہا عورت نے منع کیا۔ کہ تم دیکھ رہے ہو کہ میں اندھی ہوں۔ یہ کتا مجھ سے درندوں کو دور کرتا ہے۔ اور مجھے اذان سے آگاہ کرتا ہے۔ تو وہ شخص حضور نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بڑھیا کے معاملے میں آپ کو اطلاع دی۔ تو آپ نے کتے کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔ اور عورت کے عذر کو معقول تصور نہ فرمایا +

Marfat.com

پانی سے ملحق زمین کے بارے میں فتویٰ

ابن ابی زید کے نوادر میں ہے۔ کہ ابن نافع نے کہا۔ مجھے معلوم ہوا ہے چاہ قدیم کی ملحقہ زمین کی حد دس گز ہے۔ اور چاہ جدید میں پچیس گز۔ اور ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ کھیتی کے کنوئیں میں ملحقہ زمین پانچ سو گز ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں مجھے یہ معلوم نہیں۔ کہ کھیتی کے کنوئیں کی ملحقہ زمین حدیث میں ہے۔ یا وہ سعید کے قول سے ہے۔ ابن شہاب نے کہا۔ کہ میں نے سنا ہے۔ چشموں کی ملحقہ زمین پانسو گز ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ نہروں کے لئے ہزار گز اور جن کنوؤں سے اونٹ پانی کھینچتے ہیں۔ اُن میں تین سو گز۔ اور ابن شہاب اُن علماء سے جنہیں وہ ملے ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ کہ آب چشموں میں جو نرم زمین میں ہوں

نوسو گز کا فاصلہ دیتے تھے۔ اور اگر وہ سخت زمین میں ہوتے۔ تو ساڑھے
چار سو گز کا ۔

Marfat.com

خرید و فروخت اور اُس کا نفع

واضحہ میں ہے۔ کہ رسول اللہ نے حکیم بن حزام کے ہاتھ ایک دینار بھیجا۔ کہ وہ آپ کے لئے اس سے ایک قربانی کا جانور خریدیں۔ حکیم بن حزام نے قربانی کا جانور خریدا۔ اور پھر اُسے دو دینار میں فروخت کر دیا۔ اور پھر ایک دینار کا جانور لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور قربانی اور اُس کے ساتھ ایک دینار خدمت میں پیش کیا۔ حضورؐ نے اس دینار کو خیرات کر دیا۔ اور اُن کے لئے تجارت میں برکت کی دُعا کی۔ واضحہ کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی ہے۔ کہ پھر اُن کی یہ حالت ہو گئی کہ اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو نفع اٹھاتے۔ اور یہ حدیث بخاری کی کتاب کے اُس باب میں ہے۔ کہ مشرکوں نے آپ سے سوال کیا۔ کہ کوئی معجزہ دکھائیے۔ آپ نے

Marfat.com

انہیں شق القمر کا معجزہ دکھا دیا۔ کتاب ابن شعبان میں ہے۔ کہ عروہ بارقی کو رسول اللہ نے ایک دینار دیا۔ کہ اس سے قربانی کا ایک جانور خریدیں۔ تو انہوں نے اُس سے دو قربانیاں خریدیں۔ اور ایک قربانی اور ایک دینار لے کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ راوی کہتا ہے۔ پھر رسول اللہ نے اُن کے لئے تجارت کے مال میں برکت کی دعا کی۔ پھر اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس سے نفع کما لیتے۔ اور ابن شعبان نے حکیم سے اسی واقعہ کے مانند ذکر کیا ہے ؛

Marfat.com

جلاوطن کی واپسی

یہ بات ثابت ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے حکم بن ابی العاص کو جو مروان کا باپ تھا۔ مدینہ سے نکال دیا تھا۔ اور وہ طائف کی طرف چلا گیا تھا۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریمؐ نے وفات پائی۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے اُسے طائف سے بھی نکال دیا۔ اور وہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں مدتوں تک مارا مارا پھرتا رہا۔ پھر جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ تو انہوں نے اُسے اس علاقے سے دور کہیں نکال دیا جہاں حضرت ابوبکرؓ نے جلاوطن کیا تھا۔ پس وہ حضرت عمرؓ کی خلافت میں اسی طرح مارا مارا پھرتا رہا۔ پھر جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ مرحبا! غریب الوطن قریبی کہ! کتاب الکامل میں ذکر ہے۔ اور اسے فقہا نے بھی روایت کیا ہے۔ کہ حضرت عثمانؓ نے

Marfat.com

حضور نبی کریمؐ سے حکیم ابن ابی العاص کو اپنے زمانہ میں واپس بلا لینے کی اجازت حاصل کر لی تھی ؛

Marfat.com

ہدیہ کی واپسی

اسماء بن خالد کہتے ہیں۔ کہ جب حضور نبی کریمؐ نے ام سلمہؓ سے نکاح کیا تو انہیں کہا میں نے نجاشی کی طرف ایک پوشاک اور چند اوقیہ مشک بھیجی ہے۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نجاشی انتقال کر گیا ہے۔ پس اگر یہ چیزیں مجھے واپس مل گئیں۔ تو وہ تمہاری ہیں۔ چنانچہ جس طرح حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا تھا۔ ویسا ہی ہوا۔ پھر آپ نے اپنی ازدواج میں سے ہر ایک کو ایک اوقیہ مشک عطا فرمائی۔ اور باقی مشک اور پوشاک ام سلمہؓ کو عطا فرمائی۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں۔ یہ واقعہ دلیل ہے۔ ہدیہ کی واپسی پر جب کہ اس پر قبضہ نہ ہوا ہو۔ اور صدقہ کی واپسی حلال نہیں۔ کیونکہ اس سے

Marfat.com

رسول اللہ نے منع فرمایا ہے۔ اور بخاری میں مروی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صدقہ کو واپس لینے والا اُس کتے کی مانند ہے جو قے کر کے چاٹ لے۔ اور یہ مدونہ اور واضحہ میں بھی ہے +

Marfat.com

آگ سے کسی کو ہلاک کرنا

بخاری وغیرہ میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ایک فوجی مہم کو بھیجا۔ اور انہیں حکم دیا۔ کہ اگر تم فلاں فلاں کو پاؤ۔ تو انہیں آگ کے ساتھ جلا دینا۔ پھر جب روانگی کے وقت ہم آپؐ سے رخصت ہونے کے لئے آئے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا۔ کہ اگر فلاں فلاں کو پاؤ۔ تو انہیں آگ سے پھونک دو۔ مگر آگ کے ساتھ خاص اللہ تعالےٰ ہی عذاب دے گا۔ پس اگر تم ان کو پکڑ لو۔ تو انہیں قتل کر ڈالو۔ اور ان دونوں کے نام ہبار بن اسود اور نافع بن عبد عمرو تھے۔ اور ایک بیان کے مطابق دوسرے کا نام نافع بن عبد شمس ہے۔ یہ دونوں واقعہ بدر کے بعد حضور نبی کریمؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے پیچھے پیچھے گئے تھے جب وہ مکہ سے

مدینہ جارہی تھیں۔ اور وہ قریش کے آدمیوں کی ایک جماعت میں سے
تھے۔ جو اُن کے تعاقب میں گئی تھی۔ پس جو شخص اُن میں سب سے پہلے حضرت
زینبؓ کے پاس پہنچا۔ وہ ہبار اور اس کا ساتھی تھے۔ ہبار نے آگے بڑھ
کر اونٹ کو لاٹھی ماری۔ جس کے نتیجے میں حضرت زینب ہودج سے گر پڑیں
اور وہ حمل سے تھیں۔ اور اُن کا حمل ساقط ہو گیا۔ ان کا دیور کنانہ ابن
الربیع اُن کے ساتھ تھا۔ اُس نے جو یہ حال دیکھا۔ تو وہ تیر کمان لے کر
سامنے ہو گیا۔ اور پکار کر کہا۔ کہ واللہ! جو شخص قریب آیا۔ میں اُسے چیر
ڈالوں گا۔ تو وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد ابوسفیان۔ قریش
کے چند آدمیوں کے ساتھ آیا۔ اور بولا۔ اے شخص تیر روک۔ یہاں تک کہ
میں تجھ سے گفتگو کر لوں۔ پس ابوسفیان آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ اُس کے
پاس جا کھڑا ہوا۔ پھر کہا۔ کہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ جو اس عورت کے ساتھ
ان لوگوں کے سامنے علانیہ نکلے۔ حالاں کہ تم کو ہماری مصیبت۔ ہماری
گردش۔ اور جو کچھ محمدؐ کی وجہ سے ہم پر گذری ہے۔ اس کا علم ہے۔ پس
جب تم اس شخص کی بیٹی کے ساتھ علانیہ لوگوں کے سامنے سے گذرے۔
تو لوگوں نے جانا۔ تمہاری یہ دلیری بھی اُسی ذلت کی قسم سے ہے۔ جو پیش
آمدہ مصیبت کی وجہ سے ہم کو ملی ہے۔ اور یہ ہماری کمزوری اور سستی
کی وجہ سے ہے۔ اور خدا کی قسم ہمیں اس کو اس کے باپ سے جدا کرنے کی

Marfat.com

کوئی ضرورت نہیں۔ اور نہ اس بارہ میں ہم نے کوئی ہنگامہ برپا کیا ہے۔
لیکن تم اس عورت کو واپس لے جاؤ۔ یہاں تک کہ غوغا تھم جائے۔ اور لوگ
کہنے لگیں کہ ہم اس کو واپس لے آئے۔ تو پوشیدہ طور پر اسے لے جانا۔ اور
اس کے باپ کے ساتھ جا ملانا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ بعد ازاں وہ چند
راتیں مکہ میں رہیں۔ یہاں تک کہ چہ چا تھم گیا۔ تو وہ اُن کو رات کے وقت لے
کر نکلا۔ یہاں تک کہ ان کو زید بن حارثہ اور اُن کے ساتھیوں کے حوالے کر
دیا۔ اور وہ دونوں اُن کے ساتھ ہو گئے۔ اور بچتے بچاتے مدینہ پہنچے۔ اور
حضورؐ کے پاس ان کو لے آئے ؛

Marfat.com

طائف کے محاصرے کا ذکر

سیر میں ہے۔ کہ رسول اکرمؐ نے اسلام میں پہلی مرتبہ جن پر منجنیق کیا وہ اہل طائف ہیں۔ چنانچہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ رسولؐ اللہ کے اصحاب کی ایک جماعت دبابہ (منجنیق) کے نیچے داخل ہوئی۔ اور پھر وہ لوگ طائف کی فصیل پر حملہ آور ہوئے۔ تاکہ اُسے توڑ ڈالیں۔ بنو ثقیف نے لوہے کی سلاخیں گرم کرا کر ان پر گرائیں۔ اور وہ اس کے نیچے سے نکلے۔ تو بنو ثقیف نے اُن پر تیر پھینکے۔ اور بہت سے آدمی مار ڈالے۔ اس پر رسول اللہ نے ثقیف کے انگور کے باغ اجاڑنے کا حکم دیا۔ لوگ ان باغوں کو کاٹنے کے لئے دوڑے۔ اور ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ طائف کی طرف آگے بڑھے۔ اور آواز دی۔ کہ اے بنو ثقیف ہمیں امن دو۔ کہ ہم تم سے

Marfat.com

گفتگو کریں۔ تو ان دونوں کو انہوں نے امن دیا۔ انہوں نے قریش اور بنی کنانہ کی عورتوں کو پکارا۔ تاکہ اُن کے پاس آئیں۔ اور وہ اُن کے گرفتار ہونے سے ڈرتے تھے۔ وہ آئیں۔ اور اُن میں آمنہ بنت ابوسفیان تھی جو عروہ بن مسعود کے نکاح میں تھی۔ اور اس سے اس کا بیٹا عروہ بن مسعود تھا پس جب وہ عورتیں آئیں۔ تو ان دونوں کو ابن اسود بن مسعود نے کہا۔ اے ابوسفیان اور اے مغیرہ کیا میں تم کو اُن سے کثیر چیز کی طرف رہنمائی نہ کروں جس کے لئے تم آئے ہو۔ بنو اسود کا مال وہاں ہے۔ جہاں تم کو معلوم ہے۔ اور رسول اللہ اُس کے اور طائف کے مابین ایک وادی میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے۔ جسے وادی عتیق کہتے ہیں۔ طائف میں کوئی مال بنو اسود کے مال سے زیادہ گراں بار نہیں ہے۔ پس اگر محمدؐ نے قبضہ بھی کر لیا تو وہ ہمیشہ کے لئے اُن کے پاس نہ چلے گا۔ پس آپ دونوں حضرات ان سے گفتگو کریں۔ اور خواہ اسے اپنے لئے مسخر کریں۔ یا اللہ کے لئے اور قرابت کے لحاظ سے چھوڑ دیں۔ اور بلاشبہ ہمارے اور اُن کے درمیان قرابت ہے۔ جو غیر معلوم نہیں رہ سکتی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ نبی کریمؐ نے طائف کو اُن کے لئے چھوڑ دیا۔

رسول اللہؐ کے قیام کے دوران میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کچھ غلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس پر

Marfat.com

رسول اللہ نے انہیں آزاد کر دیا۔ اہل طائف کی ایک جماعت نے بعد اس کے کہ وہ اسلام لا چکے۔ اُن غلاموں کے بارہ میں گفتگو کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ اللہ کی راہ میں آزاد کئے ہوئے ہیں ؛

Marfat.com

رسول اللہ کے امر و نواہی

اصحاب ظاہر اور بعض اہل حدیث نے کہا ہے۔ کہ رسول اللہ کے اوامر فرض ہیں۔ اور آپ کے نواہی حرام ہیں۔ اور انہوں نے آپ کے قول کو قرآن کے قول کے مطابق ٹھہرایا ہے۔ دوسرے علماء کہتے ہیں۔ کہ آپ کے اوامر کا درجہ وہی ہے۔ جو علماء نے متعین کیا ہے۔ پس جس کو فرض قرار دیا ہے۔ وہ فرض ہے۔ اور جسے سنت قرار دیا ہے۔ یا مستحب تو وہ ایسا ہی ہے۔ اور یہی مذہب امام مالک کے شاگردوں کا ہے۔

رحم و کرم کی ایک اعلیٰ مثال

بخاری میں ہے کہ مروان اور مسور بن مخرمہ نے مروہ کو خبر دی۔ کہ جب بنی ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر آیا۔ اور انہوں نے آپ سے سوال کیا

Marfat.com

کہ اُن کے اموال اور قیدی واپس کئے جائیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ میرے نزدیک وہ لوگ بھی ہیں جنہیں تم دیکھ رہے ہو (یعنی غیر مسلم) اور میرے نزدیک پسندیدہ بات وہی ہے۔ جو سچی ہو۔ پس دو قسموں میں سے ایک کو اختیار کرلو۔ یا مال اور یا قیدی۔ اور میں تمہارے جواب کا منتظر ہوں۔ پس نبی کریمؐ نے کچھ اوپر دس راتیں اُن کا انتظار فرمایا جب کہ طائف سے علیحدہ ہوئے۔ اور جب ان کو بخوبی روشن ہو گیا۔ کہ نبی کریمؐ ان دو قسموں میں سے صرف ایک کو واپس کریں گے تو انہوں نے کہا۔ کہ ہم اپنے قیدی چھڑانا چاہتے ہیں۔ پس نبی کریمؐ کھڑے ہوئے اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کی جس کا وہ اہل ہے۔ اور پھر فرمایا۔ اما بعد۔ تمہارے بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر آئے ہیں۔ اور میں مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ ان کے قیدی ان کو واپس کر دئے جائیں پس جو شخص تم میں سے خوشی کے ساتھ ایسا کرنا چاہے وہ ایسا کرے۔ اور جو شخص یہ پسند کرے۔ کہ وہ اپنا حصہ بھی لے۔ تو وہ ایسا ہی کرے اس پر لوگوں نے کہا۔ کہ ہم خوش ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ تم میں سے کون واپسی کا اذن دے رہا ہے پس تم واپس جاؤ۔ یہاں تک کہ تمہارے بڑے تمہارا معاملہ ہمارے سامنے پیش کریں۔ پس لوگ چلے گئے۔ اور اُن لوگوں کے بڑوں نے اُن سے گفتگو کی۔ پھر وہ لوگ نبی کریمؐ کی طرف واپس ہوئے اور حضورؐ کو خبر دی۔ کہ ان لوگوں نے قیدیوں کو واپس کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

اس واقعہ میں فقہی نکتہ یہ ہے۔ کہ غائب کو کوئی چیز ہبہ کی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

اور یہ احادیث اِس بات کی تائید کرتی ہیں۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے جاگے۔ تو چاہئے۔ کہ اپنے ہاتھ تین مرتبہ دھوئے۔ قبل اس کے کہ وہ انہیں وضو کے برتن میں داخل کرے۔ اور آں حضرتؐ نے فرمایا۔ جو شخص وضو کرے۔ تو اُسے چاہئے۔ کہ ناک صاف کرے۔ اور جو شخص استنجا کے لئے جائے۔ تو وہ اپنے ساتھ طاق ڈھیلے لے جائے۔ حالانکہ خواب سے اٹھتے وقت ہاتھ دھونا۔ ناک جھاڑنا۔ اکثر علماء کے نزدیک فرض نہیں ہے۔ اور اسی طرح آپ کے اس قسم کے بہت سے اوامر ہیں۔ جو فرض نہیں ہیں۔ جیسے آپ کا یہ ارشاد۔ کہ جب امام کہے سمع اللہ لمن حمدہ۔ تو تم کہو ربنا لک الحمد۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب امام کہے۔ کہ والا الضالین۔ تو تم کہو آمین۔ اور جب موذن کو اذان کہتے سنو۔ تو جو کچھ موذن کہتا ہے تم بھی کہو۔ اور جیسے آپ نے دروازہ بند کرنے۔ مشک کا منہ باندھنے اور برتن ڈھانکنے اور چراغ گل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور جیسے آپ کا قول ہے کہ سائل کو دو۔ اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ اور جیسے آپ کا یہ قول۔ کہ جب تم میں سے کوئی پہنے تو دائیں پاؤں سے شروع کرے۔ یہ تو آداب اور پسند کی باتیں ہیں۔ اور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دُوں۔ تو اس میں سے جس قدر تم کر سکو بجا لاؤ۔ اور جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں۔ تو سب باز

Marfat.com

آجاؤ۔ اور امام مالک کے خیال کی تائید کرنے والی باتوں میں سے ہے
کہ حضور نبی کریم ؐ کے اوامر اُس تفصیل پر ہیں جس تفصیل پر اُن کو صحابہؓ نے
حاصل کیا ہے۔ اور وہ ہیں جنہیں حضرت ابوہریرہؓ نے نبی کریمؐ سے
روایت کیا ہے۔ کہ تم میں سے کوئی اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار میں کھونٹی
گاڑنے سے منع نہ کرے۔ پھر ابوہریرہ کہتے ہیں۔ کہ کیا بات ہے۔ میں تم
کو اس سے روگردانی کرتے دیکھتا ہوں۔ اور واللہ میں اُسے تمہارے
سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اور آں حضرتؐ کا جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم
دینا اور صحابہ نے ایسے فرض پر عمل نہیں کیا۔ اور آپ کا منع فرمانا۔ انگور
اور خرما کے مخلوط نچوڑ سے۔ اور منع فرمایا۔ دودھ اور خرما کے کھانے سے
اور ثرید کی چوٹی میں سے کھانے سے۔ اور راستے پر آخری شب میں ڈیرا
کرنے سے۔ اور اسی قسم کی نواہی۔ اور حضورؐ کی جن نواہی کو علماء نے
حرام پر محمول کیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ سونے کو چاندی کے عوض میعاد پر بیچنا
پھلوں کے لگنے سے پہلے بیچنا۔ اور اسی طرح کھانے کو جنس کہ وہ پک
جائے۔ پیٹ کے بچے کو بیچنا۔ بیعانہ کا سودا۔ تر کھجوروں کے درخت
بیچنا۔ خشک کھجوروں کے عوض۔ اور بٹائی پر زمین دینا۔ اور حصہ پر
زراعت کرانا۔ چوپاؤں کو بھوکا پیاسا باندھنا۔ اُن کی صورت بگاڑنا۔
چوپاؤں کو باہم لڑانا۔ ستاروں کی تصویر۔ اور تصویروں سے سوائے

اُن کے جو کپڑوں میں منقش ہوں۔ سوائے اس کے کہ وہ پاؤں کے نیچے آئیں۔ اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور شکر کے دن روزہ رکھنے سے۔ اور اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں۔ اور آپ کی وہ نواہی جن کے بارے میں علماء کا باہم اختلاف ہے۔ شغار کا نکاح۔ جس میں دو شخص ایک دوسرے کی بیٹی کے ساتھ مہر کا ذکر کئے بغیر نکاح کریں۔ کچلیوں والے درندوں کا گوشت۔ روزہ کے ساتھ روزہ بلا افطار و سحری۔ اکیلے تہمد کو اپنے اوپر لینا۔ متعہ کرنا۔ قافلہ والوں کو سودے کے لئے پہلے جا ملنا گرانی کی امید پر اناج کو بند رکھنا۔ اکثر علماء نے اُن کو حرام پر محمول کیا ہے۔ اور بخاری میں کتاب البیوع میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے دو قسم کے کپڑوں سے منع فرمایا۔ ایک تو چادر کو اپنے اوپر لفافہ بنانے سے۔ اور دوسرے یہ کہ ایک آدمی ایک کپڑے میں دو زانو ہو کر بیٹھے۔ اور پھر اُس کو کندھوں پر ڈال لے۔ نیز خانگی گدھوں کے گوشت سے بھی منع فرمایا +

Marfat.com

حضورؐ کا نسب نامہ اور احوال

نسب نامہ

ولادت

نبوّت

وفات

Marfat.com

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بن عبداللہ۔ بن عبدالمطلب۔ بن ہاشم۔ بن عبدمناف۔ بن قصی۔ بن کلاب۔ بن مرہ۔ بن کعب۔ بن لوی۔ بن غالب۔ بن فہر بن مالک۔ بن نضر بن کنانہ۔ بن خزیمہ بن سکہ۔ بن الیاس بن نصر۔ بن نزار بن معد۔ بن عدنان۔

فاکہی کا بیان ہے۔ کہ جس کمرہ میں حضورؐ کی ولادت ہوئی۔ وہ حجاج کے بھائی محمد بن یوسف کے گھر تھا۔ وہ ہمیشہ اپنی حالت پر رہا۔ یہاں تک۔ کہ دو خلیفوں یعنی موسیٰ اور ہارون کی والدہ اور خیزران آئیں۔ اور انہوں نے اسے مسجد بنا دیا۔ جس میں نماز پڑھی جانے لگی۔ اور اُسے گھر کی حیثیت سے خارج کر دیا۔ اور بعض اہل مکہ نے بیان کیا ہے۔ کہ بعض لوگوں نے اس گھر میں سکونت اختیار کی۔ اور پھر اس سے چلے گئے۔ تو انہوں نے کہا کہ واللہ اس میں ہم کو کوئی آفت نہ پہونچی۔ اور نہ مصیبت۔ اور جب ہم اس گھر سے نکلے۔ تو ہم پر زمانہ سخت ہو گیا۔

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں۔ کہ مجھ سے میرے والد عباسؓ نے رسول اللہ

Marfat.com

کی طرف بھیجا۔ میں آپ کے پاس رات کو رہا۔ تو میں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا۔ "الٰہی! میں تجھ سے تیری خاص رحمت کا سوال کرتا ہوں جس سے تو میرے دل کو ہدایت دے۔ اور اس سے میری پریشانیٔ طبع کو جمعیتِ خاطر سے بدل دے۔ اور میری خاطر جمع کر دے۔ اور مجھ سے فتنوں کو دور کر دے۔ اور میرے حال کو بہتر کر دے۔ اور میرے غائب کی حفاظت کر۔ اور اس سے میرے وجود کو بلندی بخش۔ اور اس سے میرے چہرے کو نورانی بنا دے۔ اور اس سے میرے عمل کو پاک کر دے۔ اور اس سے مجھ کو میری راست روی سمجھا دے۔ اور اس سے مجھے ہر برائی سے بچا الٰہی! مجھے سچا ایمان عطا کر۔ اور ایسا یقین جس کے بعد کفر نہ ہو۔ اور ایسی رحمت جس سے میں دنیا و آخرت میں تیرے کام کا شرف حاصل کروں۔ الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، قضا کے وقت کامیابی اور شہیدوں کی مہمانی کا۔ اہلِ سعادت کی زندگی کا۔ انبیاء کی رفاقت کا۔ اور دشمنوں پر فتح پانے کا۔

رسول کریمؐ مکہ معظمہ میں سوموار کے روز ربیع الاوّل کی بارہویں رات کو سال فیل میں نیسان کی بیسویں تاریخ کو پیدا ہوئے۔ اور پیر کے روز چالیس سال کی عمر میں نبوّت سے مشرف ہوئے۔ امام مالک وغیرہم کا قول ہے۔ اور بیہقی محمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم نے کہا ہے۔ کہ بیان کیا جاتا ہے۔ آپ پر قرآن کا نزول ہوا۔ تو آپ پینتالیس برس کے تھے امام

Marfat.com

مالک نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ نے سوموار کے روز تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ نبوت کے بعد آپ مکہ میں تیرہ سال اور مدینہ میں دس سال تک رہے اور ابن عبدالبر کی کتاب المہید میں اتنا زیادہ ہے۔ کہ عبدالمطلب نے آپ کی پیدائش کے ساتویں روز آپ کا ختنہ کیا۔ اور آپ کی پیدائش کے لئے ضیافت کا اہتمام کیا۔ اور آپ کا نام محمدؐ رکھا۔ اور ابن وضاح کی روایت میں ہے۔ کہ قریش نے پوچھا۔ تم نے اس کا نام محمد کیوں رکھا۔ اور اپنے نام اور اپنے آبا کے ناموں کو چھوڑ دیا۔ تو انہوں نے کہا۔ یہ اس لئے کہ اہل آسمان اور اہل زمین ان کی تعریف کریں۔

اور موطا وغیرہ میں ہے۔ کہ رسول اللہ کو تین سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ قمیص تھی اور نہ عمامہ۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ان میں سے ایک یمنی چادر تھی۔ اور اسے ابن ابی زید نے نوادر میں ذکر کیا ہے۔ اور سحول یمن کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ اور حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ کہ ان میں ایک وہ کپڑا تھا جس میں آپ بیمار ہوئے تھے۔ اور حضرت عائشہؓ کی ایک روایت ہے کہ جب لوگوں نے غسل دینے کا ارادہ کیا۔ اور چاہا کہ آپ کی قمیص اتاریں۔ تو آواز آئی۔ کہ قمیص نہ اتارو۔ پھر آپ کو غسل دیا گیا۔ بحالیکہ وہ قمیص آپ کے بدن پر موجود رہی۔

واضحہ وغیرہ میں ہے۔ کہ جن لوگوں نے حضور نبی کریمؐ کو غسل دیا۔ اور

Marfat.com

آپ کو قبر میں اتارا۔ وہ عباس۔ علی ابن ابی طالب۔ فضیل بن عباسؓ اور
صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام شقران تھے۔ جن کا ایک نام صا
بھی تھا۔ ثعبی کہتے ہیں۔ کہ چوتھے عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔ اور مو
بن کہتے ہیں۔ اسامہ بن زید تھے سیرت ابن ہشام میں ہے۔ کہ علی
ابی طالب۔ عباس۔ فضل بن عباس۔ قسم بن عباس۔ اسامہ بن زید۔ ا
شقران نے آپ کے غسل کا کام سرانجام دیا۔ اور نیز یہ کہ حضرت علیؓ
آپ کو اپنے سینے سے سہارا دیا۔ اور عباس اور فضل اور قسم آپ کے پہ
بدلتے تھے۔ اور اسامہ و شقران آپ پر پانی ڈالتے تھے۔ اور حضرت عل
آپ کو غسل دیتے تھے۔ بحالیکہ آپ پر قمیض تھی۔ اس کے اوپر سے آپ کا
ملتے تھے۔ اور رسول اللہؐ کے بدن تک آپ کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا
حضرت علیؓ کہتے تھے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یارسول ال
آپ بحالت زندگی اور بحالت وفات کس قدر پاکیزہ ہیں۔ اور آپ
بن جبتامہ کے کنوئیں سے غسل دیا گیا۔ جو قبا میں تھا۔ اور جسے بیر القدس
جاتا ہے۔

ابن اسحاق کا قول ہے۔ کہ آپ کو دو صحاری کپڑوں اور ایک
چادر میں کفن دیا گیا۔ اور ان میں آپ کو لپیٹا گیا۔ اور مؤطا میں ہے
حضور نبی کریمؐ نے سوموار کے روز وفات پائی۔ اور منگل کے روز

Marfat.com

خاک ہو گئے۔ اور یہ بھی ہے۔ کہ حضورؐ کے جنازہ کی نماز لوگوں نے فرداً فرداً پڑھی۔ اور کسی نے امامت نہیں کرائی۔ دفن کرنے کی جگہ کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہوا۔ کوئی کہتا تھا۔ کہ منبر کے پاس دفن کیا جائے۔ کوئی بقیع میں کہتا تھا۔ آخر حضرت ابوبکر تشریف لائے۔ اور انہوں نے فرمایا۔ کہ میں نے نبی کریمؐ کو فرماتے سنا ہے۔ کہ کوئی نبی دفن نہیں ہوا۔ مگر اُس مکان میں جہاں اُس نے وفات پائی۔ پس وہیں آپ کے لئے قبر کھودی گئی۔ مدینہ میں قبر کھودنے کے ماہر دو شخص تھے۔ جن میں سے ایک لحد نکالتا تھا اور دوسرا لحد نہیں نکالتا تھا۔ لوگوں نے لحد نکالنے والے کو لپ بھیجا چنانچہ اُس نے قبر میں لحد بنائی۔ مؤطا کے سوائے دوسری کتب میں لکھا ہے۔ کہ لحد بنانے والے ابوطلحہ انصاری تھے۔ اور لحد کے بغیر قبر کھودنے والے ابوعبیدہ بن الجراح تھے۔

سیر کی کتابوں میں ہے۔ کہ حضورؐ کا بستر اٹھایا گیا۔ اور اُس کے نیچے قبر کھودی گئی۔ پھر لوگ آئے۔ پہلے مردوں نے یکے بعد دیگرے نماز جنازہ پڑھی۔ اور اس کے بعد عورتوں نے اور اُس کے بعد لڑکوں نے۔ اور اس کے بعد حضور کو دفن کر دیا گیا۔

مختصر ابن زید میں ہے۔ کہ ابن عقبہ کہتے ہیں۔ حضور نبی کریمؐ نے حضرت عائشہ کے گھر میں اُن کی باری کے دن ایسی حالت میں کہ حضورؐ کا سر مبارک

Marfat.com

حضرت عائشہؓ کے سینے پر تھا۔ چاشت کے وقت وفات پائی۔ امام مالک
فرماتے ہیں۔ کہ حضور کی وفات پیر کے روز ہوئی جب کہ ربیع الاوّل کی
بارہ راتیں گذر چکی تھیں۔ اور منگل کے روز دفن کیا گیا۔ اور کہا گیا ہے
کہ زوال آفتاب کے بعد حضور دفن کئے گئے۔ اور جو لوگ حضور کی قبر
میں اُترے۔ وہ اسامہ بن زید اور اوس بن خول تھے۔ اور بیماری آپ
کی حضرت میمونہؓ بنت حارث کے گھر میں بدھ کے روز جب کہ ماہ صفر
کی دو راتیں باقی تھیں۔ شروع ہوئی۔ اس کے بعد حضور حضرت عائشہؓ
کے ہاں تشریف لے گئے۔ اور وہاں مقیم رہے حتّٰی کہ وفات پائی۔

اللہ کا دُرود اور سلام ہو آپؐ پر

Marfat.com

فقیر ابو عبداللہ محمد فرح کہتا ہے۔ کہ جس بات نے مجھے اس کتاب کے مرتب کرنے پر آمادہ کیا۔ وہ یہ تھی۔ کہ میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ کی تصنیفات میں سے ایک کتاب دیکھی۔ جس کا نام اقضیۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اس میں تھوڑے سے فیصلے لکھے گئے ہیں۔ اور وہ ایک چھوٹی سنی کتاب ہے۔ اور ابوبکر ابن ابی شیبہ کی زبانی روایت ہے۔ کہ ہم نے ان واقعات کو دیکھا۔ جن میں حضور رسول اللہ نے فیصلہ فرمایا۔ تو ہمیں ایک سو سے زیادہ حدیث نہ ملی۔ پس میں نے مناسب خیال کیا۔ کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ فیصلوں کو تلاش کروں۔ اُن سے برکت حاصل کرنے۔ اور اُن کی محبت کی وجہ سے اور اُن کی پیروی کرنے کے لئے۔ اور حضورؐ کے اوامر اور نواہی سے آگاہ ہونے کے لئے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

Marfat.com

کہ پیغمبر جس چیز کا تمہیں حکم دیں۔ اُسے اختیار کرو۔ اور جس سے منع کریں۔ اُس سے باز رہو۔ (الحشر) اور اللہ تعالےٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو لوگ رسولؐ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔ انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیئے۔ کہ کہیں ان پہ آفت نہ آپڑے۔ یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو۔

اور میں نے ان فیصلوں کو مندرجہ ذیل کتابوں سے اخذ کیا ہے جو تعداد میں چونتیس ۳۴ ہیں:-

موطا امام مالک	تفسیر ابن اسلام
معانی القرآن زجاج	ناسخ
مفصل	الاحکام اسمٰعیل قاضی
ہدایہ مکی	صحیح بخاری
	مصنف عبدالرزاق

مسلم

سنن ابوداؤد	سنن نسائی
مسند ابن ابی شیبہ	مسند
سیرت ابن ہشام	شرح الحدیث ابی عبید
خطابی	الکامل
مدونہ	مختصر ماروزنہ

مستخرجہ	واضحہ
نوادر	کتاب ابن شعبان
دلائل حبیل	احکام ابن زیاد
تاریخ ابن خثیمہ	شرف المصطفیٰ
کتاب الاحوال ابی عبید	کتاب الاحوال اسمٰعیل قاضی
کتاب محمد بن نصر المروزی	تفسیر موطا ابن مزین
داؤدی	فتاوی

والحمد للہ رب العالمین
وصلی اللہ علی سیدنا محمد
خاتم النبیین وسلموا تسلیما

Marfat.com

(۲۵)

عدالتوں کے فیصلے